عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچادیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھادے۔ (ابن ماجہ)

زیرنگرانی

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیرالمدارس ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

درسِ حدیث

سلسلہ درسِ حدیث - 6

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

از افادات:
شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

زیر نگرانی
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

درسِ حدیث

تاریخ اشاعت .... رجب المرجب ۱۴۲۷ھ
ناشر .... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت .... سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادراہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ... ملتان　　مکتبہ رشیدیہ........ راجہ بازار........ راولپنڈی
ادارہ اسلامیات........ انارکلی........ لاہور　　یونیورسٹی بک ایجنسی........ خیبر بازار........ پشاور
مکتبہ سید احمد شہید........ اردو بازار...... لاہور　　ادارۃ الانور........ نیوٹاؤن........ کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ........ اُردو بازار .... لاہور　　مکتبہ المنظور الاسلامیہ.... جامعہ حسینیہ.... علی پور
مکتبہ المنظور الاسلامیہ........ بلاک زیڈ........ مدینہ ٹاؤن........ بنک موڑ........ فیصل آباد

ادارہ اشاعت الخیر - حضوری باغ روڈ - ملتان

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K　119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE　BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ادارہ کی جدید مرتبہ ''درس حدیث'' کی پانچ جلدیں ماشاء اللہ کافی مقبول ہوئیں درس حدیث کا یہ مبارک سلسلہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کی زیرنگرانی شروع ہوا یقیناً یہ بھی حضرت کیلئے دیگر حسنات جاریہ میں سے ایک ہے اس لئے اس جلد پر بھی مقدمہ حضرت ہی کا لکھا ہوا دیا جارہا ہے۔ عرصہ دراز سے مزید جلدوں کا انتظار تھا۔ اللہ پاک ہمارے اکابر رحمہم اللہ کو اجر عظیم سے نوازیں جو بے حد محنتوں سے ہمارے لئے دین اور اس کے مآ خذ کو سہل الوصول فرما گئے۔ اور دین کے ہر شعبہ سے متعلق معلومات فضائل واحکام کا عظیم ذخیرہ جو اپنی عربی زبان کی وجہ سے حلقہ خواص تک محدود تھا۔ ان حضرات اکابر نے دیگر خدمات جلیلہ کے ساتھ ساتھ یہ عظیم خدمت بھی سرانجام دی کہ ان دینی علوم کو اردو کے لباس سے آراستہ کر کے عوام الناس کی ایک بڑی ضرورت کو پورا فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو ٹھنڈا فرمائیں اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنائیں آمین

الحمد للہ شروع سے ادارہ کی کوشش رہی ہے کہ اپنے اکابر کی مستند و بے غبار تعلیمات کو مزید مزین وسہل کر کے پیش کیا جائے۔ اس جلد کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور علماء کرام کی مشاورت سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کی مقبول عام مستند تصنیف ''فضائل اعمال'' میں سے فضائل ذکر کو سابقہ جلدوں کی طرح سبق وار درس کی شکل میں مرتب کیا ہے۔

اس جلد میں فضائل ذکر کے تمام مضامین بالترتیب لئے گئے ہیں صرف دوران سبق آنے والی احادیث کا عربی متن نہیں دیا گیا تا کہ عوام الناس بسہولت مختصر وقت میں درس مکمل کر سکیں۔ شروع سبق میں حدیث مبارکہ کا مختصر عربی متن تبرکاً نقل کیا گیا ہے۔ بعض جگہ اپنے اکابر حضرت سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ..... حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ ودیگر اکابرین کے افادات کا اضافہ کیا گیا ہے جو کہ ان شاء اللہ موضوع کی مناسبت سے مفید ہوگا۔ بلاشبہ گھروں' مساجد' اسکولوں ومکاتب میں ان سبق وار احادیث کو سننے سنانے کی پابندی کی جائے تو مختصر وقت میں دین کی اہم باتیں سیکھی جاسکتی ہیں۔ ان شاء اللہ اس مبارک سلسلہ احادیث کی جلد نمبر ۷ بنام فضائل درود شریف (منتخب از فضائل اعمال) جلد منظر عام پر آرہی ہیں۔ **وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب**

اللہ پاک ہم سب کو دین کی صحیح فہم نصیب فرمائیں اور اپنے فضل سے خدمت دین الی یوم الدین لیتے رہیں۔

والسلام **محمد اسحٰق عفی عنہ** رجب المرجب ۱۴۲۷ھ بمطابق اگست 2006ء

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان و نگران اعلیٰ مجلس تحقیقات اسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الکریم.....اما بعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پیش نظر اللہ پاک نے قرآن مجید کی حفاظت جس طرح اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح الفاظ قرآن کی تشریح جو ذخیرہ آحادیث کی شکل میں موجود ہے اسکی حفاظت وصیانت بھی اللہ پاک نے اس امت کے ذریعے فرمائی۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ حفاظت حدیث کے سلسلہ میں اس امت کے محدثین حضرات نے عجیب کمالات دکھائے۔ اسماء الرجال کے علم ہی کو دیکھ لیجئے اس علم سے سابقہ امتیں محروم رہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات چونکہ تا قیامت محفوظ اور قابل عمل تھیں اس لئے ان فرامین کی حفاظت کیلئے محدثین نے اسماء الرجال اور اس کے علاوہ دوسرے علوم متعارف کرائے جنہوں نے احادیث مبارکہ کے گرد ایک قوی حصار کا کام کیا تا کہ کوئی دین دشمن حسب منشاء ان احادیث میں کوئی تغیر و تصرف نہ کر سکے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی مغلوبیت میں جہاں دیگر عوامل کارفرما ہیں ان سب میں بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم اپنی بنیاد یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کے جاننے کے باوجود کہ ہماری دینی و دنیاوی فلاح و ترقی اسلامی تہذیب' اسلامی تعلیمات اور انہی اقدار میں ہے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چلایا اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان ان اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے عمل پیرا رہے اللہ پاک نے انہیں اخروی نجات کے علاوہ دنیا میں بھی شان و شوکت' غلبہ و نصرت سے نوازا اور پوری دنیا کے غیر مسلم ان کے خادم اور زیردست کی حیثیت سے رہے۔

آج ہم سب مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان غالب ہوں لیکن اس کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی تعلیمات نبوت کی روشنی میں زندگی کے سفر کو طے کرنا۔ اسکی طرف ہماری توجہ کم ہوتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کو عام کیا جائے اور جس طرح تلاوت قرآن کو اپنے معمول میں شامل کیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے بعض اکابر کے معمول میں تلاوت حدیث بھی شامل تھی۔

''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' اس لحاظ سے بڑی مبارک کا مستحق ہے کہ عوام کو اس بنیادی ضرورت کو عام فہم انداز میں درس حدیث کی شکل میں پیش کرنے کا سہرا اُسی کے سر ہے۔ اس سے قبل ''درس قرآن'' بھی عوام الناس میں بے حد مقبول ہو چکا ہے۔

دل سے دُعا ہے کہ فرامین نبوی کا یہ سدا بہار گلدستہ عند اللہ مقبول ہو اور ہم سب تعلیمات نبوی کی روشنی میں اپنا قبلہ درست کر کے دنیا و آخرت کی سعادتوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

فقط: عبدالستار عفی عنہ — رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

فہرست عنوانات

درسِ حدیث

انتخاب از

فضائل ذکر

بندہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عندظن عبدی بی وانامعه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی (رواہ احمد و بخاری)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بیگناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں) اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا گمان

تشریح: اس حدیث شریف میں کئی مضمون وارد ہیں۔ اوّل یہ کہ بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ سے اس کے لطف و کرم کی اُمید رکھنا چاہئے اس کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے۔ یقیناً ہم لوگ گنہگار ہیں اور سراپا گناہ اور اپنی حرکتوں اور گناہوں کی سزا اور بدلہ کا یقین ہے لیکن اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہونا چاہیے۔ کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف و کرم سے بالکل ہی معاف فرمادیں کہ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ
وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

کلام اللہ شریف میں وارد ہے (ترجمہ) حق تعالیٰ شانہٗ شرک کے گناہ کو تو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے سب کچھ معاف فرمائینگے۔ لیکن ضروری نہیں کہ معاف ہی فرمادیں۔ اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان صحابیؓ کے پاس تشریف لے گئے وہ نزع کی حالت میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کس حال میں ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ کی رحمت کا اُمیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں یعنی امید و خوف جس بندہ کے دل میں ایسی حالت میں ہوں تو اللہ جل شانہٗ جو اُمید ہے وہ عطا فرمادیتے ہیں اور جس کا خوف ہے اُس سے امن عطا فرمادیتے ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ پہاڑ اس پر گرنے لگا اور فاجر شخص گناہ کو ایسا سمجھتا ہے گویا ایک مکھی بیٹھی تھی اُڑادی یعنی ذرا پرواہ نہیں ہوتی مقصود یہ ہے کہ گناہ کا خوف اس کے مناسب ہونا چاہیے اور رحمت کی اُمید اس کے مناسب۔

حضرت معاذؓ طاعون میں شہید ہوئے۔ انتقال کے قریب زمانہ میں بار بار غشی ہوتی تھی جب افاقہ ہوتا تو فرماتے یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ مجھ کو تجھ سے محبت ہے۔ تیری عزت کی قسم تجھے یہ بات معلوم ہے جب بالکل موت کا وقت قریب آگیا تو فرمایا کہ اسے موت تیرا آنا مبارک ہے۔ کیا ہی مبارک مہمان آیا۔ مگر فاقہ کی حالت میں یہ مہمان آیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔

اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہا آج تیرا اُمید وار ہوں۔ یا اللہ مجھے زندگی کی محبت تھی مگر نہریں کھودنے اور باغ لگانے کے واسطے نہیں تھی بلکہ گرمیوں کی شدت پیاس برداشت کرنے اور (دین کی خاطر) مشقتیں جھیلنے کے واسطے اور ذکر کے حلقوں میں علماء کے پاس جم کر بیٹھنے کے واسطے تھی۔ (تہذیب اللغات) بعض علماء نے لکھا ہے کہ حدیثِ بالا میں گمان کے موافق معاملہ عام حالات کے اعتبار سے ہے خاص مغفرت کے متعلق نہیں۔ دعا صحت وسعت امن وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں مثلاً دُعا کے ہی متعلق سمجھو' مطلب یہ ہے اگر بندہ یہ یقین کرتا ہے کہ میری دعا قبول ہوتی ہے اور ضرور ہوگی تو اس کی دُعا قبول ہوتی ہے اور اگر یہ گمان کرے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی تو ویسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جب تک یہ نہ کہنے لگے کہ میری تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح صحت' تو نگری وغیرہ سب امور کا حال ہے حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو فاقہ کی نوبت آئے اگر اس کو لوگوں سے کہتا پھرے تو تو نگری نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ کی پاک بارگاہ میں عرض معروض کرے تو جلد یہ حالت دُور ہو جائے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ حسن ظن اور چیز ہے اور اللہ پر گھمنڈ دوسری چیز ہے۔ کلام اللہ شریف میں مختلف عنوانات سے اس پر تنبیہ کی گئی۔ ارشاد ہے وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (اور نہ دھوکہ میں ڈالے تم کو دھوکہ باز) یعنی شیطان تم کو یہ نہ سمجھائے کہ گناہ کئے جاؤ اللہ غفور رحیم ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا (کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا یا اللہ تعالیٰ سے اس نے عہد کر لیا ہے ایسا ہرگز نہیں)۔

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہیں

دوسرا مضمون یہ ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو جب تک اس کے ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے رہتے ہیں میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں یعنی میری خاص توجہ اس پر رہتی ہے اور خصوصی رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

اس حدیث کا بقیہ اگلے درس میں بیان ہوگا۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ذکر کرنے والوں کا فرشتوں میں تذکرہ

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الله تعالیٰ انا عندظن عبدی بی وانامعه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی (رواہ احمد و بخاری)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بیگناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ حدیث کا تیسرا مضمون یہ ہے کہ میں فرشتوں کے مجمع میں ذکر کرتا ہوں یعنی تفاخر کے طور پر اُن کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ آدمی کی علقت جس ترکیب سے ہوئی ہے اس کے موافق اس میں اطاعت اور معصیت دونوں کا مادہ رکھا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۸ کے ذیل میں آرہا ہے۔ اس حالت میں طاعت کا کرنا یقیناً تفاخر کا سبب ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ فرشتوں نے ابتداء خلقت کے وقت عرض کیا تھا۔ "آپ ایسی مخلوق کو پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں خونریزی اور فساد کرے گی"۔ اور اس کی وجہ بھی وہی مادہ فساد کا ان میں ہوتا ہے، بخلاف فرشتوں کے کہ ان میں یہ مادہ نہیں۔ اسی لئے انہوں نے عرض کیا تھا کہ تیری تسبیح و تقدیس ہم کرتے ہی ہیں۔ تیسرے اس وجہ سے کہ انسان کی اطاعت اس کی عبادت، فرشتوں کی عبادت سے اس وجہ سے بھی افضل ہے کہ انسان کی عبادت غیب کے ساتھ ہے اور فرشتوں کی عالمِ آخرت کے مشاہدہ کے ساتھ۔ اسی کی طرف اللہ پاک کے اس کلام میں اشارہ ہے کہ اگر وہ جنت و دوزخ کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا۔ ان وجوہ سے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے یاد کرنیوالوں اور اپنی عبادت کرنے والوں کے کارنامے جتاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے حد لطف و رحمت

چوتھا مضمون حدیث میں یہ ہے کہ بندہ جس درجہ میں حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُس سے زیادہ توجہ اور لطف اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اُس بندہ پر ہوتا ہے یہی مطلب ہے قریب ہونے اور دوڑ کر چلنے کا کہ میرا لطف اور میری رحمت تیزی کیساتھ اس کی طرف چلتی ہے اب ہر شخص کو اپنا اختیار ہے کہ جس قدر رحمت ولطفِ الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اتنی ہی اپنی توجہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف بڑھائے۔ پانچویں بحث اس حدیث شریف میں یہ ہے کہ اس میں فرشتوں کی جماعت کو بہتر بتایا ہے ذکر کرنے والے شخص سے حالانکہ یہ مشہور امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی ایک وجہ تو ترجمہ میں ظاہر کر دی گئی کہ ان کا بہتر ہونا ایک خاص حیثیت سے ہے کہ وہ معصوم ہیں اُن سے گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ باعتبار اکثر افراد کے ہے کہ اکثر افراد فرشتوں کے اکثر آدمیوں بلکہ اکثر مومنوں سے افضل ہیں گو خاص مؤمن جیسے انبیاء علیہم السلام سارے ہی فرشتوں سے افضل ہیں۔ اس کے

علاوہ اور بھی وجوہ ہیں جن میں بحث طویل ہے۔

ذکر اللہ کو اپنا ہمہ وقت کا دستور بنالو

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ احکام تو' شریعت کے بہت سے ہیں ہی' مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنالوں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللّسان رہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی وہ یہ تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آوے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللِسان ہو۔

جدائی کے وقت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اہلِ یمن کی تبلیغ و تعلیم کے لئے یمن کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ اس وقت رخصت کیوقت حضورؐ نے کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں اور انہوں نے بھی کچھ سوالات کئے تھے۔ شریعت کے احکام بہت سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر حکم کی بجا آوری تو ضروری ہے ہی۔ لیکن ہر چیز میں کمال پیدا کرنا اور اس کو مستقل مشغلہ بنانا دشوار ہے اس لئے ان میں سے ایک چیز جو سب سے اہم ہو مجھے ایسی بتا دیجئے کہ اس کو مضبوط پکڑ لوں اور ہر وقت ہر جگہ' چلتے' پھرتے اُٹھتے بیٹھتے کرتا رہوں۔

چار چیزیں جو تمام بھلائیوں کی جامع ہیں

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص کو یہ مل جائیں اس کو دین و دنیا کی بھلائی مل جائے۔ ایک وہ زبان جو ذکر میں مشغول رہنے والی ہو' دوسرے وہ دل جو شکر میں مشغول رہتا ہو۔ تیسرے وہ بدن جو مشقت برداشت کرنے والا ہو' چوتھے وہ بیوی جو اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔ نفس میں خیانت یہ ہے کہ کسی قسم کی گندگی میں مبتلا ہو جائے۔

رطب اللّسان رہنے کا مطلب

رطب اللّسان کا مطلب اکثر علماء نے کثرت کا لکھا ہے اور یہ عام محاورہ ہے۔ ہمارے عرف میں بھی جو شخص کسی کی تعریف یا تذکرہ کثرت سے کرتا ہے تو یہ بولا جاتا ہے کہ فلاں کی تعریف میں رطب اللّسان ہے۔ مگر بندۂ ناچیز کے خیال میں ایک دوسرا مطلب بھی ہوسکتا ہے وہ یہ کہ جس سے عشق و محبت ہوتی ہے اُس کے نام لینے سے مُنہ میں ایک لذّت اور مزہ محسوس ہوا کرتا ہے۔ جن کو بابِ عشق سے کچھ سابقہ پڑ چکا ہے وہ اس سے واقف ہیں۔ اس بناء پر مطلب یہ ہے کہ اس لذّت سے اللہ کا پاک نام لیا جائے کہ مزہ آجائے۔ میں نے اپنے بعض بزرگوں کو بکثرت دیکھا ہے کہ ذکر بالجہر کرتے ہوئے ایسی طراوت آجاتی ہے کہ پاس بیٹھنے والا بھی اس کو محسوس کرتا ہے اور ایسا منہ میں پانی بھر جاتا ہے کہ ہر شخص اس کو محسوس کرتا ہے مگر یہ جب حاصل ہوتا ہے کہ جب دل میں چسک ہو اور زبان کثرتِ ذکر کے ساتھ مانُوس ہو چکی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت ہے اور اللہ سے بُغض کی علامت اُس کے ذکر سے بُغض ہے۔

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبان اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہتی ہے وہ جنت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔

تمام اعمال میں سے بہترین اور پاکیزہ ترین عمل ذکر اللہ ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز

ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنیوالی اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتادیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

تمام اعمال پر ذکر اللہ کی فضیلت کی وجہ:

فائدہ: یہ عام حالت اور ہر وقت کے اعتبار سے ارشاد فرمایا ہے ورنہ وقتی ضرورت کے اعتبار سے صدقہ جہاد وغیرہ امور سب سے افضل ہوجاتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض احادیث میں ان چیزوں کی افضلیت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ ان کی ضرورتیں وقتی ہیں اور اللہ پاک کا ذکر دائمی چیز ہے اور سب سے زیادہ اہم اور افضل ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر چیز کے لئے کوئی صاف کرنے والی اور میل کچیل دُور کرنے والی چیز ہوتی ہے (مثلاً کپڑے اور بدن کے لئے صابون، لوہے کے لئے آگ کی بھٹی وغیرہ وغیرہ) دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اس حدیث میں چونکہ ذکر کو دل کی صفائی کا ذریعہ اور سبب بتایا ہے اس سے بھی اللہ کے ذکر کا سب سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ ہر عبادت اُسی وقت عبادت ہوسکتی ہے جب اخلاص سے ہو اور اس کا مدار دلوں کی صفائی پر ہے۔ اسی وجہ سے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکرِ قلبی ہے نہ کہ زبانی ذکر، اور ذکرِ قلبی یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے ساتھ وابستہ ہوجائے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ حالت ساری عبادتوں سے افضل ہے اس لئے کہ جب یہ حالت ہوجائے تو پھر کوئی عبادت چھوٹ ہی نہیں سکتی کہ سارے اعضاء ظاہرہ و باطنہ دل کے تابع ہیں۔ جس چیز کے ساتھ دل وابستہ ہوجاتا ہے سارے ہی اعضا اس کے ساتھ ہوجاتے ہیں۔ عشاق کے حالات سے کون بے خبر ہے اور بھی بہت سی احادیث میں ذکر کا سب سے افضل ہونا وارد ہوا ہے۔ حضرت سلمانؓ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا۔ قرآنِ پاک میں ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کوئی چیز اللہ کے ذکر سے افضل نہیں۔ حضرت سلمانؓ نے جس آیت شریفہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ وہ اکیسویں ۲۱ پارے کی پہلی آیت ہے۔ صاحب مجالس الابرار کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اللہ کے ذکر کو صدقہ اور جہاد اور ساری عبادات سے اس لئے افضل فرمایا کہ اصل مقصود اللہ کا ذکر ہے اور ساری عبادتیں اس کا ذریعہ اور آلہ ہیں اور ذکر بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک زبانی اور ایک قلبی جو زبان سے بھی افضل ہے اور وہ مراقبہ اور دل کی سوچ ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث سے جس میں آیا ہے کہ ایک گھڑی کا سوچنا ستر ۷۰ برس کی عبادت سے افضل ہے۔ مسند احمد میں ہے۔ حضرت سہلؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس تقریر سے یہ معلوم ہوگیا کہ صدقہ اور جہاد وغیرہ جو وقتی چیزیں ہیں وقتی ضرورت کے اعتبار سے اُن کی فضیلت بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ان احادیث میں کوئی اشکال نہیں جن میں ان چیزوں کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ تھوڑی دیر کا اللہ کے راستہ میں کھڑا ہونا اپنے گھر پر ستر ۷۰ سال کی نماز سے افضل ہے حالانکہ نماز بالاتفاق افضل ترین عبادت ہے لیکن کفار کے ہجوم کے وقت جہاد اس سے بہت زیادہ افضل ہوجاتا ہے۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

نرم بستروں پر ذکر اللہ کرنیوالوں کے بھی بلند درجات

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیذکرن اللہ اقوام فی الدنیا علی الفرش الممھدۃ یدخلھم اللہ فی الدرجات العلی (رواہ ابن حبان)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ جنت کے اعلیٰ درجوں میں اُن کو پہنچا دیتا ہے۔

تشریح: یعنی دنیا میں مشقتیں جھیلنا، صعوبتیں برداشت کرنا آخرت کے رفع درجات کا سبب ہے اور جتنی بھی دینی امور میں یہاں مشقت اٹھائی جائے گی اتنا ہی بلند مرتبوں کا استحقاق ہوگا لیکن اللہ پاک کے مبارک ذکر کی یہ برکت ہے کہ راحت و آرام سے نرم بستروں پر بیٹھ کر بھی کیا جائے تب بھی رفع درجات کا سبب ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم ہر وقت ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔

آگے بڑھنے والے

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ مفرّد لوگ بہت آگے بڑھ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مُفرِّد کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ کے ذکر میں والہانہ طریقہ پر مشغول ہیں۔ اس حدیث کی بناء پر صوفیہ نے لکھا ہے کہ سلاطین اور امراء کو اللہ کے ذکر سے نہ روکنا چاہیے کہ وہ اس کی وجہ سے درجاتِ اعلیٰ حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ تو اللہ کے ذکر کو اپنی مسرتوں اور خوشیوں کے اوقات میں کر، وہ تجھ کو مشقتوں اور تکلیفوں کے وقت کام دے گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ جب بندہ راحت کے خوشی کے ثروت کے اوقات میں اللہ کا ذکر کرتا ہے پھر اس کو کوئی مشقت اور تکلیف پہنچے، تو فرشتے کہتے ہیں کہ مانوس آواز ہے جو ضعیف بندہ کی ہے پھر اللہ کے یہاں اس کی سفارش کرتے ہیں اور جو شخص راحت کے اوقات میں اللہ کو یاد نہ کرے پھر کوئی تکلیف اس کو پہنچے اور اس وقت یاد کرے تو فرشتے کہتے ہیں کیسی غیر مانوس آواز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ایک ان میں سے صرف ذاکرین کے لئے ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرے وہ نفاق سے بری ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ ایک سفر سے واپسی ہو رہی تھی۔ ایک جگہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ بعض تیز رَو آگے چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں۔ جو اللہ کے ذکر میں والہانہ مشغول ہیں جو شخص یہ چاہے کہ جنت سے خوب سیراب ہو وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔

ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنیوالا مردہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا۔ ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مُردہ ہے۔

زندہ اور مردہ ہونے کا مطلب

فائدہ: زندگی ہر شخص کو محبوب ہے اور مرنے سے ہر شخص ہی گھبراتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مردے ہی کے حکم میں ہے اس کی زندگی بھی بے کار ہے

بعض علماء نے فرمایا ہے یہ دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مرجاتا ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تشبیہ نفع اور نقصان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے شخص کو جو ستائے وہ ایسا ہے جیسا کہ کسی زندہ کو ستائے کہ اس سے انتقام لیا جائے گا اور وہ اپنے کئے کو بھگتے گا اور غیر ذاکر کو ستانے والا ایسا ہے جیسا مُردہ کو ستانے والا کہ وہ خود انتقام نہیں لے سکتا۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ اس سے ہمیشہ کی زندگی مراد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے اخلاص کے ساتھ کرنے والے مرتے ہی نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہوجانے کے بعد بھی زندوں ہی کے حکم میں رہتے ہیں جیسا کہ قرآنِ پاک میں شہید کے متعلق وارد ہوا ہے بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ اسی طرح اُن کے لئے بھی ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔

حکیم ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہوکر سخت ہوجاتا ہے اور سارے اعضاء سخت ہوجاتے ہیں۔ طاعت سے رُک جاتے ہیں۔ اگر ان اعضاء کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے۔ جیسے کہ خشک لکڑی کہ جُھکانے سے نہیں جُھکتی۔ صرف کاٹ کر جلادینے کے کام کی رہ جاتی ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کردیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ کا ذکر صدقہ خیرات سے افضل ہے

عن ابی موسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلافی حجرہ دراھم یقسمھا و اخریذکر اللہ لکان الذاکر للہ افضل (اخرجہ الطبرانی)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ اُن کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔

خوش نصیب لوگ

تشریح: یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا کتنی ہی بڑی چیز کیوں نہ ہو لیکن اللہ کی یاد اس کے مقابلہ میں بھی افضل ہے پھر کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مالدار اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والے جن کو اللہ کے ذکر کی بھی توفیق نصیب ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے بھی روزانہ بندوں پر صدقہ ہوتا رہتا ہے اور ہر شخص کو اس کی حیثیت کے موافق کچھ نہ کچھ عطا ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی عطاء اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کو اللہ کے ذکر کی توفیق نصیب ہو جائے۔ جو لوگ کاروبار میں مشغول رہتے ہیں۔ تجارت، زراعت، ملازمت میں گھرے رہتے ہیں اگر تھوڑا بہت وقت اللہ کی یاد کے لئے اپنے اوقات میں سے نکال لیں تو کیسی مفت کی کمائی ہے۔ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے دو چار گھنٹے اس کام کے لئے نکال لینا کون سی مشکل بات ہے آخر فضولیات لغویات میں بہت سا وقت خرچ ہوتا ہے۔ اس کار آمد چیز کے واسطے وقت نکالنا کیا دشوار ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کے واسطے چاند، سورج، ستارے اور سایہ کی تحقیق رکھتے ہیں یعنی اوقات کی تحقیق کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگرچہ اس زمانہ میں گھڑی گھنٹوں کی کثرت نے اس سے بے نیاز کر دیا پھر بھی فی الجملہ واقفیت ان چیزوں کی مناسب ہے کہ گھڑی کے خراب اور غلط ہو جانے کی صورت میں اوقات ضائع نہ ہو جائیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا ذکر کیا جائے وہ حصہ نیچے ساتوں زمینوں تک دوسرے حصوں پر فخر کرتا ہے۔

ایک لمحہ کے ذکر اللہ کا اجر و ثواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا، بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئی ہو۔

فائدہ: جنت میں جانے کے بعد جب یہ منظر سامنے ہوگا کہ ایک دفعہ اس پاک نام کو لینے کا اجر و ثواب کتنا زیادہ مقدار میں ہے کہ پہاڑوں کے برابر مل رہا ہے تو اس وقت اپنی اس کمائی کے نقصان پر جسقدر بھی افسوس ہوگا ظاہر ہے۔

حضرت سریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جرجانیؒ کو دیکھا کہ ستو پھانک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ خشک ہی پھانک رہے ہو کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور پھانکنے کا جب حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اُس میں آدمی ستر ۷۰ مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے۔ اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی۔ ستو پھانک کر گذر کر لیتا ہوں۔

منصورؒ بن معتمر کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی۔ ربیع بن ہیثمؒ کے متعلق لکھا ہے کہ بیس برس تک جو بات کرتے اس کو ایک پرچہ پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی بات اس میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذکر والی جماعت کو فرشتوں کا گھیر لینا

عن ابی هريرة وابی سعيد رضی الله عنه انهما شهدا علی رسول الله صلی الله عليه وسلم انه قال لايقعدقوم يذكرون الله الاحفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله فيمن عنده (اخرجه احمد و مسلم و الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ دونوں حضرات اسکی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ اُن پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہٗ انکا تذکرہ اپنی مجلس میں (تفاخر کے طور پر) فرماتے ہیں۔

تشریح: حضرت ابوذرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں نور کا سبب بنے گا اکثر اوقات چُپ رہا کر کہ بھلائی بغیر کوئی کلام نہ ہو۔ یہ بات شیطان کو دُور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مدد گار ہوتی ہے زیادہ ہنسی سے بھی بچتا رہ کہ اس سے دل مرجاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے۔ جہاد کرتے رہنا کہ میری اُمت کی فقیری یہی ہے مسکینوں سے محبت رکھنا انکے پاس اکثر بیٹھتے رہنا اور اپنے سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا اور اپنے سے اُونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں۔ قرابت والوں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا وہ اگرچہ تجھ سے تعلقات توڑ دیں۔ حق بات کہنے میں تردّد نہ کرنا گو کسی کو کڑوی لگے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ تجھے اپنی عیب بینی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے اور جس عیب میں خود مبتلا ہو اُس میں دوسرے پر غصّہ نہ کرنا۔ اے ابوذرؓ حسن تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل مندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنا بہترین پرہیز گاری ہے اور خوش خلقی کے برابر کوئی شرافت نہیں۔“

سکینہ کے معنی

فائدہ: سکینہ کے معنی سکون ووقار کے ہیں یا کسی مخصوص رحمت کے جس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں جن کو مختصر طور پر میں اپنے رسالہ چہل حدیث جدید در فضائل قرآن میں لکھ چکا ہوں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ایسی مخصوص چیز ہے جو طمانینت، رحمت وغیرہ کو شامل ہے اور ملائکہ کے ساتھ اُترتی ہے۔

فرشتوں کے سامنے ذاکرین کا تذکرہ

حق تعالیٰ شانہٗ کا ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے تفاخر کے طور پر فرمانا ایک تو اس وجہ سے ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت عرض کیا تھا کہ یہ لوگ دنیا میں فساد کریں گے۔ جیسا کہ پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے ہے کہ فرشتوں کی جماعت اگرچہ سراپا عبادت سراپا بندگی واطاعت ہے لیکن ان میں معصیت کا مادہ بھی نہیں ہے اور انسان میں چونکہ دونوں مادے موجود ہیں اور غفلت اور نافرمانی کے اسباب اس کو گھیرے ہوئے ہیں۔ شہوتیں، لذتیں اور اور اس کا جزو ہیں اس لئے اس سے ان سب کے مقابلہ میں جو عبادت جو اطاعت ہو اور جو معصیّت کا مقابلہ ہو وہ زیادہ قابلِ مدح اور قابل قدر ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ نے جنت کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا کہ اس کو دیکھ کر آؤ۔ انہوں نے آ کر عرض کیا یا اللہ آپ کی عزت کی قسم جو شخص بھی اس کی خبر سُن لے گا اس میں جائے بغیر نہیں رہیگا۔ یعنی لذّتیں اور راحتیں، فرحتیں، نعمتیں، جس قدر اس میں رکھی گئی ہیں اُن کے سننے اور یقین آ جانے کے بعد کون ہوگا جو اس میں جانے کی انتہائی کوشش نہ کریگا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کو مشقتوں سے ڈھانک دیا کہ نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، جہاد کرنا، حج کرنا وغیرہ وغیرہ اس پر سوار کر دیئے گئے کہ ان کو بجا لاؤ تو جنت میں آ جاؤ اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اب دیکھو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اب تو یا اللہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کوئی اس میں جا ہی نہ سکے گا۔ اسی طرح جب جہنم کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کے دیکھنے کا حکم ہوا۔ وہاں کے عذاب، وہاں کے مصائب، گندگیاں اور تکلیفیں دیکھ کر انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کی عزّت کی قسم جو شخص اس کے حالات سُن لے گا کبھی بھی اس کے پاس نہ جائے گا۔ حق سبحانہٗ وتقدس نے دنیا کی لذّتوں سے اس کو ڈھانک دیا کہ زنا کرنا، شراب پینا، ظلم کرنا، احکام پر عمل نہ کرنا وغیرہ وغیرہ کا پردہ اس پر ڈال دیا گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اب دیکھو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ اب تو مجھے اندیشہ ہوگیا کہ شاید ہی کوئی اس سے بچے۔ اسی وجہ سے جب کوئی بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے، گناہ سے بچتا ہے تو اس ماحول کے اعتبار سے جس میں وہ ہے قابلِ قدر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ اظہارِ مسرت فرماتے ہیں۔ جن فرشتوں کا اس حدیث پاک میں اور اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں ذکر آیا ہے وہ فرشتوں کی ایک خاص جماعت ہے جو اسی کام پر متعین ہے کہ جہاں اللہ کے ذکر کی مجالس ہوں، اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو وہاں جمع ہوں اور اس کو سُنیں ۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت متفرق طور پر پھرتی رہتی ہے اور جس جگہ اللہ کا ذکر سُنتی ہے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتی ہے کہ آ جاؤ اس جگہ تمہارا مقصود اور غرض موجود ہے اور پھر ایک دوسرے پر جمع ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ آسمان تک ان کا حلقہ پہنچ جاتا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذکر کرنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں پر فخر کرنا

عن معویة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج علی حلقة من اصحابه فقال ما اجلسکم قالو اجلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ماھدنا للاسلام ومن بہ علینا قال اللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا اللہ ما اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفکم تهمة لکم ولکن اتانی جبرئیل فاخبرنی ان اللہ یباھی بکم الملائکة (رواہ احمد و مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد وثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو۔

تشریح: صحابہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ جبرئیل میرے پاس ابھی آئے تھے اور یہ خبر سُنا گئے کہ اللہ جل شانہ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں۔

جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوش قسمتی

یعنی میں نے جو قسم دے کر پوچھا اس سے مقصود اہتمام اور تاکید تھی کہ ممکن ہے کوئی اور خاص بات بھی اس کے علاوہ ہو اور وہ بات اللہ جل شانہ کے فخر کا سبب ہو۔ اب معلوم ہوگیا کہ صرف یہ تذکرہ ہی سبب فخر ہے۔ کس قدر خوش قسمت تھے وہ لوگ جن کی عبادتیں مقبول تھیں اور ان کی حمد وثنا پر حق تعالیٰ شانہ کے فخر کی خوشخبری اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دُنیا ہی میں معلوم ہو جاتی تھی اور کیوں نہ ہوتا کہ ان حضرات کے کارنامے اُسی کے مستحق تھے۔

ملائکہ پر فخر کرنے کا مطلب

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ باوجودیکہ نفس ان کے ساتھ ہے، شیطان ان پر مسلط ہے، شہوتیں ان میں موجود ہیں، دنیا کی ضرورتیں ان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ ان سب کے باوجود ان سب کے مقابلہ میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں اور اتنی کثرت سے ہٹانے والی چیزوں کے باوجود میرے ذکر سے نہیں ہٹتے، تمہارا ذکر وتسبیح اس لحاظ سے کہ تمہارے لئے کوئی مانع بھی ان میں سے نہیں ہے، ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

ذکر کرنے والوں کے لئے بخشش کا اعلان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں، اور اُن کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔

دوسری حدیث میں ہے اس کے مقابل جو اجتماع ایسا ہو کہ اس میں اللہ پاک کا کوئی ذکر ہو ہی نہیں تو یہ اجتماع قیامت کے دن حسرت وافسوس کا سبب ہوگا۔

بغیر ذکر اللہ والی مجلس پر حسرت

فائدہ: یعنی اس اجتماع کی بے برکتی اور اضاعت پر حسرت ہوگی اور کیا بعید ہے کہ وبال کا سبب کسی وجہ سے بن جائے۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو، اس مجلس والے ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اُٹھے ہوں۔

مجلس کا کفارہ

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دُعا پڑھے۔ **سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک اللھم وبحمدک اشھدان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک**۔ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہوگی۔ پھر حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرمادیں چاہے مطالبہ اور عذاب فرمادیں۔ایک حدیث میں ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو۔اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر اُن میں کثرت سے کرو۔ راہگیروں کو (بوقتِ ضرورت) راستہ بتاؤ) اور ناجائز چیز سامنے آجائے تو) آنکھیں بند کرلو۔(یا نیچی کرلو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کا ثواب بہت بڑی ترازو میں تلے (یعنی ثواب بہت زیادہ مقدار میں ہو کہ وہی بڑی ترازو میں تلے گا معمولی چیز تو بڑی ترازو کے پاسنگ میں آجائیگی) اس کو چاہیے کہ مجلس کے ختم پر یہ دعا پڑھا کرے۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین ودنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ذکر کرنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں پر فخر کرنا

عن معوية رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خرج علی حلقة من اصحابه فقال ما اجلسکم قالو اجلسنا نذکر اللہ و نحمده علی ماھدنا للاسلام و من به علینا قال اللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا اللہ ما اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفکم تھمة لکم و لکن اتانی جبرئیل فاخبرنی ان اللہ یباھی بکم الملائکة (رواہ احمد و مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ جل شانہ' کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد وثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو۔

تشریح: حدیثِ بالا میں برائیوں کے نیکیوں سے بدل دینے کی بشارت بھی ہے۔ قرآن پاک میں بھی سورۂ فرقان کے ختم پر مومنین کی چند صفات ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے۔ (پس یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو حق تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں)۔ اس آیت شریفہ کے متعلق علماءِ تفسیر کے چند اقوال ہیں۔

ایک یہ کہ سیئات معاف فرمادی جائیں گی اور حسنات باقی رہ جائیں گی گویا یہ بھی تبدیلی ہے' کہ سیئہ کوئی باقی نہیں رہی۔ دوسرے یہ کہ ان لوگوں کو بجائے برے اعمال کرنے کے نیک اعمال کی توفیق حق تعالیٰ شانہ' کے یہاں نصیب ہوگی جیسا کہ بولتے ہیں کہ گرمی کے بجائے سردی ہوگئی۔ تیسرے یہ کہ اُنکی عادتوں کا تعلق بجائے بُری چیزوں کے اچھی چیزوں کے ساتھ وابستہ ہوجاتا ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ آدمی کی عادتیں طبعی ہوتی ہیں جو بدلتی نہیں۔ اسی وجہ سے ضرب المثل ہے "جبلِ گردد جبلّت نہ گردد" اور یہ مثل بھی ایک حدیث سے ماخوذ ہے جس میں ارشاد ہے کہ اگر تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا اور دوسری جگہ چلا گیا تو اس کی تصدیق کرلو لیکن اگر سنو کہ طبعیت بدل گئی تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ گویا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ عادت کا زائل ہونا پہاڑ کے زائل ہونے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ اس کے بعد پھر اشکال ہوتا ہے کہ صوفیہ اور مشائخ جو عادات کی اصلاح کرتے ہیں اُس کا کیا مطلب ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عادتیں نہیں بدلتیں بلکہ ان کا تعلق بدل جاتا ہے مثلاً ایک شخص کے مزاج میں غصّہ ہے وہ مشائخ کی اصلاح اور مجاہدوں سے ایسا ہوجائے کہ غصّہ بالکل باقی نہ رہے یہ تو دشوار ہے۔ ہاں اس غصّہ کا تعلق پہلے سے جن چیزوں کے ساتھا مثلاً بے جا ظلم' تکبّر وغیرہ اب بجائے اُن کے اللہ کی نافرمانیوں پر اُسکے احکام کی خلاف ورزی وغیرہ وغیرہ کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ وہی حضرت عمرؓ جو ایک زمانہ میں مسلمانوں کی ایذارسانی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے' ایمان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے کفار وفساق پر اسی طرح ٹوٹتے تھے۔ اسی طرح اور اخلاق کا بھی حال ہے۔ اس توضیح کے بعد اب مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ' ایسے لوگوں کے اخلاق کا تعلق بجائے معاصی کے حسنات سے فرمادیتے ہیں۔ چوتھے یہ

کہ حق تعالیٰ شانہ ان کو اپنی برائیوں پر توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی وجہ سے پرانے پرانے گناہ یاد آ کر ندامت اور توبہ کا سبب ہوتا ہے اور ہر گناہ کے بدلے ایک توبہ جو عبادت ہے اور نیکی ہے ثبت ہو جاتی ہے۔ پانچویں یہ ہے کہ اگر مولائے کریم کو کسی کی کوئی ادا پسند ہو اور اس کو اپنے فضل سے بُرائیوں کے برابر نیکیاں دے تو کسی کے باپ کا اجارہ ہے وہ مالک ہے' بادشاہ ہے' قدرت والا ہے۔ اس کی رحمت کی وسعت کا کیا کہنا' اس کی مغفرت کا دروازہ کون بند کر سکتا ہے' اس کی عطا کو کون روک سکتا ہے جو دے رہا ہے۔ وہ اپنی ہی مِلک سے دیتا ہے اس کو اپنی قدرت کے مظاہر بھی دکھانا ہیں' اپنی مغفرت کے کرشمے بھی اُسی دن ظاہر کرنا ہیں۔ احادیث میں محشر کا نظارہ اور حساب کی جانچ مختلف طریقوں سے وارد ہوئی ہے جس کو بہجۃ النفوس نے مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حساب چند انواع پر منقسم ہوگا۔ ایک نوع یہ ہوگی کہ بعض بندوں سے نہایت مخفی رحمت کے پردہ میں محاسبہ ہوگا اور ان کے گناہ ان کو گنوائے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ تو نے فلاں وقت یہ گناہ کیا' فلاں وقت ایسا کیا اور اسکو اقرار بغیر چارۂ کار نہ ہوگا حتیٰ کہ وہ گناہوں کی کثرت سے یہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہوگیا تو ارشاد ہوگا کہ ہم نے دنیا میں بھی تجھ پر ستاری کی' آج بھی ستاری کرتے ہیں اور معاف کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ شخص اور اس جیسا جو ہوگا وہ حساب کے مقام سے واپس جائے گا۔ تو لوگ دیکھ کر کہیں گے کہ یہ کیسا مبارک بندہ ہے کہ اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اسلئے کہ اُن کو اس کے گناہوں کی خبر ہی نہ ہوئی۔ اسی طرح ایک نوع ایسی ہوگی کہ اُن کیلئے چھوٹے بڑے گناہ ہونگے۔ اس کے بعد ارشاد ہوگا کہ اچھا ان کے چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دو تو وہ جلدی سے کہیں گے کہ ابھی اور بھی گناہ ایسے ہیں جو یہاں ذکر نہیں کئے گئے۔ اسی طرح اور انواع کا ذکر کیا ہے کہ کس کس طرح سے پیشی اور حساب ہوگا۔

سب سے اخیر میں جہنم سے نکلنے والے شخص کا قصہ

حدیث میں ایک قصہ آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے اخیر میں جہنم سے نکالا جائیگا اور سب سے اخیر میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ایک شخص کو بلایا جائیگا اور فرشتوں سے کہا جائے گا کہ اس کے بڑے بڑے گناہ تو ابھی ذکر نہ کئے جائیں۔ چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں' اُن پر باز پُرس کی جائے۔ چنانچہ یہ شروع ہو جائیگا اور ایک ایک گناہ وقت کے حوالہ کیساتھ اس کو جتایا جائیگا۔ وہ انکار کیسے کر سکتا ہے اقرار کرتا جائے گا۔ اتنے میں ارشاد ربی ہوگا کہ اس کو ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جائے گی تو وہ جلدی سے کہے گا کہ ابھی تو اور بھی بہت سے گناہ باقی ہیں اُن کا تو ذکر ہی نہیں آیا۔ اس قصہ کو نقل فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہنسی آ گئی۔

اس قصے میں اوّل تو جہنم میں سے سب سے اخیر میں نکلنا ہے یہی کیا کم سزا ہے دوسرے کیا معلوم کون خوش قسمت ایسا ہو سکتا ہے کہ جس کے گناہوں کی تبدیلی ہو اس لئے اللہ کی پاک ذات سے اُمید کرتے ہوئے فضل کا مانگتے رہنا بندگی کی شان ہے لیکن اس پر مطمئن ہونا جرأت ہے البتہ سیئات کو حسنات سے بدلنے کا سبب اخلاص سے مجالسِ ذکر میں حاضری حدیث بالا سے معلوم ہوتی ہی ہے لیکن اخلاص بھی اللہ ہی کی عطا سے ہو سکتا ہے۔

ایک ضروری بات یہ ہے کہ جہنم سے اخیر میں نکلنے والے کے بارہ میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں کوئی اشکال نہیں۔ ایک معتد بہ جماعت اگر نکلے تو بھی ہر شخص اخیر میں نکلنے والا ہے اور جو قریب اخیر کے نکلے وہ بھی اخیر ہی کہلاتا ہے نیز خاص خاص جماعت کا اخیر بھی مراد ہو سکتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذکر کرنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فرشتوں پر فخر کرنا

عن معوية رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم خرج علی حلقة من اصحابه فقال ما اجلسكم قالو اجلسنا نذكر الله ونحمده علی ماهدنا للاسلام ومن به علينا قال الله ما اجلسكم الا ذلک قالوا الله ما اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفكم تهمة لكم ولكن اتانی جبرئيل فاخبرنی ان الله يباهی بكم الملائكة (رواه احمد و مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ جل شانہ کا ذکر کررہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد وثنا کررہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو۔

اخلاص کی اہمیت اور حقیقت

اس حدیث میں اہم مسئلہ اخلاص کا ہے اور اخلاص کی قید اور بھی بہت سی احادیث میں اس رسالہ میں نظر سے گذرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اخلاص ہی کی قدر ہے۔ جس درجہ کا اخلاص ہوگا اسی درجہ کی عمل کی قیمت ہوگی۔ صوفیہ کے نزدیک اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ قال اور حال برابر ہوں۔ ایک حدیث میں آئندہ آرہا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ گناہوں سے روک دے۔ بہجۃ النفوس میں لکھا ہے ایک بادشاہ کیلئے جو نہایت ہی جابر اور متشدد تھا ایک جہاز میں بہت سی شراب لائی جارہی تھی۔ ایک صاحب کا اس جہاز پر گذر ہوا اور جسقدر ٹھلیاں شراب سے بھری ہوئی تھیں سب ہی توڑ دیں ایک چھوڑ دی۔ کسی شخص کی ہمّت ان کو روکنے کی نہ پڑی لیکن اس پر حیرت تھی کہ اس بادشاہ کے تشدد کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کرسکتا تھا پھر اُس نے کس طرح جرأت کی۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔ اس کو بھی تعجب ہوا۔ اولاً اس بات پر کہ اس کے مال پر کس طرح ایک معمولی آدمی نے جرأت کی اور پھر اس پر کہ ایک مٹکی کیوں چھوڑ دی۔ ان صاحب کو بُلایا گیا پوچھا کہ یہ کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے دل میں اس کا تقاضا ہوا اسلئے ایسا کیا۔ تمہارا جو دل چاہے سزا دیدو۔ اُس نے پوچھا کہ یہ ایک کیوں چھوڑی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اولا اسلامی غیرت کا تقاضا تھا اس لئے میں نے توڑیں مگر جب ایک رہی تو میرے دل میں ایک خوشی سی پیدا ہوئی کہ میں نے ایک ناجائز کام کو مٹا دیا تو مجھے اس کے توڑنے میں یہ شبہ ہوا کہ حظِّ نفس دل کی خوشی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے ایک کو چھوڑ دیا۔ بادشاہ نے کہا اس کو چھوڑ دو یہ مجبور تھا۔

بنی اسرائیل کے ایک عبادت گذار کا واقعہ

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ ایک جماعت اس کے پاس آئی اور کہا کہ یہاں ایک قوم ہے جو ایک درخت کو پُوجتی ہے۔ یہ سنکر اس کو غصّہ آیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس کو کاٹنے کے لئے چل دیا۔ راستہ میں شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا۔ عابد سے پوچھا کہاں جارہے ہو۔ اُس نے کہا فلاں درخت کاٹنے جاتا ہوں۔ شیطان نے کہا، تمہیں اس درخت سے کیا واسطہ تم اپنی عبادت میں مشغول رہو تم نے اپنی عبادت کو ایک مہمل کام کے واسطے چھوڑ دیا۔ عابد نے کہا یہ بھی عبادت ہے۔ شیطان نے کہا میں نہیں کاٹنے دوں

گا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ وہ عابد اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ شیطان نے اپنے کو عاجز دیکھ کر خوشامد کی اور کہا اچھا ایک بات سُن لے عابد نے اس کو چھوڑ دیا۔ شیطان نے کہا کہ اللہ نے تجھ پر اس کو فرض تو کیا نہیں۔ تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں۔ تو اس کی پرستش نہیں کرتا۔ اللہ کے بہت سے نبی ہیں۔ اگر وہ چاہتا تو کسی نبی کے ذریعہ سے اس کو کٹوا دیتا۔ عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا۔ پھر مقابلہ ہوا اور عابد پھر اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ شیطان نے کہا اچھا سُن ایک فیصلہ والی بات تیرے نفع کی کہوں۔ اُس نے کہا کہہ۔ شیطان نے کہا تو غریب ہے دنیا پر بوجھ بنا ہوا ہے تو اُس کام سے باز آ میں تجھے روزانہ تین دینار (اشرفی) دیا کروں گا۔ جو روزانہ تیرے سرہانے رکھے ہوئے ملا کریں گے۔ تیری بھی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔ اپنے اعزّہ پر بھی احسان کر سکے گا۔ فقیروں کی مدد کر سکے گا اور بہت سے ثواب کے کام کر سکے گا۔ اس میں ایک ہی ثواب ہوگا اور وہ بھی بیکار کہ وہ لوگ پھر دوسرا لگالیں گے۔ عابد کی سمجھ میں آ گیا قبول کر لیا۔ دو دن تو وہ ملے تیسرے دن سے ندارد۔ عابد کو غصّہ آیا اور کلہاڑی لے کر پھر چلا۔ راستہ میں وہ بوڑھا ملا پوچھا کہاں جا رہا ہے۔ عابد نے بتایا کہ اسی درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ بوڑھے نے کہا کہ تُو اس کو نہیں کاٹ سکتا۔ دونوں میں جھگڑا ہوا وہ بوڑھا غالب آ گیا اور عابد کے سینہ پر چڑھ گیا۔ عابد کو بڑا تعجب ہوا اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تو اس مرتبہ غالب ہو گیا۔ اُس بوڑھے نے کہا پہلی مرتبہ تیرا غصّہ خالص اللہ کے واسطے تھا اس لئے اللہ جل شانہٗ نے مجھے مغلوب کر دیا تھا اس مرتبہ اس میں دیناروں کا دخل تھا اس لئے تو مغلوب ہوا۔ حق یہ ہے کہ جو کام خالص اللہ کے واسطے کیا جاتا ہے اس میں بڑی قوت ہوتی ہے۔

انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے

"انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے حق تعالیٰ سے اچھی امید رکھنا چاہئے، وہ بندے کے ظن کے ساتھ ہیں جیسا بندہ ان کے ساتھ گمان کرتا ہے ویسا ہی معاملہ اس کے ساتھ فرماتے ہیں، بڑی رحیم کریم ذات ہے مگر شرط یہ ہے کہ طلب ہو اور کام میں لگا رہے جو بھی ہو سکے کرتا رہے پھر وہ اپنے بندہ کے ساتھ رحمت اور فضل ہی کا معاملہ فرماتے ہیں وہ کسی کی محنت یا طلب کو رائیگاں یا فراموش نہیں فرماتے ایک شخص کا مقولہ مجھ کو بہت پسند آیا کہ کئے جاؤ اور لئے جاؤ واقعی ایسی ہی ذات ہے اس قائل نے (کہنے والے نے) بہت بڑا اور اہم مضمون کو دو لفظوں میں بیان کر دیا۔ ہاں لگا رہنا شرط ہے اور ایک یہ ضروری بات ہے کہ ماضی اور مستقبل کی فکر میں نہ پڑے اس سے بھی انسان بڑی دولت سے محروم رہتا ہے کیونکہ یہ بھی تو ماسوا اللہ ہی کی مشغولی ہے۔ خلاصہ میرے مضمون کا یہ ہے کہ قصد سے ماضی و مستقبل کے مراقبے کی ضرورت نہیں ہے اگر بغیر قصد کے خیال آ جائے تو ماضی کی کوتاہیوں پر توبہ و استغفار کر لیا کرے بس کافی ہے پچھلے معاصی کا کاوش کے ساتھ استحضار بھی کبھی حجاب بن کر خسران کا سبب ہو جاتا ہے اور اس طرح نہ آئندہ کے لئے تجویزات کی ضرورت ہے، یہ بھی ضرر رساں ہے نہ اس کی ضرورت کہ میں نے پہلے کیا کیا تھا اور اب کیا ہوگا اور میں کچھ ہوا یا نہیں، جھگڑوں میں وقت ضائع کرتے ہو، کام میں لگو ان فضولیات کو چھوڑ دو، کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہو وہ تو دربار ہی عجیب ہے کوئی شخص کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو ایک لمحہ ایک منٹ میں کایا پلٹ جاتی ہے بشرطیکہ خلوص کے ساتھ اس طرح متوجہ ہو کر رجوع کرے اور آئندہ کے لئے استقلال کا عزم کرے پھر تو جس نے کبھی ساری عمر اللہ تعالیٰ نام نہ لیا ہو اور اپنی تمام عمر کا حصہ معاصی اور لہو و لعب میں برباد کیا ہو اس کے لئے بھی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں جو بندے کے لئے مشکل ہے وہ خدا تعالیٰ کے لئے آسان ہے۔

رحمت حق ہر وقت اپنے بندوں کے لئے بخشش کا بہانہ ڈھونڈتی ہے فی الحقیقت حق تعالیٰ ادنیٰ بہانے سے بندوں پر رحم فرما دیتے ہیں نجات تو چھوٹی سی بات پر ہو جاتی ہے مگر چھوٹی بات پر مؤاخذہ نہیں ہوتا مواخذہ تو بڑی ہی بات پر فرماتے ہیں اب رہا یہ کہ کوئی بڑی بات کو چھوٹی بات خیال کرے اس کا کسی کے پاس کیا علاج ہے۔ (از افادات حکیم الامت)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سب اعمال سے بڑھ کر عذاب قبر سے نجات دینے والا عمل

عن معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ادمی عملا انجی لہ من عذاب القبر من ذکر اللہ. (اخرجہ احمد)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔

عذاب قبر کی سختی

تشریح: عذابِ قبر کتنی سخت چیز ہے اس سے وہی لوگ واقف ہیں جن کے سامنے وہ احادیث ہیں، جو عذاب قبر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر تشریف لیجاتے تو اس قدر روتے، کہ ڈاڑھی مبارک تر ہوجاتی۔ کسی نے پوچھا کہ آپ جنت کے دوزخ کے ذکر سے ایسا نہیں روتے جیسا کہ قبر کے سامنے آجانے سے روتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو شخص اس سے نجات پالے بعد کی سب منزلیں اس پر سہل ہوجاتی ہیں اور جو اس سے نجات نہ پائے بعد کی منزلیں دشوار ہی ہوتی جاتی ہیں۔ پھر آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد سنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ حضرت زیدؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم ڈر اور خوف کی وجہ سے مردوں کا دفن کرنا چھوڑ دو گے ورنہ اس کی دعاء کرتا کہ اللہ جل شانہ، تمہیں بھی عذابِ قبر سنا دے۔ آدمیوں اور جنات کے سوا اور جاندار عذابِ قبر کو سنتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا بدکنا

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بدکنے لگی۔ کسی نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو کیا ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے اُسکی آواز سے بدکنے لگی۔

قبر کا اعلان:

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے تو چند آدمیوں کو دیکھا کہ کِھل کھلا کر ہنس رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو اکثر یاد کیا کرو تو یہ بات نہ ہو۔ کوئی دن قبر پر ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ میں غربت کا گھر ہوں۔ تنہائی کا گھر ہوں، کیڑوں اور جانوروں کا گھر ہوں جب کوئی مؤمن (کامل ایمان والا) دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہے۔ تُو نے بہت ہی اچھا کیا کہ آ گیا۔ جتنے لوگ میری پُشت پر (یعنی زمین پر) چلتے تھے تو اُن سب میں مجھے بہت، محبوب تھا۔ آج تو میرے سپرد ہوا تو میرا حُسنِ سلوک بھی دیکھے گا۔ اس کے بعد وہ اس قدر وسیع ہوجاتی ہے کہ منتہائے نظر تک کھل جاتی ہے اور جنت کا ایک دروازہ اس میں کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی

ہوائیں خوشبوئیں وغیرہ پہنچتی رہتی ہیں اور جب کافر یا فاجر دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا منحوس اور نا مبارک ہے کیا ضرورت تھی تیرے آنے کی۔ جتنے آدمی میری پُشت پر چلتے تھے۔ سب میں زیادہ بغض مجھے تجھ سے تھا۔ آج تو میرے حوالہ ہوا تو میرا معاملہ بھی دیکھے گا۔ اس کے بعد اُس کو اس قدر زور سے بھینچتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گُھس جاتی ہیں۔ جس طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے سے انگلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ اس کے بعد نوے یا ننانوے اژدہے اس پر مسلّط ہوجاتے ہیں جو اس کو نوچتے رہتے ہیں اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ایک اژدہا بھی اُن میں زمین پر پھنکار ماردے تو قیامت تک زمین میں گھاس نہ اُگے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔

چغل خوری اور پیشاب سے بے احتیاطی کا عذاب

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ۲ دو قبروں پر گذر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے۔ ایک کو چغل خوری کے جرم میں دوسرے کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں (کہ بدن کو اس سے بچاتا نہ تھا) ہمارے کتنے مہذب لوگ ہیں جو استنجے کو عیب سمجھتے ہیں اس کا مذاق اڑاتے ہیں، علماء نے پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ بتایا ہے۔ ابنِ حجر مکی نے لکھا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قبر میں سب سے پہلے مطالبہ پیشاب کا ہوتا ہے۔ بالجملہ عذاب قبر نہایت سخت چیز ہے اور جیسا کہ اس کے ہونے میں بعض گناہوں کو خاص دخل ہے۔ اسی طرح اس سے بچنے میں بھی بعض عبادات کو خصوصی شرافت حاصل ہے چنانچہ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ سورۂ تبارک الذی کا ہر رات کو پڑھتے رہنا عذابِ قبر سے نجات کا سبب ہے اور عذاب جہنم سے بھی حفاظت کا سبب ہے اور اللہ کے ذکر کے بارے میں تو حدیثِ بالا ہے ہی۔

دل کی سوئی اللہ کی طرف

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب دیکھا جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا تھا کہ ''حضرت...... میں اپنے دل کی یہ کیفیت محسوس کرتا ہوں کہ جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ شمال کی طرف رہتی ہے۔ اسی طرح اب میرے دل کی یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ چاہے کہیں پر بھی کام کر رہا ہوں...... چاہے مدرسے میں ہوں یا گھر میں ...... دکان پر ہوں یا بازار میں ہوں...... لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل کی سوئی تھانہ بھون کی طرف ہے'' اب ہم لوگ اس کیفیت کو اس وقت تک کیا سمجھ سکتے ہیں جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل سے ہم لوگوں کو عطا نہ فرمادے لیکن کوشش اور مشق سے یہ چیز حاصل ہوجاتی ہے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے...... اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا احساس ہوتا رہے تو پھر آہستہ آہستہ یہ کیفیت حاصل ہوجاتی ہے کہ زبان سے دل لگی کی باتیں ہورہی ہیں مگر دل کی سوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کیفیت عطا فرمادے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذاکرین قیامت کے دن قابل رشک ہوں گے

عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیبعثن اللہ اقواما یوم القیمة فی وجوھھم النور علی منابر اللؤلؤ یغبطھم الناس لیسوا بانبیاء ولا شھداء فقال اعرابی حلھم لنا نعرفھم قال ھم المتحابون فی اللہ من قبائل شتی وبلاد شتی یجتمعون علی ذکر اللّٰہ یذکرونہ (اخرجہ الطبرانی)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ' بعضی قوموں کا حشر اسی طرح فرمائیں گے کہ انکے چہروں میں نُور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر ہونگے لوگ اُن پر رشک کرتے ہونگے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہونگے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اُنکا حال بیان کر دیجئے کہ ہم اُن کو پہچان لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہونگے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

تشریح: دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہونگے جن پر زبرجد (زمرد) کے بالا خانے ہونگے ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہونگے وہ ایسے چمکتے ہونگے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے۔ ان بالا خانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کیواسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں۔

زبرجد اور زمرد: فائدہ: اس میں اطباء کا اختلاف ہے کہ زبرجد اور زمرد ایک ہی پتھر کے دو نام' ہیں یا ایک پتھر کی دو قسمیں ہیں یا ایک ہی نوع کے دو پتھر ہیں۔ بہر حال یہ ایک پتھر ہوتا ہے جو نہایت ہی روشن چمکدار ہوتا ہے۔ اس کے پنّے بنتے ہیں جو بازار میں چمکدار کاغذ کی طرح سے بکتے ہیں۔

خانقاہوں میں بیٹھنے والے اہل اللہ

آج خانقاہوں کے بیٹھنے والوں پر ہر طرح الزام ہے ہر طرف سے فقرے کسے جاتے ہیں۔ آج انہیں جتنا دل چاہے بُرا بھلا کہہ لیں۔ کل جب آنکھ کھلے گی اس وقت حقیقت معلوم ہوگی کہ یہ بوریوں پر' بیٹھنے والے کیا کچھ کما کر لے گئے' جب وہ ان منبروں اور بالا خانوں پر ہونگے اور یہ ہنسے والے اور گالیاں دینے والے کیا کما کر لے گئے۔

ان خانقاہوں کی اللہ کے یہاں کیا قدر ہے جن پر آج چاروں طرف سے گالیاں پڑتی ہیں یہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے جن میں ان کی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو وہ آسمان والوں کیلئے ایسا چمکتا ہے جیسے زمین والوں کے لئے ستارے چمکتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ذکر کی مجالسِ پر جو سکینہ (ایک خاص نعمت) نازل ہوتی ہے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں' رحمت الٰہی اُن کو ڈھانک لیتی ہے اور اللہ جل شانہ' عرش پر اُن کا ذکر فرماتے ہیں۔ ابورزینؓ ایک صحابی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے دین کی تقویت کی چیز بتاؤں جس

سے تو دونوں جہان کی بھلائی کو پہنچے وہ اللہ کا ذکر کرنیوالوں کی مجلسیں ہیں اُن کو مضبوط پکڑ اور جب تو تنہا ہوا کرے تو جتنی بھی قدرت ہو اللہ کا ذکر کرتا رہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آسمان والے ان گھروں کو جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں جیسا کہ زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔ یہ گھر جن میں اللہ کا ذکر ہے ایسے منور اور روشن ہوتے ہیں کہ اپنے نُور کی وجہ سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں اور جن کو اللہ جل شانہٗ نُور کے دیکھنے کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں وہ یہاں بھی اُن کی چمک دیکھ لیتے ہیں۔ بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو بزرگوں کا نُور، ان کے گھروں کا نور اپنی آنکھوں سے چمکتا ہوا دیکھتے ہیں چنانچہ حضرت فضیلؒ بن عیاض جو مشہور بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کے نزدیک ایسا چمکتے ہیں جیسا کہ چراغ۔

قرآن کریم اور حدیث نبوی کا نور

شیخ عبدالعزیزؒ دباغ ابھی قریب ہی زمانہ میں ایک بزرگ گذرے ہیں جو بالکل اُمی تھے مگر قرآن شریف کی آیت، حدیث قدسی، حدیث نبوی اور موضوع حدیث کو علیحدہ علیحدہ بتادیتے تھے اور کہتے تھے کہ متکلم کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں تو ان الفاظ کے نُور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کس کا کلام ہے کہ اللہ پاک کے کلام کا نُور علیحدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا نُور دوسرا ہے اور دوسرے کلاموں میں یہ دونوں نُور نہیں ہوتے۔

حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کا واقعہ

تذکرۃ الخلیل یعنی سوانح حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ میں بروایت مولانا ظفر احمد صاحب لکھا ہے کہ حضرت کے پانچویں حج میں جس وقت حضرتؒ مسجد حرام میں طوافِ قدوم کے لئے تشریف لائے تو احقر (حضرت شیخ الحدیث کاندھلوی رحمہ اللہ) مولانا محبّ الدین صاحبؒ (جو اعلیٰحضرت مولانا الحاج امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی نور اللہ مرقدہٗ کے خاص خلفاء میں تھے اور صاحبِ کشف مشہور تھے) کے پاس بیٹھا تھا۔ مولانا اس وقت درود شریف کی کتاب کھولے ہوئے اپنا ورد پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً میری طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے اس وقت حرم میں کون آ گیا کہ دفعۃً سارا حرم انوار سے بھر گیا، میں خاموش رہا کہ اتنے میں، حضرتؒ طواف سے فارغ ہوکر مولانا کے پاس کو گذرے۔ مولانا کھڑے ہوگئے اور ہنس کر فرمایا کہ میں بھی تو کہوں آج حرم میں کون آ گیا۔ مجالسِ ذکر کی فضیلت مختلف عنوانات سے بہت سی احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ افضل ترین رباط نماز ہے اور ذکر کی مجالس۔ رباط کہتے ہیں۔ دارُالاسلام کی سرحد کی حفاظت کرنے کو تاکہ کفار اس طرف سے حملہ نہ کریں۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کردیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔
اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

3

جنت کے باغ

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذامررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قال وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر. (اخرجہ احمد و الترمذی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔

جنت کے باغوں میں چرنے کا مطلب

تشریح: مقصود یہ ہے کہ کسی خوش قسمت کی اُن مجالس اُن حلقوں تک رسائی ہوجائے تو اسکو بہت زیادہ غنیمت سمجھنا چاہیے کہ یہ دنیا ہی میں جنت کے باغ ہیں اور ''خوب چرو'' سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جیسے جانور جب کسی سبزہ زار یا کسی باغ میں چرنے لگتا ہے تو معمولی سے ہٹانے سے بھی نہیں ہٹتا۔ بلکہ مالک کے ڈنڈے وغیرہ بھی کھاتا رہتا ہے لیکن اِدھر سے منہ نہیں موڑتا۔ اسی طرح ذکر کرنیوالے کو بھی دنیاوی تفکرات اور موانع کی وجہ سے ادھر سے مُنہ نہ موڑنا چاہیے اور جنت کے باغ اس لئے فرمائے کہ جیسا کہ جنت میں کسی قسم کی آفت نہیں ہوتی اسی طرح یہ مجالس بھی آفات سے محفوظ رہتی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہے یعنی دل میں جس قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں، تکبر، حسد، کینہ وغیرہ سب ہی امراض کا علاج ہے۔ صاحب الفوائد فی الصلوٰۃ والعوائد نے لکھا ہے کہ آدمی ذکر پر مداومت سے تمام آفتوں سے محفوظ رہتا ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم کرتا ہوں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگ جائے اور وہ اس سے بھاگ کر کسی قلعہ میں محفوظ ہوجائے اور ذکر کرنے والا اللہ جل شانہ، کا ہمنشیں ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہوگا کہ وہ مالک الملک کا ہمنشین ہوجائے اسکے علاوہ اُس سے شرح صدر ہوجاتا ہے، دل منوّر ہوجاتا ہے۔ اسکے دل کی سختی دُور ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ظاہری اور باطنی منافع ہوتے ہیں جن کو بعض علماء نے سو ۱۰۰ تک شمار کیا ہے۔ انتہیٰ۔

حضرت ابوامامہؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ جب بھی آپ اندر جاتے ہیں یا باہر آتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں تو فرشتے آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ابوامامہؓ نے فرمایا اگر تمہارا دل چاہے تو تمہارے لئے بھی وہ دعا کرسکتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا سے رَحِیْمًا تک گویا اس طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، کی رحمت اور ملائکہ کی دُعا تمہارے ذکر پر متفرع ہے جتنا تم ذکر کروگے اُتنا ہی اُدھر سے ذکر ہوگا۔

نفلی عبادات میں کوتاہی کا ذکر اللہ کی کثرت سے ازالہ ہوجاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی نہ خرچ کیا جاتا ہو (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کرسکتا ہو اُسکو چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

ذکراللہ کی کثرت کی برکات

یعنی ہر قسم کی کوتاہی جو عبادات نفلیہ میں ہوتی ہے اللہ کے ذکر کی کثرت اسکی تلافی کرسکتی ہے۔ حضرت انسؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے براءت ہے اور شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے اور انہیں منافع کیوجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے بالخصوص شیطان کے تسلّط سے بچنے میں اس کو خاص دخل ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گھٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلّط رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ عاجز و ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ اسلیئے صوفیہ کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تا کہ قلب میں اسکے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور وہ اتنا قوی ہوجائے کہ اسکا مقابلہ کر سکے۔ یہی راز ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے یہ قوتِ قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی تو ان کو ضربیں لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے جتنا بعد ہوتا گیا اُتنی ہی قلب کے لئے اس مقوی قلب خمیرہ کی ضرورت بڑھتی گئی۔ اب قلوب اس درجہ ماؤف ہو چکے ہیں کہ بہت سے علاج سے بھی وہ درجہ قوت کا تو حاصل نہیں ہوتا لیکن جتنا بھی ہوجاتا ہے وہی بساغنیمت ہے کہ وبائی مرض میں جسقدر بھی کمی ہو بہتر ہے۔ ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ جل شانہ‘ سے دُعا کی کہ شیطان کے وسوسے ڈالنے کی صورت اُن پر منکشف ہوجائے کہ کس طرح ڈالتا ہے تو انہوں نے دیکھا کہ دل کے بائیں طرف مونڈھے کے پیچھے مچھر کی شکل سے بیٹھا ہے۔ ایک لمبی سی سُونڈ منہ پر ہے جس کو سوئی کی طرح سے دل کی طرف لے جاتا ہے اس کو ذاکر پاتا ہے تو جلدی سے اس سونڈ کو کھینچ لیتا ہے‘ غافل پاتا ہے تو اس سونڈ کے ذریعے سے وساوس اور گناہوں کا زہر انجکشن کے ذریعہ سے دِل میں بھرتا ہے۔ ایک حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے کہ شیطان اپنی ناک کا اگلا حصّہ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تو ذلت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو اس کے دل کو لقمہ بنالیتا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کردیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرمادیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں

عن ابی سعیدؓ الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثر واذکر اللہ حتی یقولوا مجنون (رواہ احمد)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں۔

تشریح: دوسری حدیث میں کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریا کار کہنے لگیں۔

کسی کے طعنوں کی پرواہ نہ کرو

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بیوقوفوں کے ریا کار کہنے یا مجنون کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑ نا نہ چاہیے بلکہ اس کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیے کہ یہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دیں اور مجنون جب ہی کہا جائیگا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے آہستہ میں یہ بات نہیں ہوسکتی۔ ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کوئی چیز بندوں پر ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی کوئی حد مقرر نہ کر دی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرمالیا ہو بجز اللہ کے ذکر کے کہ نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی اور نہ عقل رہنے تک کسی کو معذور قرار دیا چنانچہ ارشاد ہے اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (اللہ جل شانہٗ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو) رات میں دن میں جنگل میں دریا میں سفر میں حضر میں فقر میں تونگری میں بیماری میں صحت میں آہستہ اور پکار کر اور ہر حال میں۔

قابل تعجب آدمی

حافظ ابنِ حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے قرآنِ پاک کے ارشاد وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا میں منقول ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں سات سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ (۱) مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر بھی ہنسے۔ (۲) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔ (۳) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے۔ (۴) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسکو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔ (۵) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسکو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔ (۶) مجھے تعجب ہے، اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے۔ (۷) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے۔ بعض نسخوں میں یہ بھی ہے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اُس کی اطاعت کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کی تاکید

حافظؒ نے حضرت جابرؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔ ان سب روایات سے یہ معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو دریغ نہ کرے۔ لوگوں کے مجنون یا ریا کار کہنے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دینا اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔

شیطان کا حیلہ

صوفیہ نے لکھا ہے کہ یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ اوّل

وہ ذکر سے اس خیال سے روکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے کوئی دیکھے گا تو کیا کہیگا وغیرہ وغیرہ۔ پھر شیطان کو روکنے کے لئے یہ ایک مستقل ذریعہ اور حیلہ مل جاتا ہے۔ اس لئے یہ تو ضروری ہے کہ دکھلانے کی نیت سے کوئی عمل نہ کرے لیکن اگر کوئی دیکھ لے تو بلا سے دیکھے اس وجہ سے چھوڑنا بھی نہ چاہیے۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ کا واقعہ

حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ ایک صحابیؓ ہیں جو لڑکپن میں یتیم ہوگئے تھے چچا کے پاس رہتے تھے۔ وہ بہت اچھی طرح رکھتا تھا۔ گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہوگئے تھے۔ چچا کو خبر ہوگئی تو اس نے غصہ میں بالکل ننگا کر کے نکال دیا۔ ماں بھی بیزار تھی' لیکن پھر ماں تھی ایک موٹی سی چادر ننگا دیکھ کر دیدی جس کو انہوں نے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر ڈھکا' دوسرا اوپر ڈال لیا۔ مدینہ طیبہ حاضر ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پڑے رہا کرتے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص ریا کار ہے کہ اس طرح ذکر کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ یہ اوابین میں ہے۔ غزوۂ تبوک میں انتقال ہوا صحابہؓ نے دیکھا کہ رات کو قبروں کے قریب چراغ جل رہا ہے۔ قریب جا کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اُترے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمارہے ہیں کہ لاؤ اپنے بھائی کو مجھے پکڑا دو۔ دونوں حضرات نے نعش کو پکڑا دیا۔ دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہوجا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ سارے منظر دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ یہ نعش تو میری ہوتی۔

لوگوں کے خوف سے عمل چھوڑنا بھی ریا ہے

حضرت فضیلؒ جو اکابر صوفیہ میں ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی عمل کو اس وجہ سے نہ کرنا کہ لوگ دیکھیں گے۔ یہ بھی ریا میں شامل ہے اور اس وجہ سے کسی عمل کو کرنا تا کہ لوگ دیکھیں یہ شرک میں داخل ہے۔

کثرت سے ذکر کرنے والوں کی فضیلت

ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی ذکر کی کنجیاں ہیں کہ جب ان کی صورت دیکھی جائے تو اللہ کا ذکر کیا جائے۔ یعنی ان کی صورت دیکھ کر ہی اللہ کا ذکر یاد آئے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے ولی ہیں وہ لوگ جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتے ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آتے ہوں اور اس کے کلام سے علم میں ترقی ہوتی ہو اور اس کے اعمال سے آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہو اور یہ بات جب ہی حاصل ہوسکتی ہے جب کوئی شخص کثرت سے ذکر کا عادی ہو۔ اور جسکو خود ہی توفیق نہ ہو اسکو دیکھ کر کیا کسی کو اللہ کی یاد آسکتی ہے۔ بعض لوگ پکار کر ذکر کرنے کو بدعت اور ناجائز بتاتے ہیں یہ خیال حدیث پر نظر کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہے۔ مولانا عبدالحیؒ صاحب نے ایک رسالہ سباحۃ الفکر اسی مسئلہ میں تصنیف فرمایا ہے جس میں تقریباً پچاس حدیثیں ایسی ذکر فرمائی ہیں جن سے جہر (پکار کر) ثابت ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری امر ہے کہ شرائط کے ساتھ اپنی حدود کے اندر رہے کسی کی اذیت کا سبب نہ ہو۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کردیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سات آدمی جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیں گے

عن ابی هریرةؓ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سبعة یظلهم الله فی ظله یوم لا ظل الا ظله الامام العادل والشاب نشاء فی عبادة الله ورجل قلبه معلق بالمساجد (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ جل شانہٗ اپنے (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جسدن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک عادل بادشاہ۔ دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو۔ تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹک رہا ہو۔ چوتھے وہ دو شخص جن میں اللہ ہی کے واسطے محبت ہو اُسی پر اُن کا اجتماع ہو اُسی پر جدائی۔ پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسین شریف عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہدے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے۔

تشریح: چھٹے وہ شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ کرے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔

تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنا اور آنسو بہانا:

فائدہ: آنسو بہنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنے معاصی اور گناہوں کو یاد کر کے رونے لگے اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غلبہ شوق میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں۔ بروایت ثابتؒ بنانی ایک بزرگ کا مقولہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوجاتا ہے کہ میری کونسی دعا قبول ہوئی لوگوں نے پوچھا کہ کس طرح معلوم ہوجاتا ہے۔ فرمانے لگے کہ جس دعا میں بدن کے بال کھڑے ہوجاتے ہیں اور دل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں وہ دعا قبول ہوتی ہے۔ ان سات آدمیوں میں جس کا ذکر حدیثِ پاک میں وارد ہوا ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور رونے لگے اس شخص' میں دو خوبیاں جمع ہیں اور دونوں اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ ایک اخلاص کہ تنہائی میں اللہ کی یاد میں مشغول ہوا۔ دوسرا اللہ کا خوف یا شوق کہ دونوں میں رونا آتا ہے اور دونوں کمال ہیں۔

ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہے محوِ خیالِ یار ہو جانا

حدیث کے الفاظ ہیں **رجل ذکر الله خالیا** (ایک وہ آدمی جو اللہ کا ذکر کرے اس حال میں کہ خالی ہو) صوفیہ نے لکھا ہے کہ خالی ہونے کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ آدمیوں سے خالی ہو جس کے معنی تنہائی کے ہیں یہ عام مطلب ہے دوسرے یہ کہ دل اغیار سے خالی ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ اصل خلوت یہی ہے۔ اس لئے اکمل درجہ تو یہ ہے کہ دونوں خلوتیں حاصل ہوں لیکن اگر کوئی شخص مجمع میں ہو اور دل غیروں سے بالکل خالی ہو اور ایسے وقت اللہ کے ذکر سے کوئی شخص رونے لگے۔ تو وہ بھی اس میں داخل ہے کہ مجمع کا ہونا نہ ہونا اس کے حق میں برابر ہے۔ جب اس کا دل مجمع تو درکنار غیر اللہ کے التفات سے بھی خالی ہے تو اس کو مجمع کیا مضر ہوسکتا ہے۔ اللہ کی یاد میں یا اُس کے خوف سے رونا بڑی ہی دولت ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو حق تعالیٰ شانہٗ میسر فرمادیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ

جو شخص اللہ کے خوف سے روئے وہ اس وقت تک جہنم میں نہیں جا سکتا جب تک کہ دودھ تھنوں میں واپس جائے (اور ظاہر ہے کہ یہ ناممکن ہے پس ایسے ہی اس کا جہنم میں جانا بھی ناممکن ہے) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے حتیٰ کہ اس کے آنسوؤں میں سے کچھ زمین پر ٹپک جائے تو اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں ہوگا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی ہو اور دوسری وہ جو اسلام کی اور مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کرنے میں جاگی ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روئی ہو اس پر جہنم کی آگ حرام ہے' اور جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگی ہو اس پر بھی حرام ہے اور جو آنکھ ناجائز چیز (مثلاً نامحرم وغیرہ) پر پڑنے سے رُک گئی ہو اس پر بھی حرام ہے۔ اور جو آنکھ اللہ کی راہ میں ضائع ہوگئی ہو۔ اس پر بھی جہنم کی آگ حرام ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنے والا ہو وہ ایسا ہے جیسے اکیلا کفار کے مقابلہ میں چل دیا ہو۔

انعامات الٰہی کے استحضار سے معرفت حاصل ہوتی ہے

فرمایا:...... قابل اعتبار چیز ایمان ہے اس کی ناقدری ہرگز نہیں کرنی چاہئے ہر حال میں ایمان ہمارا محافظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمایا ہے تو وہ اپنے ناچیز بندے کے حالات سے بھی خوب واقف ہے۔ ایمان کی دولت بہت بڑی دولت ہے' یہ ہر آن انسان کی ضرور مدد کرتا رہتا ہے۔ خصوصاً جب بندہ بالکل عاجز ہوتا ہے اور اس دنیا کو چھوڑ رہا ہوتا ہے۔ اس وقت ساری ایمانی قوتیں عود کر آتی ہیں۔ اسوقت حضرت تھانویؒ کا ایک ملفوظ یاد آ گیا' ایک شخص نے حضرت والا کو لکھا کہ میں آپ سے وابستہ ہوں' مدتیں گزر گئیں آپ سے اپنی کوئی اصلاح نہ لے سکا اور مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ آپ سے نسبت رکھتے ہوئے بھی کوئی حق ادا نہیں کر پاتا۔ رات دن دنیا کے کاموں میں مشغول رہتا ہوں۔ میرے پیش نظر میری اولاد اور عزیز و اقارب ہیں۔ انہی کے لئے کماتا ہوں اور انہی پر صرف کرتا ہوں' دعائیں بھی مانگتا ہوں تو صرف انہی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مجھ میں توتوکل بالکل نہیں۔ اگر اس حالت میں میرا خاتمہ ہوگیا تو خسر الدنیا والآخرۃ۔ قبر میں دنیا کی محبت لے کر اپنے ساتھ جاؤں گا۔ میرے پاس سرمایہ آخرت نہیں ہے للہ میری رہنمائی فرمادیجئے۔

حضرت تھانویؒ نے جواب دیا کہ تم نے جو لکھا ہے مجھے توکل حاصل نہیں ہے تم دعا مانگتے ہو یہ اللہ تعالیٰ سے تمہارا مانگنا خود توکل ہے' توکل کے بہت سے درجات ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے جب تم نے اس کارساز کے سامنے ہاتھ پھیلا دیئے تو یہی توکل ہے کہ تم نے اس ذات پر بھروسہ کر لیا۔

اور تم جو کہتے ہو کہ رات دن کے مشاغل ہیں' بیوی بچوں کی پرورش کے امور میں ہمہ وقت مصروف رہتا ہے تو یہ جہاد زندگی ہے اگر اسی حالت میں انتقال ہوگیا تو شہادت کا درجہ مل گیا اور جو تم کہتے ہو "خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ" تو تم کو جب یہ احساس ہے کہ تمہارا ہاتھ خالی ہے تو یہ تمہارے لئے بشارت ہے جبکہ ارشاد ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ"۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا یہ تو ضابطے کا جواب ہے' بالکل معتبر اور مستند ہے' لیکن عادت اللہ یہ ہے کہ جب مومن کا آخری وقت ہوتا ہے تو اس سے دنیا کی جائز محبت بھی سلب کر لی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے غلبے ہی میں دم نکلتا ہے یہ کتنی بڑی بشارت ہے۔ سبحان اللہ!

عقل مند لوگ

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ینادی منادیوم القیمة این اولو الالباب قالوا ای اولی الالباب تریدقال الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذابا طلا سبحنک فقنا عذاب النار عقدلهم لواء فاتبع القوم لواهم وقال لهم ادخلوها خالدین. (اخرجه الاصبهانی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دیگا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقل مندوں سے کون مراد ہیں۔ جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور' کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہمکو جہنم کے عذاب سے بچالیجئے اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا۔ جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

خلق خدا میں غور وفکر کی اہمیت وفضیلت

تشریح: آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں یعنی اللہ کی قدرت کے مظاہر اور اسکی حکمتوں کے عجائب سوچتے ہیں جس سے اللہ جل جلالہ کی معرفت قوت پیدا ہوتی ہے۔

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا

ابن ابی الدنیاؒ نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے جو چُپ چاپ بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ عرض کیا مخلوقاتِ الٰہیہ کی سوچ میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ کی ذات میں غور نہ کیا کرو (کہ وہ وراءُ الوراء ہے) اس کی مخلوقات میں غور کیا کرو۔ حضرت عائشہؓ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات سُنا دیجئے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات ایسی تھی جو عجیب نہ تھی۔ ایک مرتبہ رات کو تشریف لائے۔ میرے بستر ے پر میرے لحاف میں لیٹ گئے پھر ارشاد فرمایا۔ چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر اُٹھے' وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ کر رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک پر بہتے رہے پھر اسی طرح رکوع میں روتے رہے پھر سجدہ میں اسی طرح روتے رہے۔ ساری رات اسی طرح گذار دی حتیٰ صبح کی نماز کے واسطے حضرت بلالؓ بلانے کے لئے آگئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں پھر آپ اتنا کیوں روئے۔ ارشاد فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ پھر فرمایا میں کیوں نہ روتا حالانکہ آج یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ (یعنی آیاتِ بالا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک) پھر فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو اِن کو پڑھے اور غور وفکر نہ کرے' عامر بن عبد قیسؒ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سُنا ہے ایک سے د۲و سے تین سے

نہیں (بلکہ ان سے زیادہ سے سُنا ہے) کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور وفکر ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے اے اللہ تو میری مغفرت فرمادے۔ نظرِ رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرت ہوگئی۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور تمام رات کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت ابودرداءؓ حضرت انسؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ حضرت انسؓ سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ایک ساعت کا غور ان چیزوں میں اسی ۸۰ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اُمِ درداءؓ سے کسی نے پوچھا کہ ابودرداؓ کی افضل ترین عبادت کیا تھی ۔ فرمایا غور وفکر ۔ بروایت ابو ہریرہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ایک ساعت کا غور وفکر ساٹھ ۶۰ برس کی عبادت سے افضل ہے۔ لیکن ان روایتوں کا یہ مطلب نہیں کہ پھر عبادت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہر عبادت اپنی جگہ جو درجہ رکھتی ہے فرض ہو یا واجب' سنت ہو یا مستحب اسکے چھوڑنے پر اُسی درجہ کی وعید عذاب یا ملامت ہوگی جس درجہ کی وہ عبادت ہوگی۔

غور وفکر کو افضل عبادت کیوں کہا گیا ہے

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ غور وفکر کو افضل عبادات اس لئے کہا گیا کہ اس میں معنی ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں۔ دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے۔ ایک اللہ کی معرفت اس لئے کہ غور وفکر معرفت کی کنجی ہے۔ دوسری اللہ کی محبت کہ فکر پر یہ مرتب ہوتی ہے۔ یہی غور وفکر ہے جس کو صوفیہ مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ بہت سی روایات سے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مسند ابویعلی میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سُن سکیں ستر ۷۰ درجہ دو چند ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے۔ اور کراماً کاتبین اعمال نامے لیکر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں وہ ذکرِ خفی ہے۔ بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اُس ذکر پر جس کو وہ سنیں' ستر ۷۰ درجے بڑھا ہوا ہے۔

جیسا کہ ایک شعر میں کہا گیا ہے کہ عاشق ومعشوق میں ایسی رمز ہوتی ہے۔ جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ایک لحظہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادات تو اپنے اپنے اجر وثواب حاصل کریں ہی گی' یہ ہر وقت کا ذکر وفکر پوری زندگی کے اوقات میں ستر ۷۰ گناہ مزید برآں۔ یہی چیز ہے جس نے شیطان کو دِق کر رکھا ہے۔

شیطان کو کمزور کرنے والی جماعت

حضرت جنیدؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے وہ کہنے لگا یہ کوئی آدمی ہیں' آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے میرے بدن کو دُبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دُھوکہ میں نہ پڑ جانا۔ مسوحیؒ سے بھی اس کے قریب ہی

نقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے شیطان کو ننگا دیکھا۔ انہوں نے کہا تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی کہنے لگا خدا کی قسم یہ آدمی نہیں۔ اگر یہ آدمی ہوتے تو میں اُن کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں۔ آدمی وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے بدن کو بیمار کردیا اور صوفیہ کی جماعت کی طرف اشارہ کیا۔ ابوسعید خزاز کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں لکڑی سے مارنے لگا۔ اس نے ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اس سے نہیں ڈرتا۔ یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے۔

بہترین ذکر: حضرت سعدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو۔ حضرت عبادہؓ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو (یعنی نہ کم ہو کہ گذر نہ ہوسکے نہ زیادہ ہو کہ تکبر اور فواحش میں مبتلا کرے) ابنِ حبانؒ اور ابویعلیٰؒ نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ کو ذکرِ خامل سے یاد کیا کرو۔ کسی نے دریافت کیا کہ ذکرِ خامل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ مخفی ذکر۔ ان سب روایات سے ذکرِ خفی کی افضلیت معلوم ہوتی ہے اور ابھی قریب ہی وہ روایت گذر چکی۔ جس میں مجنون کہنے کا ذکر گذرا ہے دونوں مستقل چیزیں ہیں جو حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں، اس کو شیخ تجویز کرتا ہے کہ کس شخص کے لئے کس وقت کیا مناسب ہے۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

عقل کے معاملہ میں اعتدال

"اپنی عقل کو کام میں لاؤ کہ تدبیر چھوڑ دو اللہ کے حوالہ کرو" مراد اس کی یہ ہے دوائی پاس رکھی ہے کھاتا نہیں۔ وہ گناہگار ہے" کما کرلانا یہ بھی فرض ہے۔ ضروریات زندگی حاصل کرنا فرض ہے ان کو چھوڑنا گناہ ہے۔ اسباب تو اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ مطلب ہے کہ جتنے اختیار اور اسباب تم کو ملے ہیں وہ کرلو پھر رضائے الٰہی کا انتظار کرو جو اللہ نے کیا ملے یا نہ ملے، آدھا ملے پورا ملے اسی پر راضی رہو۔ پلے باندھنے کی چیز ہے۔

فرمایا: اجملوا فی الطلب و توکلوا علیه. اختصار کرو طلب میں اور توکل کرو اللہ پر۔ یہ ہے اصل توکل۔ جتنے اسباب اپنے اختیار میں ہیں ان کو استعمال کرو مگر تھکو نہیں۔ اس میں اختصار کرو پھر اللہ پر توکل کرو۔ ایک بیمار ہے اس کا علاج موجود ہے۔ اس کا علاج نہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ڈاکٹر کے پاس جائز دوالے، پرہیز کرے مگر اس کے بعد ایک قدم مومن کا ہے کہ ڈاکٹر یا دوا کو شفاء نہ سمجھے بلکہ اللہ پاک کی طرف سے شفاء ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہوتا تو بڑے سے بڑا ڈاکٹر ایسی لغو غلطی کرتا ہے کہ مریض بچتا نہیں۔ تو اختصار ہے تدبیر میں۔ یہ نہیں کہ فلاں جگہ جو تمہارے فی الحال پہنچ سے باہر ہے اس کا بڑا نام ہے، وہ ماہر ہے اس کام کا، زیادہ لمبی فکروں میں نہ جاؤ۔ قریب قریب کی تدبیریں کرو تھکو نہیں علاج ہو، مقدمہ ہو، تجارت ہو، ظاہری آسانیوں سے ہونے والی تدبیریں اکٹھی کر کے دماغ پر بوجھ نہ ڈالو۔ آسانی سے ہونے والی تدبیریں حاصل نہ کرنا تو کفر ہے مگر جان کھپا دینا اپنی اس کے اندر یہ اس توکل کے خلاف ہے۔

ایسے لوگ جنکے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھنے کا حکم ہوا

عن عبدالرحمن بن سهل ابن حنيف رضى الله عنه قال نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهوفى بعض ابياته واصبرنفسک مع الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشى فخرج يلتمسهم فوجدقوما يذكرون الله فيهم ثائر الراس وجاف الجلد وذوالثوب الواحد فلماراهم جلس معهم وقال الحمد لله الذى جعل فى امتى من امرنى ان اصبر نفسى معهم (اخرجه ابن جرير والطبرانى وابن مردويه كذافى الدر)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ میں تھے کہ آیت واصبرنفسک نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس (بیٹھنے کا) پابند کیجئے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ حضور اقدسؐ اس آیت کے نازل ہونے پر اُن لوگوں کی تلاش میں نکلے ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ بعض لوگ اُن میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں (کہ ننگے بدن ایک لنگی صرف ان کے پاس ہے) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیکھا تو اُن کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔

تشریح: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلاش فرمایا تو مسجد کے آخری حصّہ میں بیٹھے ہوئے پایا کہ ذکر اللہ میں مشغول تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے میری زندگی ہی میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔ پھر فرمایا تم ہی لوگوں کیساتھ زندگی ہے اور تمہارے ہی کے ساتھ مرنا ہے یعنی مرنے جینے کے ساتھی اور رفیق تم ہی لوگ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ وغیرہ حضرات صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت ذکر اللہ میں مشغول تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہ لوگ چُپ ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کررہے تھے۔ عرض کیا ذکرِ الٰہی میں مشغول تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رحمتِ الٰہی تم لوگوں پر اُتر رہی ہے تو میرا دل بھی چاہا کہ آکر تمہارے ساتھ شرکت کروں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ الحمد اللہ اللہ جل شانہٗ نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا۔

ذاکرین کے ساتھ مل بیٹھنے کے فوائد

ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ اَلَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ سے مراد ذاکرین کی جماعت ہے۔ ان ہی جیسے احکام سے صوفیہ نے استنباط کیا ہے کہ مشائخ کو بھی مریدین کے پاس بیٹھنا ضروری ہے کہ اس میں علاوہ فائدہ پہنچانے کے اختلاط سے شیخ کے نفس کے لیے بھی مجاہدۂ تامّہ ہے کہ غیر مہذّب لوگوں کی بدعنوانیوں کے تحمّل اور برداشت سے نفس میں انقیاد پیدا ہوگا اُس کی قوت میں انکسار پیدا ہوگا۔ اس کے علاوہ قلوب کے اجتماع کو اللہ جل جلالہٗ کی رحمت اور رافت کے متوجہ کرنے میں خاص دخل ہے اسی وجہ سے جماعت کی نماز مشروع ہوئی اور یہی بڑی وجہ ہے کہ عرفات کے میدان میں سب حجاج بیک حال ایک میدان میں اللہ کی طرف متوجہ کئے جاتے

ہیں جیسا کہ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں متعدد جگہ اس مضمون کو اہتمام سے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ سب اس جماعت کے بارے میں ہے جو اللہ کا ذکر کرنے والی ہو کہ احادیث میں کثرت سے اس کی ترغیب آئی ہے۔

غافلین کی جماعت میں ذکر کرنے والا

اس کے بالمقابل اگر کوئی شخص غافلین کی جماعت میں پھنس جائے اور اس وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو اس کے بارے میں بھی احادیث میں کثرت سے فضائل آئے ہیں ایسے موقع پر آدمی کو اور بھی زیادہ اہتمام اور توجہ سے اللہ کی طرف مشغول رہنا چاہیے۔ تاکہ اُن کی نحوست سے محفوظ رہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ غافلین کی جماعت میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ جہاد میں بھاگنے والوں کی جماعت میں سے کوئی شخص جم کر مقابلہ کرے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے بھاگنے والوں کی طرف سے کفارہ کا مقابلہ کرے۔ نیز وہ ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔ نیز وہ ایسا ہے جیسے پت جھڑ والے درختوں میں کوئی شاداب سرسبز درخت ہو۔ ایسے شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ اس کا جنت کا گھر پہلے ہی دکھا دیں گے اور ہر آدمی اور حیوان کی برابر اس کی مغفرت کی جاوے گی۔ یہ جب ہے کہ ان مجالس میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو ورنہ ایسی مجالس کی شرکت کی ممانعت آئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ عشیرۃ یعنی یارانہ کی مجالس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ عزیزیؒ کہتے ہیں یعنی ایسی مجالس سے جن میں غیر اللہ کا ذکر کثرت سے ہوتا ہو۔ لغویات اور لہو ولعب میں مشغولی ہوتی ہو۔

ایک باندی کا واقعہ

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بازار جا رہا تھا۔ ایک حبشا باندی میرے ساتھ تھی۔ میں نے بازار میں ایک جگہ اس کو بٹھا دیا کہ میں واپسی میں اس کو لے لوں گا۔ وہ وہاں سے چلی آئی۔ جب میں نے واپسی پر اس کو وہاں نہ دیکھا تو مجھے غصّہ آیا میں گھر میں واپس آیا تو وہ باندی آئی اور کہنے لگی میرے آقا خفگی میں جلدی نہ کریں۔ آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس چھوڑ گئے جو اللہ کے ذکر سے غافل تھے۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ ان پر کوئی عذاب نازل نہ ہو زمین میں دھنس نہ جائیں اور میں بھی ان کے ساتھ عذاب میں دھنس نہ جاؤں۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

دانشمندی کا کام: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ”آخرت کے بارے میں عام طور پر لوگوں نے یہ تصور باندھ رکھا ہے کہ آخرت کوئی الگ عالم ہے دنیا ترک کرو گے تب جا کے آخرت میں پہنچو گے یہ غلط ہے بلکہ ہماری آخرت اسی دنیا میں چھپی ہوئی ہے اسے نکالنا ہمارا کام ہے۔ یہی کھانے پینے کے اور سونے جاگنے کے افعال انہی میں آخرت چھپی ہوئی ہے ان کے ذریعے سے اپنی آخرت نکالو دنیا میں رہ کر اس میں سے آخرت نکال لینا دانشمند کا کام ہے“۔

فرمایا: ”اسلام میں ترک دنیا کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ دو ہاں یہ ہے کہ اس میں مبالغہ مت کرو غلومت کرو حد سے مت گزرو اعتدال کے ساتھ استعمال کرو۔ اس سے اپنا بھی کام چلاؤ اور اپنے بھائیوں اور اپنے عزیزوں کی خدمت کرو تمہاری آخرت بنے گی۔ یہ تو نیت اور افعال اختیار یہ پر ہے کہ مرضی خداوندی کی مطابق وہ افعال ہوں گے تو دنیا ہی میں آخرت بنے گی“۔ (جواہر حکمت)

صبح اور عصر کی نماز کے بعد ذکر کرنیکی فضیلت

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما يذكر عن ربه تبارک وتعالىٰ اذكرنی بعد العصر وبعد الفجر ساعة اكفك فيما بينهما (اخرجه احمد كذافی الدر)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہٗ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کرلیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا (ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کرو وہ تیری مطلب براری میں معین ہوگا)

تشریح: آخرت کیواسطے نہ سہی دنیا کیواسطے ہم لوگ کیسی کیسی کوشش کرڈالتے ہیں کیا بگڑ جائے اگر تھوڑی سی دیر صبح اور عصر کے بعد اللہ کا ذکر بھی کرلیا کریں کہ احادیث میں کثرت سے اُن دو وقتوں میں اللہ کے ذکر کے فضائل وارد ہوئے اور جب اللہ جل جلالہٗ کفایت کا وعدہ فرماتے ہیں پھر کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت باقی ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول ہو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار عرب غلام آزاد کروں۔ اسی طرح ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے یہ زیادہ پسند ہے چار غلام آزاد کرنے سے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک ایک ایسی جماعت کیساتھ ذکر میں مشغول رہوں یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے ان ہی وجوہ سے صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد اوراد کا معمول ہے اور حضرات صوفیہ کے یہاں تو ان دونوں وقتوں کا خاص اہتمام ہے کہ صبح کی نماز کے بعد عموماً اشغال میں اہتمام فرماتے ہیں اور عصر کے بعد اوراد کا اہتمام کرتے ہیں بالخصوص فجر کے بعد فقہاء بھی اہتمام فرماتے ہیں۔ مدوّنہ میں امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک باتیں کرنا مکروہ ہیں اور حنفیہ میں سے صاحب درمختارؒ نے بھی اس وقت باتیں کرنا مکروہ لکھا ہے۔

صبح اور عصر کے بعد کا ذکر

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد اُسی ہیئت سے بیٹھے ہوئے بولنے سے قبل یہ دعا دس مرتبہ پڑھے۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں سارا ملک دنیا اور آخرت کا اُسی کا ہے اور جتنی خوبیاں ہیں وہ اسی پاک ذات کے لئے ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اس کیلئے دس ١٠ نیکیاں لکھی جائیں دس ١٠ برائیاں معاف فرمائی جائیں اور جنت میں دس ١٠ درجہ بلند کئے جائیں اور تمام دن شیطان سے اور مکروہات سے محفوظ رہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے جو صبح اور عصر کے بعد **اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ** (میں اُسی اللہ سے جو زندہ ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں توبہ کرتا ہوں) تین مرتبہ پڑھے۔ اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اصل مقصد ذکر و علم ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الدنيا ملعونة وملعون مافيها الا ذكر الله وما والاه وعالما ومتعلما. (رواه الترمذی و ابن ماجه)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دُنیا ملعُون ہے اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب ملعُون (اللہ کی رحمت سے دُور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اسکے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

تشریح: اس کے قریب ہونے سے مراد ذکر کے قریب ہونا بھی ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں وہ چیزیں مراد ہوں گی جو اللہ کے ذکر میں معین و مددگار ہوں جن میں کھانا پینا بھی بقدر ضرورت داخل ہے اور زندگی کے اسباب ضرور یہ بھی اس میں داخل ہیں اور اس صورت میں اللہ کا ذکر ہر چیز کو جو عبادت کی قبیل سے ہو شامل ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے قریب ہونے سے اللہ کا قرب مراد ہو تو اس صورت میں ساری عبادتیں اس میں داخل ہوں گی اور اللہ کے ذکر سے مخصوص ذکر مراد ہوگا اور دونوں صورتوں میں علم ان میں خود داخل ہوگیا تھا۔ پہلی صورت میں اس وجہ سے کہ علم ہی اللہ کے ذکر کے قریب لے جاتا ہے کہ "بے علم نتواں خدارا شناخت" (بغیر علم کے اللہ کو پہچان نہیں سکتا) اور دوسری صورت میں اس وجہ سے کہ علم سے بڑھ کر کون سی عبادت ہوگی لیکن اس کے باوجود پھر عالم اور طالب علم کو علیحدہ اہتمام کی وجہ سے فرمایا کہ علم بہت ہی بڑی دولت ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ علم کا صرف اللہ کے لئے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور اس کی طلب (یعنی تلاش کیلئے کہیں جانا) عبادت ہے اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت ہے۔ اس لئے کہ علم جائز ناجائز کے پہچاننے کیلئے علامت ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے وحشت میں جی بہلانے والا ہے اور سفر کا ساتھی ہے (کہ کتاب کا دیکھنا دونوں کام دیتا ہے اسی طرح) تنہائی میں ایک محدث ہے خوشی اور رنج میں دلیل ہے دشمنوں پر ہتھیار ہے۔ دوستوں کیلئے حق تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے ایک جماعت (علماء) کو بلند مرتبہ کرتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے ہیں کہ ان کے نشانِ قدم پر چلا جائے اور ان کے افعال کا اتباع کیا جائے اُنکی رائے کی طرف رجوع کیا جائے۔ فرشتے اُن سے دوستی کرنے کی رغبت کرتے ہیں۔ اپنے پروں کو (برکت حاصل کرنے کیلئے یا محبت کے طور پر) ان پر ملتے ہیں اور ہر تر اور خشک چیز دنیا کی اُن کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے درندے اور چوپائے اور زہریلے جانور (سانپ وغیرہ) تک بھی دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور یہ سب اسلئے کہ علم دلوں کی روشنی ہے آنکھوں کا نُور ہے۔ علم کی وجہ سے بندہ اُمت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کرلیتا ہے اسکا مطالعہ روزوں کے برابر ہے اسکا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے۔ اُسی سے رشتے جوڑے جاتے ہیں اور اسی سے حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے۔ وہ عمل کا امام ہے اور علم اس کا تابع ہے۔ سعید لوگوں کو اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں اس حدیث پر مجموعی طور سے بعض نے کلام کیا ہے لیکن جس قسم کے فضائل اس میں ذکر کئے گئے ہیں ان کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے نیز ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل حدیث کی کتابوں میں بکثرت آئے ہیں۔ اس وجہ سے عالم اور طالب علم کو خاص طور سے حدیث بالا میں ذکر فرمایا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سب سے افضل ذکر اور افضل دُعاء

عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام اذکار میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل الحمدللہ ہے۔

تشریح: لا الہ الا اللہ کا افضل الذکر ہونا تو ظاہر ہے اور بہت سی احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے۔ نیز سارے دین کا مدار ہی کلمہ توحید پر ہے تو پھر اس سے افضل ہونے میں کیا تردد ہے۔ اور الحمدللہ کو افضل دُعا اس لحاظ سے فرمایا ہے کہ کریم کی ثناء کا مطلب سوال ہی ہوتا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ کسی رئیس 'امیر' نواب کی تعریف میں قصیدہ خوانی کا مطلب اس سے سوال ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص لا الہ الا اللہ پڑھے اس کے بعد اس کو الحمدللہ بھی کہنا چاہیے اس لئے کہ قرآن پاک میں فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وارد ہے۔ ملاّ علی قاریؒ فرماتے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تمام ذکروں میں افضل اور سب سے بڑھا ہوا ذکر کلمہ طیبہ ہے کہ یہی دین کی وہ بنیاد ہے جس پر سارے دین کی تعمیر ہے اور یہ وہ پاک کلمہ ہے کہ دین کی چکی اسی کے گرد گھومتی ہے۔ اسیوجہ سے صوفیہ اور عارفین اسی کلمہ کا اہتمام فرماتے ہیں اور سارے اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی کی جتنی ممکن ہو کثرت کراتے ہیں کہ تجربہ سے اس میں جسقدر فوائد اور منافع معلوم ہوئے ہیں کسی دوسرے میں نہیں۔

سید علی بن میمون مغربیؒ کا واقعہ

چنانچہ سیّد علی بن میمونؒ مغربی کا قصہ مشہور ہے کہ جب شیخ علوان حمویؒ جو ایک متبحر عالم اور مفتی اور مدرس تھے سیّد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سیّد صاحب کی اُن پر خصوصی توجہ ہوئی تو اُن کو سارے مشاغل درس تدریس فتویٰ وغیرہ سے روک دیا اور سارا وقت ذکر میں مشغول کر دیا۔ عوام کا تو کام ہی اعتراض اور گالیاں دینا ہے۔ لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے منافع سے دنیا کو محروم کر دیا اور شیخ کو ضائع کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ کچھ دنوں بعد سیّد صاحب کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں' سیّد صاحب نے اس کو بھی منع کر دیا تو پھر تو پوچھنا ہی کیا' سیّد صاحبؒ پر زندیقی اور بد دینی کا الزام لگنے لگا۔ لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا اور دل رنگ گیا تو سیّد صاحبؒ نے فرمایا کہ اب تلاوت شروع کر دو۔ کلامِ پاک جو کھولا تو ہر ہر لفظ پر وہ وہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا ہے۔ سیّد صاحب نے فرمایا کہ میں نے خدانخواستہ تلاوت کو منع نہیں کیا تھا بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔

دنیا کا وجود اسی کلمہ سے قائم ہے

چونکہ یہ پاک کلمہ دین کی اصل ہے ایمان کی جڑ ہے اس لئے جتنی بھی اس کی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہوگی ایمان کا مدار اسی کلمہ پر ہے بلکہ دنیا کے وجود کا مدار اسی کلمہ پر ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک **لا الہ الا اللہ** کہنے والا کوئی

زمین پر ہو۔ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ جب تک کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا روئے زمین پر ہو قیامت نہیں ہوگی۔

کلمہ طیبّہ سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہٗ کی پاک بارگاہ میں عرض کیا' کہ مجھے کوئی ورد تعلیم فرمادیجئے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ عرض کیا میرے رب میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھی کو عطا ہو ارشاد ہوا کہ

اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف لا الہ الا اللہ کو رکھ دیا جائے۔ تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

فائدہ: اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی عادت شریفہ یہی ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اُتنی ہی عام عطا کی جاتی ہے۔ ضروریات دنیویہ ہی میں دیکھ لیا جائے کہ سانس' پانی ہوا کیسی عام ضرورت کی چیزیں ہیں' اللہ جل شانہٗ نے ان کو کس قدر عام فرما رکھا ہے۔ البتہ یہ ضروری چیز ہے کہ اللہ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے جس قدر اخلاص سے کوئی کام کیا جائے گا اتنا ہی وزنی ہوگا اور جسقدر اخلاص کی کمی اور بے دلی سے کیا جائیگا اتنا ہی ہلکا ہوگا۔ اخلاص پیدا کرنے کے لئے بھی جس قدر مفید اس کلمہ کی کثرت ہے اتنی کوئی دوسری چیز نہیں کہ اس کلمہ کا نام ہی جلاء القلوب (دلوں کی صفائی) ہے۔ اسی وجہ سے حضرات صوفیہ اس کا ورد کثرت سے بتاتے ہیں اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کا معمول تجویز کرتے ہیں۔

ملاّ علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے شیخ سے عرض کیا تھا کہ میں ذکر کرتا ہوں مگر دل غافل رہتا ہے انہوں نے فرمایا کہ ذکر برابر کرتے رہو اور اس پر اللہ کا شکر کرتے رہو کہ اس نے ایک عضو' یعنی زبان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ سے دل کی توجہ کے لئے دُعا کرتے رہو۔ اس قسم کا واقعہ احیاء العلوم میں بھی ابوعثمان مغربیؒ کے متعلق نقل کیا گیا کہ ان سے کسی مرید نے شکایت کی تھی جس پر انہوں نے یہ جواب دیا تھا۔ درحقیقت بہترین نسخہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو میں اضافہ کروں گا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ذکر اس کی بڑی نعمت ہے اس کا شکر ادا کیا کرو کہ اللہ نے ذکر کی توفیق عطا فرمائی۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کردیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق

عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنه قال قلت یا رسول اللہ من اسعد الناس بشفاعتک یوم القیمة قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لقد ظننت یا اباھریرة ان لا یسئلنی عن ھذا الحدیث احد اوّل منک لما رأیت من حرصک علی الحدیث اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمة من قال لا اله الا اللہ خالصا من قلبه اونفسه. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اُٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے احادیث پر تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا) کہ سب سے زیادہ سعادت منداور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے۔

تشریح: سعادت کہتے ہیں کہ آدمی کو خیر کی طرف پہنچانے کے لئے توفیق الٰہی کے شاملِ حال ہونے کو اب اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا سب سے زیادہ مستحقِ شفاعت ہونیکے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس حدیث سے وہ شخص مراد ہے جو اخلاص سے مسلمان ہوا اور کوئی نیک عمل بجز کلمہ طیبہ پڑھنے کے اس کے پاس نہ ہو' اس صورت میں ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ سعادت اس کو شفاعت ہی سے حاصل ہوسکتی ہے کہ اپنے پاس تو کوئی عمل نہیں ہے۔ اس مطلب کے موافق یہ حدیث ان احادیث کے قریب قریب ہوگی جن میں ارشاد ہے کہ میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے لیکن کلمہ طیبہ کی برکت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اُن کو نصیب ہوگی۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے مصداق وہ لوگ ہیں جو اخلاص سے اس کلمہ کا ورد رکھیں اور نیک اعمال ہوں۔ ان کے سب سے زیادہ سعادت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نفع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان کو پہنچے گا کہ ترقی درجات کا سبب بنے گی۔ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن چھ طریقہ سے ہوگی۔ اوّل میدانِ حشر کی قید سے خلاصی کی ہوگی کہ حشر میں ساری مخلوق طرح طرح کے مصائب میں مبتلا پریشان حال یہ کہتی ہوئی ہوگی کہ ہم کو جہنم ہی میں ڈال دیا جائے مگر ان مصائب سے تو خلاصی ہو۔ اس وقت جلیل القدر انبیاء کی خدمت میں یکے بعد دیگرے حاضری ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کے یہاں سفارش فرمائیں مگر کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ سفارش فرماسکیں بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ یہ شفاعت تمام عالم تمام مخلوق جن وانس' مسلم کافر سب کے حق میں ہوگی اور سب ہی اس سے منتفع ہوں گے احادیث قیامت میں اس کا مفصّل قصہ مذکور ہے۔ دوسری شفاعت بعض کفّار کے حق میں تخفیفِ عذاب کی ہوگی۔ جیسا ابوطالب کے بارہ میں صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ تیسری شفاعت بعض مؤمنوں کو جہنم سے نکالنے کے بارہ میں ہوگی جو اس میں داخل ہوچکے ہیں۔ چوتھی شفاعت بعض مؤمن جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہوچکے ہیں ان کی جہنم سے معافی اور جہنّم میں نہ داخل ہونے کے بارے میں ہوگی۔ پانچویں شفاعت بعض مومنین کے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے میں ہوگی۔ اور چھٹی شفاعت مومنین کے درجات بلند ہونے میں ہوگی۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

4

کلمہ اخلاص کی برکت اور علامت

عن زیدبن ارقم رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة قیل وما اخلاصها قال ان تحجزه عن محارم الله (رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر)

ترجمہ: حضرت زیدؓ بن ارقم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔

تشریح: اور یہ ظاہر ہے کہ جب حرام کاموں سے رُک جائے گا اور **لا اله الا الله** کا قائل ہوگا تو اسکے سیدھا جنت میں جانے میں کیا تردّد ہے لیکن اگر حرام کاموں سے نہ بھی رُکے تب بھی اس کلمہ پاک کی یہ برکت تو بلا تردّد ہے کہ اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور داخل ہوگا البتہ اگر خدانخواستہ بداعمالیوں کی بدولت اسلام وایمان ہی سے محروم ہوجائے تو دوسری بات ہے۔

حضرت فقیہ ابواللّیث سمرقندیؒ ''تنبیہ الغافلین'' میں لکھتے ہیں ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ کثرت سے **لا اله الا الله** پڑھتا رہا کرے اور حق تعالیٰ شانہٗ سے ایمان کے باقی رہنے کی دعا بھی کرتا رہے اور اپنے کو گناہوں سے بچاتا رہے اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ گناہوں کی نحوست سے آخر میں ان کا ایمان سلب ہوجاتا ہے۔ اور دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ ایک شخص کا نام ساری عمر مسلمانوں کی فہرست میں رہا ہو مگر قیامت میں وہ کافروں کی فہرست میں ہو یہ حقیقی حسرت اور کمال حسرت ہے۔ اس شخص پر افسوس نہیں ہوتا جو گرجا یا بُت خانہ میں ہمیشہ رہا ہو اور وہ کافروں کی فہرست میں آخر میں شمار کیا جائے۔ افسوس ہے اس پر جو مسجد میں رہا ہو اور کافروں میں شمار ہوجائے اور یہ بات گناہوں کی کثرت سے اور تنہائیوں میں حرام کاموں میں مبتلا ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس دوسروں کا مال ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسروں کا ہے مگر دل کو سمجھاتے ہیں کہ میں کسی وقت اس کو واپس کردونگا اور صاحبِ حق سے معاف کرالونگا مگر اس کی نوبت نہیں آتی اور موت اس سے قبل آجاتی ہے۔ بہت سے لوگ ہیں کہ بیوی کو طلاق ہوجاتی ہے اور وہ اس کو سمجھتے ہیں مگر پھر بھی اس سے ہمبستری کرتے ہیں اور اسی حالت میں موت آجاتی ہے کہ توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ ایسے ہی حالات میں آخر میں ایمان سلب ہوجاتا ہے **اللهم احفظنا منه**۔

ایک نوجوان کا واقعہ

حدیث کی کتابوں میں ایک قصہ لکھا ہے کہ حضورؐ کے زمانہ میں ایک نوجوان کا انتقال ہونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اس سے کلمہ نہیں پڑھا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اس سے دریافت فرمایا کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ ایک قفل سا دل پر لگا ہوا ہے تحقیق حالات سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہے اور اس نے ماں کو ستایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کو بُلایا اور

دریافت فرمایا کہ اگر کوئی شخص بہت سی آگ جلا کر اس تمہارے لڑکے کو اسمیں ڈالنے لگے تو تم سفارش کروگی اس نے عرض کیا ہاں حضورؐ کروں گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا ہے۔ تو اس کا قصور معاف کردے۔ انہوں نے سب معاف کردیا۔ پھر اس سے کلمہ پڑھنے کو کہا گیا تو فوراً پڑھ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے انہوں نے آگ سے نجات پائی اس قسم کے سینکڑوں واقعات پیش آتے ہیں کہ ہم لوگ ایسے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں جن کی نحوست دین اور دنیا دونوں میں نقصان پہنچاتی ہے۔

لا الہ الا اللہ کو خلط ملط کرنا

صاحب احیاء نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خطبہ پڑھا۔ جس میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کو اس طرح سے کہے کہ خلط ملط نہ ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ اسکو واضح فرمادیں خلط ملط کا کیا مطلب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت اور اسکی طلب میں لگ جانا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ انبیاء کی سی باتیں کرتے ہیں اور متکبر اور جابر لوگوں کے سے عمل کرتے ہیں اگر کوئی اس کلمہ کو اس طرح کہے کہ یہ کام نہ کرتا ہو تو جنت اس کے لئے واجب ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کردیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کلمہ اخلاص کی برکت اور علامت

عن زیدبن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ قیل وما اخلاصھا قال ان تحجزہ عن محارم اللہ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر)

ترجمہ: حضرت زیدؓ بن ارقم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔

کلمہ لا الہ الا اللہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں جہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

کتنی بڑی فضیلت ہے اور قبولیت کی انتہا ہے کہ یہ کلمہ براہِ راست عرش معلّٰی تک پہنچتا ہے اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں کے ساتھ بھی کہا جائے تو نفع سے اس وقت بھی خالی نہیں۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ کبائر سے بچنے کی شرط قبول کی جلدی اور آسمان کے سب دروازے کھلنے کے اعتبار سے ہے ورنہ ثواب اور قبول سے کبائر کیساتھ بھی خالی نہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ایسے شخص کے واسطے مرنے کے بعد اُس کی رُوح کے اعزاز میں آسمان کے سب دروازے کھُل جائیں گے۔ ایک حدیث میں آیا ہے دو کلمے ایسے ہیں کہ اُن میں سے ایک کے لئے عرش سے نیچے کوئی منتہا نہیں۔ دوسرا آسمان اور زمین کو (اپنے نور یا اپنے اجر سے) بھر دے۔ ایک لا الہ الا اللہ دوسرا اللہ اکبر۔

کلمہ لا الہ الا اللہ پر جنت و مغفرت کی بشارت

حضرت شدادؓ فرماتے ہیں اور حضرت عبادہؓ اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں۔ ہم نے عرض کیا کوئی نہیں ارشاد فرمایا کواڑ بند کر دو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے (اور کلمہ طیبّہ پڑھا) پھر فرمایا الحمد للہ اے اللہ تُو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تُو وعدہ خلاف نہیں ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ خوش ہو جاؤ' اللہ نے تمہاری مغفرت فرما دی۔

غالباً اجنبی کو اس لئے دریافت فرمایا تھا اور اسی لئے کواڑ بند کرائے تھے کہ ان لوگوں کے کلمہ طیبہ پڑھنے پر تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کی بشارت کی امید ہوگی' اوروں کے متعلق یہ اُمید نہ ہو۔ صوفیہ نے اس حدیث سے مشائخ کا اپنے مرید بن کی جماعت کو ذکر تلقین کرنے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہؓ کو جماعۃً اور منفرداً ذکر تلقین کرنا ثابت ہے۔ جماعت کو تلقین کرنے میں اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ اس صورت میں کواڑوں کا بند کرنا مُستفید ین کی توجہ کے تام کرنے کی غرض سے ہو اور اسی وجہ سے اجنبی کو دریافت فرمایا کہ غیر کا مجمع میں ہونا حضورؐ پر تشتت کا

سبب اگر چہ نہ ہولیکن مستفیدین کے تشتت کا احتمال تو تھا ہی

ایمان کی تجدید

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو یعنی تازہ کرتے رہا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔

ایمان کے پرانا ہونے کا مطلب

ایک روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ ایمان پُرانا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کپڑا پُرانا ہو جاتا ہے اسلئے اللہ جل شانہٗ سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو۔ پُرانے ہو جانیکا مطلب یہ ہے کہ معاصی سے قوتِ ایمانیہ اور نورِ ایمان جاتا رہتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نشان (دھبّہ) اس کے دل میں ہو جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کرلیتا ہے تو وہ نشان دُھل جاتا ہے ورنہ جما رہتا ہے اور پھر جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نشان ہو جاتا ہے اسی طرح سے آخر دل بالکل کالا ہو جاتا ہے اور زنگ آلود ہو جاتا ہے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے سورہ تطفیف میں ارشاد فرمایا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اس کے بعد اس کے دل کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ حق بات اسمیں اثر اور سرایت ہی نہیں کرتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ چار چیزیں آدمی کے دل کو برباد کردیتی ہیں۔ ۱۔ احمقوں سے مقابلہ ۲۔ گناہوں کی کثرت ۳۔ عورتوں کے ساتھ کثرتِ اختلاط اور ۴۔ مردہ لوگوں کے پاس کثرت سے بیٹھنا۔ کسی نے پُوچھا مردوں سے کیا مراد ہے فرمایا ہر وہ مال دار جس کے اندر مال نے اکڑ پیدا کردی ہو۔

موت سے پہلے لا الہ الا اللہ کا کثرت سے اقرار کرلو

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کثرت سے کرتے رہا کرو۔ قبل اس کے کہ ایسا وقت آئے کہ تم اس کلمہ کو نہ کہہ سکو۔

یعنی موت حائل ہو جائے کہ اس کے بعد کسی عمل کا بھی وقت نہیں رہتا۔ زندگی کا زمانہ بہت ہی تھوڑا سا ہے اور یہ ہی عمل کرنے کا اور تخم بولینے کا وقت ہے اور مرنے کے بعد کا زمانہ بہت ہی وسیع ہے اور وہاں وہی مل سکتا ہے جو یہاں بو دیا گیا۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کردیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جو دل سے لا الہ الا اللہ پڑھے اس پر جہنم حرام ہو جاتی ہے

عن عمرو رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی لا علم کلمۃ لا یقولہا عبد حقا من قلبہ فیموت علی ذلک الا حرم علی النار لا الہ الا اللہ. (رواہ الحاکم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ دل سے حق سمجھ کر اس کو پڑھے اور اسی حال میں مر جائے مگر وہ جہنم پر حرام ہو جائے وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔

تشریح: بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے ان سب سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ مسلمان ہی اس وقت ہوا ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کفر کے گناہ بالاتفاق معاف ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پہلے سے مسلمان تھا اور اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کو کہہ کر مرا ہے تب بھی کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے سارے ہی گناہ معاف فرما دیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا تو خود ہی ارشاد ہے کہ شرک کے علاوہ سارے ہی گناہ جس کے چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔ ملاّ علی قاریؒ نے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ اور اس قسم کی احادیث اس کے اعتبار سے ہیں جب تک دوسرے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد اس کلمہ کو اس کے حق کی ادائیگی کے ساتھ کہنا۔ حضرت بصری وغیرہ حضرات کی بھی یہی رائے ہے۔ امام بخاری کی تحقیق یہ ہے کہ ندامت کے ساتھ اس کلمہ کو کہا ہو کہ یہی حقیقت توبہ کی ہے اور پھر اسی حال پر انتقال ہوا ہو۔ ملا علی قاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے ہمیشہ جہنم میں رہنے کی حرمت مراد ہے۔ ان سب کے علاوہ ایک کھلی ہوئی بات اور بھی ہے وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی خاص اثر ہونا اس کے منافی نہیں کہ کسی عارض کیوجہ سے وہ اثر نہ کر سکے۔ سقمونیا کا اثر اسہال ہے لیکن اگر اس کے بعد کوئی سخت قابض چیز کھالی جائے تو یقیناً سقمونیا کا اثر نہ ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس دوا کا وہ اثر نہیں رہا بلکہ اس عارض کی وجہ سے اس شخص پر اثر نہ ہو سکا۔

جنت کی چابی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا جنت کی کنجیاں ہیں۔

فائدہ: کنجیاں اس لحاظ سے فرمایا کہ ہر دروازہ کی اور ہر جنت کی کنجی یہ ہی کلمہ ہے اسلئے ساری کنجیاں یہی کلمہ ہوا، یا اس لحاظ سے کہ یہ کلمہ بھی دو جزو لئے ہوئے ہے ایک لا الہ الا اللہ کا اقرار دوسرے محمد رسول اللہ کا اقرار، اس لئے دو ہو گئے کہ دونوں کے مجموعہ سے کھل سکتا ہے اور بھی ان روایات میں جہاں جہاں جنت کے دخول یا جہنم کے حرام ہونے کا ذکر ہے اُس سے مراد پورا ہی کلمہ ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جنت کی قیمت لا الہ الا اللہ ہے۔

برائیوں کو نیکیوں میں بدلنے والا کلمہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن میں یا رات میں لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں، اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

فائدہ: ہر معنی کے اعتبار سے گناہوں کا اس حدیث میں اعمالنامہ سے مٹانا تو معلوم ہوتا ہی ہے البتہ اخلاص ہونا ضروری ہے اور کثرت سے اللہ کا پاک نام لینا اور کلمہ طیبّہ کا کثرت سے پڑھنا خود بھی اخلاص پیدا کرنیوالا ہے اسی لئے اس پاک کلمہ کا نام اخلاص ہے۔

کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی مغفرت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش کے سامنے نور کا ستون ہے جب کوئی شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ٹھیر جا۔ وہ عرض کرتا ہے۔ کیسے ٹھہروں حالانکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا میں نے اس کی مغفرت کردی تو وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

فائدہ: محدثین حضرات کو اس روایت میں کلام ہے لیکن علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ یہ روایت کئی طریقوں سے مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے بعض روایتوں میں اس کے ساتھ اللہ جل شانہٗ کا یہ بھی ارشاد وارد ہوا ہے کہ میں نے کلمہ طیبہ اس شخص کی زبان پر اسی لئے جاری کرادیا تھا کہ اس کی مغفرت کروں۔ کس قدر لطف وکرم ہے اللہ کا کہ خود ہی توفیق عطا فرماتے ہیں اور پھر خود ہی اُس لطف کی تکمیل میں مغفرت فرماتے ہیں۔

ایک باندی کا واقعہ: حضرت عطاؒ کا قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دیوانی باندی فروخت ہورہی تھی اُنہوں نے خرید لی۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو وہ دیوانی اٹھی اور وضو کرکے نماز شروع کردی اور نماز میں اس کی حالت یہ تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جارہا تھا۔ اس کے بعد اُس نے کہا اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرمادیجئے۔ عطاؒ نے یہ سُن کر فرمایا کہ لونڈی یوں کہہ اے اللہ مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سنکر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگی اُس کے حق کی قسم اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں یوں میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ کرتا۔ اس کے بعد اُس نے یہ اشعار پڑھے۔

الکرب مجتمع والقلب محترق
والصبر مفترق والدمع مستبق
کیف القرار علی من لا قرار له
مما جناه الهویٰ والشوق والفلق
یا رب ان کان شیء فیه لی فرج
فامنن علی به مادام بی رمق

ترجمہ: بے چینی جمع ہورہی ہے اور دل جل رہا ہے اور صبر جُدا ہوگیا اور آنسو بہ رہے ہیں۔ اس کو کس طرح قرار آسکتا ہے جس کو عشق و شوق اور بے چینی کے حملوں کی وجہ سے ذرا بھی سکون نہیں۔ اے اللہ اگر کوئی چیز ایسی ہوسکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو زندگی میں اُس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اس کے بعد اُس نے کہا۔ اے اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب راز میں نہیں رہا مجھے اٹھا لیجئے یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مرگئی۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ توفیق جب تک شاملِ حال نہ ہو کیا ہوسکتا ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے۔ کچھ نہیں چاہ سکتے ہو)۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قبر وحشر کے عذاب سے نجات

عن ابن عمررضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی اھل لا الہ الا اللہ وحشۃ فی قبورھم ولا منشرھم وکانی انظر الی اھل لا الہ الا اللہ وھم ینفضون التراب عن رؤسھم ویقولون الحمد للّٰہ الذی اذھب عنا الحزن وفی روایۃ لیس علی اھل لا الہ الا اللہ وحشۃ عندا لموت ولا عند القبر. (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ والوں پر نہ قبروں میں وحشت ہے نہ میدانِ حشر میں اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے (قبروں سے) اُٹھیں گے اور کہیں گے تمام تعریف میں اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کے لئے) رنج وغم دُور کر دیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ لا الہ الا اللہ والوں پر نہ موت کیوقت وحشت ہوگی نہ قبر کے وقت۔

لا الہ الا اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ

تشریح: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے (حالانکہ حق تعالیٰ شانہ دلوں کے بھید جاننے والے ہیں لیکن اکرام واعزاز اور اظہار شرافت کیواسطے اس قسم کے سوال کرائے جاتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل مجھے اپنے اُمت کا فکر بہت بڑھ رہا ہے کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کفار کے بارے میں یا مسلمانوں کے بارہ میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بارے میں فکر ہے۔ حضرت جبرئیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیا اور ایک مقبرہ پر تشریف لے گئے جہاں قبیلہ بنو سلمہ کے لوگ دفن تھے۔ حضرت جبرئیلؑ نے ایک قبر پر ایک پر مارا اور ارشاد فرمایا کہ قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا) اُس قبر سے ایک نہایت حسین خوبصورت چہرہ والا اٹھا وہ کہہ رہا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حضرت جبرئیلؑ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ لوٹ جا وہ چلا گیا۔ پھر دوسری قبر پر دوسرا پَر مارا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ اس میں سے ایک شخص نہایت بدصورت کالا مُنہ کیری آنکھوں والا کھڑا ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا ہائے افسوس ہائے شرمندگی ہائے مصیبت۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا اپنی جگہ لوٹ جا۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں۔ اُسی حالت پر اُٹھیں گے۔ حدیث بالا میں لا الہ الا اللہ والوں سے بظاہر لوگ مراد ہیں جن کو اس کلمہ پاک کیساتھ خصوصی لگاؤ، خصوصی مناسبت، خصوصی اشتغال ہو اس لئے کہ دُودھ والا جوتوں والا، موتی والا، برف والا وہی شخص کہلاتا ہے جس کے ہاں ان چیزوں کی خصوصی بکری، اور خصوصی ذخیرہ موجود ہو۔ اس لئے لا الہ الا اللہ والوں کے ساتھ اس معاملہ میں کوئی اشکال نہیں۔ قرآن

پاک میں سورۂ فاطر میں اس اُمت کے تین طبقے بیان فرمائے ہیں۔ ایک طبقہ سابق بالخیرات کا بیان فرمایا جن کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ بے حساب جنت میں داخل ہونگے۔

اعمال کے ترازو میں کلمہ شہادت کا وزن

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن میری اُمت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر تمام دنیا کے سامنے بلائیں گے اور اس کے سامنے ننانوے دفتر اعمال کے کھولیں گے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ منتہائے نظر تک (یعنی جہاں تک نگاہ جاسکے وہاں تک) پھیلا ہوا ہوگا۔ اسکے بعد اس سے سوال کیا جائیگا کہ ان اعمالناموں میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے۔ کیا میرے ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے (کہ کوئی گناہ بغیر کئے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ لیا ہو) وہ عرض کرے گا نہیں (نہ انکار کی گنجائش ہے نہ فرشتوں نے ظلم کیا) پھر ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس ان بداعمالیوں کا کوئی عذر ہے وہ عرض کرے گا کوئی عذر بھی نہیں۔ ارشاد ہوگا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہے پھر ایک کاغذ کا پُرزہ نکالا جائیگا جس میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لکھا ہوا ہوگا ارشاد ہوگا کہ جا اسکو تلوا لے وہ عرض کریگا کہ اتنے دفتروں کے مقابلہ میں یہ پُرزہ کیا کام دیگا ارشاد ہوگا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا پھر اُن سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جاویگا اور دوسری جانب وہ پرزہ ہوگا تو دفتروں والا پلڑا اُڑنے لگے گا اُس پرزہ کے وزن کے مقابلہ میں۔ پس بات یہ ہے کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز وزنی نہیں۔

کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو لیکن نہی عن المنکر بھی نہ چھوڑو

حدیث شریف میں ایک قصہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے ایک عابد تھا اور دوسرا گنہگار۔ وہ عابد اس گنہگار کو ہمیشہ ٹوکا کرتا تھا وہ کہہ دیتا کہ مجھے میرے خدا پر چھوڑ۔ ایک دن اس عابد نے غصّہ میں آکر کہہ دیا کہ خدا کی قسم تیری مغفرت کبھی نہیں ہوگی۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے عالمِ ارواح میں دونوں کو جمع فرمایا اور گنہگار کو اس لئے کہ وہ رحمت کا اُمیدوار تھا معاف فرمایا اور عابد کو اس قسم کھانے کی پاداش میں عذاب کا حکم فرمادیا اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ قسم نہایت سخت تھی۔ خود حق تعالیٰ شانہٗ تو ارشاد فرمائیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (حق تعالیٰ شانہٗ کفر و شرک کی مغفرت نہیں فرماویں گے اس کے علاوہ ہر گناہ کی جس کے لئے چاہیں گے مغفرت فرماویں گے) تو کسی کو کیا حق ہے یہ کہنے کا کہ فلاں کی مغفرت نہیں ہوسکتی لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ معاصی پر گناہوں پر ناجائز باتوں پر گرفت نہ کی جائے ٹوکا نہ جائے۔ قرآن و حدیث میں سینکڑوں جگہ اس کا حکم ہے نہ ٹوکنے پر وعید ہے۔ احادیث میں بکثرت آیا ہے کہ جو لوگ کسی کو گناہ کرتے دیکھیں اور اس کو روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں تو وہ خود اس کی سزا میں مبتلا ہوں گے عذاب میں شریک ہوں گے یہاں ایک ضروری چیز یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ جہاں دینداروں کا گنہگاروں کو قطعی جہنمی سمجھ لینا مہلک ہے وہاں جہلا کا ہر شخص کو مقتدا اور بڑا بنالینا خواہ کتنے ہی کفریات بکے، سم قاتل اور نہایت مہلک ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرتا ہے وہ اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کرتا ہے۔ بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں دجّال، مکار، کذّاب پیدا ہوں گے جو ایسی احادیث تم کو سُناویں گے جو تم نے نہ سُنی ہوں گی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کریں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کلمہ طیبہ کے اقرار کرنے کی فضیلت

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لوجئی بالسموات والارض ومن فیهن وما بینهن وما تحتهن فوضعن فی کفة المیزان ووضعت شهادة ان لا اله الا الله فی الکفة الاخری لرجحت بهن. (اخرجه الطبرانی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمام آسمان وزمین اور جو لوگ اُن کے درمیان میں ہیں وہ سب اور جو چیزیں اُن کے درمیان میں ہیں وہ سب کچھ اور جو کچھ ان کے نیچے ہے وہ سب کا سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لا الہ الا اللہ کا اقرار دوسری جانب ہو تو وہی تول میں بڑھ جائیگا۔

تشریح: اس قسم کا مضمون بہت سی مختلف روایتوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے پاک نام کی برابر کوئی بھی چیز نہیں۔ بدقسمتی اور محرومی ہے ان لوگوں کی جو اس کو ہلکا سمجھتے ہیں۔ البتہ اس میں وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جس قدر اخلاص ہوگا اتنا ہی وزنی یہ پاک نام ہوسکتا ہے اسی اخلاص کے پیدا کرنے کے واسطے مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنا پڑتی ہیں۔ ایک حدیث میں اس ارشاد نبویؐ سے پہلے ایک اور مضمون مذکور ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میت کو لا الہ الا اللہ تلقین کیا کرو جو شخص مرتے وقت اس پاک کلمہ کو کہتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر کوئی تندرستی ہی میں کہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو اور بھی زیادہ جنت کو واجب کرنے والا ہے۔ اس کے بعد یہ قسمیہ مضمون بھی ارشاد فرمایا جو اُوپر ذکر کیا گیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت اسی کلمہ کیلئے ہوئی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ کافر حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں جانتے (نہیں مانتے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ (نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا) اسی کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں اور اس کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اسی بارہ میں آیت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً نازل ہوئی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں یعنی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اسی کلمہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں خصوصیت ہے بلکہ سارے ہی نبی اسی کلمہ کیساتھ نبی بنا کر بھیجے گئے اور سب ہی انبیاءؑ نے اسی کلمہ کی طرف دعوت دی ہے۔ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ختم الانبیاء فخر رُسل صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہے جو اس مبارک کلمہ کی دعوت نہ دیتا ہو۔ کس قدر بابرکت اور مہتم بالشان کلمہ ہے کہ سارے انبیاء اور سارے سچے مذہب اسی پاک کلمہ کی طرف بُلانے والے اور اسی کے شائع کرنے والے رہے۔ آخر کوئی بات تو ہے کہ اس سے کوئی بھی سچا مذہب خالی نہیں اسی کلمہ کی تصدیق میں قرآن پاک کی آیت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً (سورہ انعام ع ۲) نازل ہوئی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں حق تعالیٰ شانہٗ کی گواہی کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی تصدیق فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے

ہیں میرے بندہ نے سچ کہا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

امت محمدیہ کے اعمال بھاری ہونے کا سبب

حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اعمال (حشر کی ترازو میں اسلئے) سب سے زیادہ بھاری ہیں کہ ان کی زبانیں ایک ایسے کلمے کیساتھ مانوس ہیں جو اُن سے پہلی اُمتوں پر بھاری تھا۔ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔

امت محمدیہ میں کلمہ طیبہ کے ورد کی کثرت

فائدہ: یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا اُلف الف صلوٰۃ وتحیۃ کے درمیان کلمہ طیبہ کا جتنا زور اور کثرت ہے کسی اُمت میں بھی اتنی کثرت نہیں ہے۔ مشائخ سلوک کی لاکھوں نہیں کروڑوں کی مقدار ہے اور پھر ہر شیخ کے کم وبیش سینکڑوں مرید اور تقریباً سب ہی کے یہاں کلمہ طیبہ کا ورد ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کے معمولات میں داخل ہے۔ جامع الاصول میں لکھا ہے کہ لفظ اللہ کا ذکر ورد کے طور پر کم از کم پانچ ہزار کی مقدار ہے اور زیادہ کے لئے کوئی حد نہیں اور صوفیہ کے لئے کم از کم پچیس ہزار روزانہ اور لا الہ الا اللہ کی مقدار کے متعلق لکھا ہے کہ کم از کم پانچ ہزار روزانہ ہو۔ یہ مقداریں مشائخ سلوک کی تجویز کے موافق کم وبیش ہوتی رہتی ہیں۔ میرا مقصود حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں مشائخ کا انداز بیان کرنا ہے کہ ایک ایک شخص کے لئے روزانہ کی مقداریں کم از کم یہ بتائی گئی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ''قولِ جمیل'' میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں ابتدائے سلوک میں ایک سانس میں **لا الہ الا اللہ** دوسو مرتبہ کہا کرتا تھا۔

شیخ ابو یزیدؒ قرطبی فرماتے ہیں میں نے یہ سُنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ **لا الہ الا اللہ** پڑھے اسکو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سنکر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کیلئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے۔ جنت دوزخ کا بھی اسکو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اسکی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتہً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھُولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی قرطبیؒ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہوجائیگا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستّر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہوگیا۔

یہ ایک واقعہ ہے اس قسم کے نہ معلوم کتنے واقعات اس اُمت کے افراد میں پائے جاتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ایک معمولی چیز پاسِ انفاس ہے یعنی اس کی مشق کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نہ اندر جائے نہ باہر آئے۔ اُمت محمدیہ کے کروڑوں افراد ایسے ہیں جن کو اسکی مشق حاصل ہے تو پھر کیا تردّد ہے حضرت عیسٰی علی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اس ارشاد میں کہ ان کی زبانیں اس کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ مانوس اور ہوگئیں۔

دعا کیجئے: اللہ پاک ہمیں بھی کلمہ طیبہ کے فوائد وثمرات عطا فرمائیں وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جنت کے دروازہ پر لکھی ہوئی عبارت

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مکتوب علی باب الجنۃ اننی انا اللہ لا الہ الا انا لا اعذب من قالھا. (اخرجہ ابو الشیخ کذا فی الدر)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا ہے۔ (اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا لَآ اُعَذِّبُ مَنْ قَالَھَا) میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص اس (کلمہ) کو کہتا رہے گا۔ میں اسکو عذاب نہیں کرونگا۔

تشریح: گناہوں پر عذاب کا ہونا دوسری احادیث میں بکثرت آیا ہے اس لئے اس سے اگر دائمی عذاب مراد ہو تو کوئی اشکال نہیں لیکن کوئی خوش قسمت ایسے اخلاص سے اس جملہ کا ورد رکھنے والا ہو کہ باوجود گناہوں کے اس کو بالکل عذاب نہ کیا جائے یہ بھی رحمتِ خداوندی سے بعید نہیں ہے۔

عذاب سے حفاظت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کیا کرو جو شخص تم میں سے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوا آوے گا۔ وہ میرے قلعہ میں داخل ہوجائیگا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے مامون ہوگا۔

فائدہ: اگر یہ بھی کبائر سے بچنے کے ساتھ مشروط ہو جیسا کہ حدیث نمبر ۵ میں گذر چکا تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر کبائر کے باوجود یہ کلمہ کہے تو پھر قواعد کے موافق تو عذاب سے مراد دائمی عذاب ہے، ہاں اللہ جل شانہٗ کی رحمت قواعد کی پابند نہیں۔ قرآن پاک کا صاف ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے، اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے معاف کردیں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اسی شخص کو عذاب کرتے ہیں جو اللہ پر تمرد (ہیکڑی) کرے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ لا الہ الا اللہ حق تعالیٰ شانہٗ کے غصہ کو دُور کرتا رہتا ہے جب تک کہ دنیا کو دین پر ترجیح نہ دینے لگیں اور جب دنیا کو دین پر ترجیح دینے لگیں اور لا الہ الا اللہ کہتے رہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ تُم اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہو۔

افضل ذکر اور افضل استغفار

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام ذکروں میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل استغفار ہے پھر اس کی تائید میں سورہ محمد کی آیت فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تلاوت فرمائی۔

اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذر چکا ہے کہ لا الہ الا اللہ سب اذکار سے افضل ہے جسکی وجہ صوفیہ نے یہ لکھی ہے کہ دل کے پاک ہونے میں اس ذکر کو خاص مناسبت ہے اس کی برکت سے دل ساری ہی گندگیوں سے پاک ہوجاتا ہے اور جب اس کیساتھ استغفار بھی شامل ہوجائے تو پھر کیا ہی کہنا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضرت یونسؑ کو جب مچھلی نے کھالیا تھا تو اس کے پیٹ میں ان کی یہ دعا تھی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ جو شخص بھی ان الفاظ سے دُعا مانگے گا وہ ضرور قبول ہوگی۔ اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذرا ہے کہ سب سے افضل اور بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے لیکن وہاں سب سے افضل دعا الحمدللہ ارشاد ہوا تھا اور یہاں استغفار وارد ہے۔ اس قسم کا اختلاف حالات کے اعتبار

سے بھی ہوتا ہے ایک متقی پرہیز گار ہے اس کے لئے الحمد للہ سب سے افضل ہے۔ ایک گناہ گار ہے وہ توبہ و استغفار کا بہت محتاج ہے اس کے حق میں استغفار سب سے اہم ہے۔ اس کے علاوہ افضلیت بھی مختلف وجوہ سے ہوتی ہے منافع کے حاصل کرنے کے واسطے اللہ کی حمد و ثنا سب سے زیادہ نافع ہے اور مضرتیں اور تنگیاں دُور کرنے کے لئے استغفار سب سے زیادہ مفید ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی وجوہ اس قسم کے اختلاف کی ہوتی ہے۔

شیطان اور انسان کی ہلاکت کا سامان

حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کر دیا۔ جب میں نے دیکھا (کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا) تو میں نے ان کو ہوائے نفس (یعنی بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔

لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا منتہائے مقصد دل پر اپنا زہر چڑھانا ہے جس کا ذکر باب اوّل فصل دوم کے نمبر ۱۴ پر گذر چکا اور یہ زہر جب ہی چڑھتا' جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہو ورنہ شیطان کی ذلت کیساتھ دل سے واپس ہونا پڑتا ہے اور اللہ کا ذکر دلوں کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ ہر چیز کیلئے ایک صفائی ہوتی ہے دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے۔ اسی طرح استغفار کے بارہ میں کثرت سے احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ دلوں کے مَیل اور زنگ کو دوُر کرنے والا ہے۔ ابو علی دقاقؒ کہتے ہیں کہ جب بندہ اخلاص سے لا الہ کہتا ہے تو ایک دم دِل صاف ہو جاتا ہے (جیسا آئینہ پر بھیگا ہوا کپڑا پھیرا جائے) پھر وہ الا اللہ کہتا ہے تو صاف دل پر اُس کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ شیطان کی ساری ہی کوشش بے کار ہوگئی اور ساری محنت رائیگاں گئی۔ ہوائے نفس سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ناحق کو حق سمجھنے لگے اور جو دل میں آ جائے اسی کو دین اور مذہب بنا لے۔ قرآن شریف میں کئی جگہ اس کی مذمّت وارد ہوئی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (سورۂ جاثیہ رکوع ۳)

(کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفس کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکو باوجود سمجھ بوُجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور آنکھ پر پردہ ڈالدیا (کہ حق بات کو نہ سُنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ دل میں اُترتی ہے) پس اللہ کے (گمراہ کر دینے کے) بعد کون ہدایت کر سکتا ہے پھر بھی تم نہیں سمجھتے) دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (سورۂ قصص رکوع ۵)

(ایسے شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بغیر اس کے کہ کوئی دلیل اللہ کی طرف سے (اُس کے پاس) ہو اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا) اور بھی متعدد جگہ اس قسم کا مضمون وارد ہوا یہ شیطان کا بہت ہی سخت حملہ ہے کہ وہ غیر دین کو دین کے لباس میں سمجھاوے اور آدمی اس کو دین سمجھ کر کرتا رہے اور اُس پر ثواب کا اُمیدوار بنا رہے۔ اور جب وہ اس کو عبادت اور دین سمجھ کر کر رہا ہے تو اس سے توبہ کیونکر کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص زنا کاری' چوری وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو تو کسی نہ کسی وقت توبہ اور چھوڑ دینے کی اُمید ہے' لیکن جب کسی ناجائز کام کو وہ عبادت سمجھتا ہے تو اس سے توبہ کیوں کرے اور کیوں اس کو چھوڑے بلکہ دن بدن اس میں ترقی کرے گا۔ یہی مطلب ہے شیطان کے اس کہنے کا کہ میں نے گناہوں میں مبتلا کیا لیکن ذکر اذکار توبہ استغفار سے وہ مجھے

دق کرتے رہے تو میں نے ایسے جال میں پھانس دیا کہ اس سے نکل ہی نہیں سکتے۔ اس لئے دین کے ہر کام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقہ کو اپنا رہبر بنانا بہت ہی ضروری امر ہے اور کسی ایسے طریقہ کو اختیار کرنا جو خلافِ سنت ہو۔ نیکی برباد گناہ لازم ہے۔ امام غزالیؒ نے حسن بصریؒ سے بھی نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ روایت پہنچی کہ شیطان کہتا ہے کہ میں نے اُمتِ محمدیہ ﷺ کے سامنے گناہوں کو زیب و زینت کے ساتھ پیش کیا مگر ان کے استغفار نے میری کمر توڑ دی تو میں نے ایسے گناہ ان کے پاس پیش کئے جن کو وہ گناہ ہی نہیں سمجھتے کہ اُن سے استغفار کریں اور وہ اَہواء یعنی بدعات ہیں کہ وہ ان کو دین سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہبؒ بن منبہ کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈر' تو شیطان کو مجمعوں میں لعنت کرتا ہے اور چپکے سے اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس سے دوستی کرتا ہے۔ بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ جیسے محسن کے احسانات معلوم ہونیکے بعد اور اُن کے اقرار کے بعد اس کی نافرمانی کی جائے اور شیطان کی دشمنی کے باوجود اس کی عیاری اور سرکشی معلوم ہونے کے باوجود اس کی اطاعت کی جائے۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تعلق مع اللہ کی حقیقت

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی قدس سرہٗ نے فرمایا:...... تعلق مع اللہ کیا چیز ہے اور کیسے حاصل ہوگا؟ تعلق مع اللہ کا ذریعہ تعلق مع الخلق ہے' پہلے مخلوق کے ہو جاؤ پھر خالق کے' اللہ تعالیٰ نے اپنے تعلق کے تمام آداب مخلوق کے ساتھ رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کے لئے خالق ہیں' رب ہیں۔ ارحم الراحمین ہیں' کارساز ہیں۔ تمام صفتیں مخلوق سے وابستہ ہیں۔ مخلوق کا حق ادا کرو۔ تعلق مع اللہ خود بخود حاصل ہوگا۔ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ آپ کس دن اپنا جلوہ دکھائیں گے؟ میں آپ کا منتظر ہوں۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں!
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آئیں گے' وعدہ کرلیا' اب حضرت عیسیٰ منتظر ہیں کہ اللہ میاں کب جلوہ نمائی فرماتے ہیں۔ کچھ عرصہ گزر گیا عرض کیا یا اللہ' میں تو بہت منتظر ہوں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں' میں تو آیا تھا مگر تم نے التفات ہی نہیں کیا تم سے ایک سائل نے سوال کیا تھا مگر تم نے اس کو رد کر دیا' وہ ہم ہی تو تھے اور تمہارے پڑوس میں ایک شخص بیمار تھا تو عیادت کو نہیں گئے' تم ہماری عیادت کو نہیں آئے کیونکہ وہ ہم ہی تھے تو معلوم ہوا کہ ان کے جلوے مخلوق میں نظر آتے ہیں۔ عالم خلق میں صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہے۔ جب تک صفات سے آشنا نہ ہوں گے ذات سے آشنا نہیں ہو سکتے اور ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ عالم خلق میں صفات کا ظہور اس طرح سے ہے کہ کہیں وہ تواب رحیم ہے' کہیں صفتِ خلقیت' کہیں ربوبیت ہے' کہیں گنہگاروں کے لئے ستاریت اور غفاریت کا پرتو ہے تو جو شخص صفات سے آشنا ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں ذات سے آشنا ہو جاتا ہے۔

صفات میں بڑی کشش ہے۔ حسن اگر ذات میں ہے تو صفات میں بھی ہے۔ حسن ایک چیز ہے جو اگر ذات سے تعلق رکھتا ہے تو صفات میں اس کے جلوے ہیں۔ سورج میں اگر روشنی ہے تو اس کے مظاہر بھی ہیں۔ ان میں بھی روشنی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ حسین و جمیل ہیں تو ان کے جمال کے بھی مظاہر ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی صفات کیسے معلوم ہوں گی؟ وہ اس طرح سے کہ اپنی ذات پر انعام الٰہیہ کو دیکھو کہ کس طرح حیرت انگیز طور پر ہم پر انعامات کی بارش ہو رہی ہے۔

توحیدورسالت پر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا یموت عبد یشهد ان لا اله الا اللہ وانی رسول اللہ یرجع ذلک الی قلب موقن الا دخل الجنة وفی روایة الا غفر اللہ له. (اخرجه احمد)

ترجمہ: حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی پکے دل سے شہادت دیتا ہو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ضرور اُس کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیں گے۔

تشریح: حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ خوشخبری سنو اور دوسروں کو بھی بشارت سُنا دو کہ جو شخص سچے دل سے **لا اله الا اللہ** کا اقرار کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ جل جلالہٗ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے اور اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت زیادہ اجروثواب رکھتا ہے۔ دنیا کے دکھاوے کے واسطے لوگوں کے خوش کرنے کیواسطے کوئی کام کیا جاوے وہ تو اُن کی سرکار میں بے کار ہے بلکہ کرنیوالے کے لئے وَبال ہے لیکن اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت کچھ رنگ لاتا ہے۔ اسلئے اخلاص سے جو شخص کلمہ شہادت پڑھے اس کی ضرور مغفرت ہوگی وہ ضرور جنت میں داخل ہوکر رہے گا اس میں ذرا بھی تردّد نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ دنوں سزا بھگت کر داخل ہو لیکن ضروری نہیں، کسی مخلص کا اخلاص مالکُ الملک کو پسند ہو اس کی کوئی خدمت ہی پسند آجائے تو وہ سارے ہی گناہوں کو معاف فرماسکتے ہیں۔ ایسی کریم ذات پر ہم نہ مرمٹیں کتنی سخت محرومی ہے بہرحال ان احادیث میں کلمہ طیبہ کے پڑھنے والے کیلئے بہت کچھ وعدے ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں۔ قواعد کے موافق گناہوں کی سزا کے بعد معافی اور کرم لطف احسان اور مراحم خسروانہ میں بلاعذاب معافی۔

یحییٰ بن اکثمؒ کا واقعہ

یحییٰ بن اکثمؒ ایک محدث ہیں۔ جب اُن کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا۔ اُن سے پوچھا۔ کیا گذری۔ فرمانے لگے کہ میری پیشی ہوئی۔ مجھ سے فرمایا۔ او گنہگار بوڑھے! تو نے فلاں کام کیا فلاں کیا میرے گناہ گنوائے گئے اور کہا گیا کہ تُو نے ایسے ایسے کام کئے۔ میں نے عرض کیا یا اللہ مجھے آپ کی طرف سے یہ حدیث نہیں پہنچی۔ فرمایا اور کیا حدیث پہنچی۔ عرض کیا۔ مجھ سے عبدالرزاقؒ نے کہا اُن سے معمرؒ نے کہا اُن سے زہریؒ نے کہا اُن سے عروہؓ نے کہا اُن سے حضرت عائشہؓ نے کہا اُن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُن سے حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا اُن سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو اور میں اسکو اس کے اعمال کی وجہ سے) عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں لیکن اس کے بُڑھاپے سے شرما کر معاف کردیتا ہوں اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ میں بوڑھا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ عبدالرزاقؒ نے سچ کہا اور معمرؒ نے بھی سچ کہا زہریؒ نے بھی سچ کہا عروہؓ نے بھی سچ نقل کیا عائشہؓ نے بھی سچ کہا اور نبیؐ نے بھی سچ کہا اور جبرئیلؑ نے بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچّی بات کہی۔ یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے جنت میں داخلہ کا ارشاد فرمادیا۔

بغیر حجاب کے اللہ تعالیٰ کو پہنچانے والی چیز

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کے لئے اللہ کے یہاں پہنچنے کیلئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر لا الہ الا اللہ اور باپ کی دُعا بیٹے کیلئے ان دونوں کیلئے کوئی حجاب نہیں۔

پردہ نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان چیزوں کے قبول ہونے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگتی اور اُمور کے درمیان میں قبول تک اور بھی واسطے حائل ہوتے ہیں لیکن یہ چیزیں براہِ راست بارگاہِ الٰہی تک فوراً پہنچتی ہیں۔

ایک بادشاہ کا واقعہ: ایک کافر بادشاہ کا قصّہ لکھا ہے کہ نہایت متشدد متعصب تھا اتفاق سے مسلمانوں کی ایک لڑائی میں گرفتار ہو گیا چونکہ مسلمانوں کو اس سے تکلیفیں بہت پہنچی تھی اس لئے انتقام کا جوش ان میں بھی بہت تھا اس کو ایک دیگ میں ڈال کر آگ پر رکھ دیا۔ اُس نے اوّل اپنے بتوں کو پکارنا شروع کیا اور مدد چاہی، جب کچھ بن نہ پڑا تو وہیں مسلمان ہوا اور لا الہ الا اللہ کا ورد شروع کیا، لگا تار پڑھ رہا تھا اور ایسی حالت میں جس خلوص اور جوش سے پڑھا جا سکتا ہے ظاہر ہے۔ فوراً اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے مدد ہوئی اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ ساری آگ بھی بجھ گئی، اور دیگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اس کے بعد زور سے آندھی چلی جس سے وہ دیگ اُڑی اور دُور کسی شہر میں جہاں سب ہی کافر تھے جا کر گری۔ یہ شخص لگا تار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا۔ لوگ اُس کے گرد جمع ہو گئے اور اعجوبہ دیکھ کر متحیّر تھے اس سے حال دریافت کیا اس نے اپنی سرگذشت سنائی جس سے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

اللہ کی رضا کیلئے کلمہ پڑھنے والے پر جہنم حرام ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نہیں آئے گا کوئی شخص قیامت کے دن کہ لا الہ الا اللہ کو اس طرح سے کہتا ہو کہ اللہ کی رضا کے سوا کوئی مقصود نہ ہو مگر جہنم اس پر حرام ہو گی۔

فائدہ: جو شخص اخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہا ہو اُس پر جہنم کی آگ حرام ہونا ظاہری قواعد کے موافق تو مقید ہے کبائر گناہ ہونے کیساتھ یا جہنم کے حرام ہونے سے اُسمیں ہمیشہ کا رہنا حرام ہے۔ لیکن اللہ جل شانہٗ اس پاک کلمہ کو اخلاص سے پڑھنے والے کو باوجود گناہوں کے بالکل ہی جہنم سے معاف فرما دیں تو کون روکنے والا ہے۔ احادیث میں ایسے بندوں کا بھی ذکر آتا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ بعض لوگوں کو فرمائیں گے تو نے فلاں گناہ کیا فلاں کیا۔ اس طرح جب بہت سے گناہ گنوائے جا چکیں گے اور وہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہو گیا اور اقرار کے بغیر چارۂ کار نہ ہو گا تو ارشاد ہو گا کہ ہم نے دنیا میں تیری ستاری کی آج بھی ستاری کرتے ہیں تجھے معاف کر دیا۔ اس نوع کے بہت سے واقعات احادیث میں موجود ہیں۔ اس لئے اُن ذاکرین کے لئے بھی اس قسم کا معاملہ ہو تو بعید نہیں ہے۔ اللہ کے پاک نام میں بڑی برکت اور بہبودی ہے اس لئے جتنی بھی کثرت ہو سکے دریغ نہ کرنا چاہیے۔ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ مبارک ہستیاں جنہوں نے اس پاک کلمہ کی برکات کو سمجھا اور اسکے ورد میں عمریں ختم کر دیں۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

موت کی تکلیف سے محفوظ رکھنے والا کلمہ

عن یحییٰ بن طلحة رضی اللہ عنه بن عبداللہ قال روی طلحة حرینا فقیل له مالک قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول انی لا علم کلمة لا یقولها عبد عند موته الا نفس اللہ عنه کربته واشرق لونه ورأی ما یسره وما منعنی ان اسأله عنها الا القدرة علیه حتی مات فقال عمر رضی اللہ عنه انی لا علمها قال فماهی قال لا نعلم کلمة هی اعظم من کلمة امربها عمه لا اله الا اللہ قال فهی واللہ هی. (اخرجه البیهقی)

ترجمہ: حضرت طلحہؓ کو لوگوں نے دیکھا کہ نہایت غمگین بیٹھے ہیں۔ کسی نے پوچھا کیا بات ہے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا تھا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ جو شخص مرتے وقت اس کو کہے تو موت کی تکلیف اس سے ہٹ جائے اور رنگ چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے مگر مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کلمہ کے پُوچھنے کی قدرت نہ ہوئی (اسکا رنج ہو رہا ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم ہے طلحہؓ (خوش ہوکر) کہنے لگے کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس سے بڑھا ہوا نہیں ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) پر پیش کیا تھا اور وہ یہ ہے لا الہ الا اللہ فرمایا واللہ یہی ہے واللہ یہی ہے۔

پانچ اندھیرے اور پانچ چراغ

تشریح: کلمہ طیّبہ کا سراسر نور و سرور ہونا بہت سی روایات سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نقل کیا ہے کہ اندھیرے پانچ ہیں اور پانچ ہی ان کیلئے چراغ ہیں۔ دنیا کی محبت اندھیرا ہے جس کا چراغ تقویٰ ہے اور گناہ اندھیرا ہے جس کا چراغ توبہ ہے اور قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور آخرت اندھیرا ہے جس کا چراغ نیک عمل ہے اور پُل صراط اندھیرا ہے جس کا چراغ یقین ہے۔ رابعہ عدویہؒ مشہور ولیّہ ہیں۔ رات بھر نماز میں مشغول رہتیں صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر سو رہتیں اور جب صبح کا چاندنا اچھی طرح ہوجاتا تو گھبرا اٹھتیں اور نفس کو ملامت کرتیں کہ کب تک سوتا رہیگا عنقریب قبر کا زمانہ آنیوالا ہے جس میں صور پھونکنے تک سونا ہی ہوگا۔ جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو ایک خادمہ کو وصیّت فرمائی کہ یہ ادنیٰ گدڑی جس کو وہ تہجد کے وقت پہنا کرتی تھیں اس میں مجھے کفن دے دینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ کرنا۔ چنانچہ حسبِ وصیت تجہیز و تکفین کردی گئی۔ بعد میں اُس خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت عُمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں اُس نے دریافت کیا کہ وہ آپ کی گدڑی کیا ہوئی جس میں کفن دیا گیا تھا فرمایا کہ لپیٹ کر میرے اعمال کے ساتھ رکھ دی گئی۔ انہوں نے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں کہا کہ اللہ کا ذکر جتنا بھی کرسکو کرتی رہو کہ اس کی وجہ سے تم قبر میں قابلِ رشک بن جاؤ گی۔

کلمہ نجات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) کے وصال کیوقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس قدر سخت صدمہ تھا کہ بہت سے مختلف طور کے وساوس میں مبتلا ہوگئے تھے۔ حضرت

عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا جو وساوس میں گھرے ہوئے تھے حضرت عمرؓ میرے پاس تشریف لائے مجھے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی (عثمان بھی بظاہر خفا ہیں کہ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب بھی نہ دیا) اسکے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمرؓ کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایسا نہیں کیا' حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے نہ سلام کا پتہ چلا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا سچ ہے ایسا ہی ہوا ہوگا غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہوگے میں نے عرض کیا واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کیا تھا میں نے عرض کیا حضورؐ کا وصال ہوگیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں۔ میں اُٹھا اور میں نے کہا' تم پر میرے ماں باپ قربان واقعی تم ہی زیادہ مستحق تھے اس کے دریافت کرنیکے (کہ دین کی ہر چیز میں آگے بڑھنے والے ہو) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ میں نے حضورؐ سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرلے جس کو میں نے اپنے چچا (ابوطالب پر اُنکے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا اور انہوں نے رد کردیا تھا وہی کلمہ نجات ہے۔

وفات حسرت آیات پر صحابہؓ کی پریشانی

وساوس میں مبتلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام اس وقت رنج وغم کی شدت میں ایسے پریشان ہوگئے تھے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر بہادر تلوار ہاتھ میں لیکر کھڑے ہوگئے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ کا وصال ہوگیا اس کی گردن اُڑادوں گا۔ حضورؐ نے اپنے رب سے ملنے تشریف لے گئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ طور پر تشریف لے گئے تھے۔ بعض صحابہؓ کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ دین اب ختم ہوچکا۔ بعض اس سوچ میں تھے کہ اب دین کے فروغ کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ بعض بالکل گم تھے کہ اُن سے بولا ہی نہیں جاتا تھا ایک ابوبکرؓ صدیق کا دم تھا جو حضورؐ کے ساتھ کمال عشق اور کمالِ محبت کے باوجود اس وقت ثابت قدم اور جمے ہوئے قدم سے کھڑے تھے۔ انہوں نے للکار کر خطبہ پڑھا جس میں وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ والی آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں ہیں جسے موت آ ہی نہ سکے) پس اگر وہ مرجائیں یا شہید ہوجائیں تو تم لوگ (دین سے) پھر جاؤ گے اور جو شخص (دین سے) پھر جائیگا وہ خدا کا تو کوئی نقصان نہیں کریگا (اپنا ہی کچھ کھودیگا) مختصر طور پر اس قصہ کو میں اپنے رسالہ حکایاتِ صحابہؓ میں لکھ چکا ہوں۔

دین کے کام کی نجات کا مطلب

آگے جو ارشاد ہے کہ اس کام کی نجات کیا ہے۔ اسکے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ دین کے کام تو بہت سے ہیں ان سب کاموں میں مدار کس چیز پر ہے کہ جس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو۔ اس مطلب کے موافق جواب ظاہر ہے کہ دین کا سارا مدار کلمہ شہادت پر ہے اور اسلام کی جڑ ہی کلمہ طیبہ ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کام یعنی دین میں دقتیں بھی پیش آتی ہیں وساوس بھی گھیرتے ہیں شیطان کی رخنہ اندازی بھی مستقل ایک مصیبت ہے دنیاوی ضروریات بھی اپنی طرف کھینچتی ہیں اس صورت میں مطلب ارشاد نبوی کا یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کی کثرت ان سب چیزوں کا علاج ہے کہ وہ اخلاص پیدا کرنیوالا ہے دلوں کا صاف کرنے والا ہے شیطان کی ہلاکت کا سبب ہے' جیسا کہ ان سب روایات میں اس کے اثرات بہت سے ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ **لا الہ الا اللہ** کا کلمہ اپنے پڑھنے والے سے ننانوے قسم کی بلائیں دُور کرتا ہے جن میں سب سے کم غم ہے، جو ہر وقت آدمی پر سوار رہتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

عزت وتقویٰ اور جہنم سے آزادی والا کلمہ

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی لا علم کلمۃ لا یقولھا عبد حقا من قلبہ الا حرم علی النار فقال لہ عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب انا احدثک ماھی ھی کلمۃ الاخلاص التی اعز اللّٰہ تبارک وتعالیٰ بھا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہؓ وھی کلمۃ التقوٰی التی الاص علیھا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمہ ابا طالب عند الموت شھادۃ ان لا الہ الا اللہ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا تھا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ، جو شخص اس کو حق سمجھ کر اخلاص کے ساتھ دل سے (یقین کرتے ہوئے) اس کو پڑھے تو جہنم کی آگ اُس پر حرام ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں بتاؤں وہ کلمہ کیا ہے۔ وہ وہی کلمہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور اس کے صحابہ کو عزت دی۔ وہ وہی تقویٰ کا کلمہ ہے۔ جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے ان کے انتقال کے وقت خواہش کی تھی۔ وہ شہادت ہے لا الہ الا اللہ کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کا واقعہ

تشریح: حضورؐ کے چچا ابو طالب کا قصہ حدیث تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں مشہور ومعروف ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو چونکہ ان کے احسانات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کثرت سے تھے اسلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے چچا!

لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے تا کہ مجھے قیامت کے دن آپ کی سفارش کا موقع مل سکے اور میں اللہ کے یہاں آپ کے اسلام کی گواہی دے سکوں۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ مجھے یہ طعنہ دیں گے کہ موت کے ڈر سے بھتیجے کا دین قبول کرلیا۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں اسوقت اس کلمہ کے کہنے سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا اس پر حضورؐ رنجیدہ واپس تشریف لائے۔ اسی قصہ میں قرآن پاک کی آیت **انک لا تھدی من احببت** (سورہ قصص رکوع ٦) نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں فرما سکتے بلکہ اللہ جسکو چاہے ہدایت کرتا ہے اس قصہ سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں، خدا اور اُس کے رسول سے بیگانہ رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی عزیز قریب بزرگ کی دعا سے بیڑا پار ہوجائے گا غلطی میں مبتلا ہیں کام چلانے والا صرف اللہ ہی ہے اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اُسی سے سچا تعلق قائم کرنا ضروری ہے البتہ اللہ والوں کی صحبت، انکی دعا، اُن کی توجہ معین ومددگار بن سکتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا سبب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے جنت وہ گناہ صادر ہوگیا (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دُعا واستغفار کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ) آسمان کی طرف مُنہ کیا اور عرض کیا یا اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی کہ محمد کون ہیں (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اُونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ وزاری

فائدہ: حضرت آدم علی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اسوقت کیا کیا دعائیں کیں اور کس کس طرح سے گڑگڑائے، اس بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اوران میں کوئی تعارض بھی نہیں جس پر مالک کی ناراضگی، آقا کی خفگی ہوئی ہو وہی جانتا ہے۔ ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ گذر جاتا ہے اور وہاں تو مالک الملک رزّاقِ عالم اور مختصر یہ کہ خدا کا عتاب تھا اور گذر کس پر رہی تھی اس شخص پر جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ اپنا مقرب بنایا۔ جو شخص جتنا ہی مقرب ہوتا ہے اتنا ہی عتاب کا اس پر اثر ہوتا ہے بشرطیکہ کمینہ نہ ہو اور وہ تو نبی تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے ہیں کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو اُن کے برابر نہیں ہوسکتا۔ چالیس برس تک سر اُوپر نہیں اٹھایا۔ حضرت بریدہؓ خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت آدمؑ کے رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جائے تو اُن کا رونا بڑھ جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر اُن کے آنسوؤں کو اُن کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جاوے تو اُنکے آنسو بڑھ جائینگے ایسی حالت میں کس کس طرح زاری فرمائی ہوگی ظاہر ہے

ع یاں لب، پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامُشی مری سب کے جواب میں

اس لئے جو روایات میں ذکر کیا گیا اُن سب کے مجموعہ میں کوئی اشکال نہیں۔ منجملہ اُن کے یہ بھی ہے کہ حضورؐ کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ دوسرا مضمون عرش پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ہونا یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

جنت میں دونوں طرف لکھی ہوئی تین سطریں

حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں، میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر میں **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا تھا دوسری سطر میں **ماقدمنا وجدنا وما اکلنا ربحنا وما خلفنا خسرنا** تھا (جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کردیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان رہا اور تیسری سطر میں تھا **امة مذنبة ورب غفور** (اُمت گناہ گار اور مالک بخشنے والا) ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب انکو توڑا جاتا ہے تو اُنکے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سُرخی سے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ملتا ہے میں نے اس قصّہ کو ابو یعقوبؒ شکاری سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا تعجب کی بات نہیں۔ میں نے ایلہ میں ایک مچھلی شکار کی تھی اس کے ایک کان پر **لا الہ الا اللہ** اور دوسرے پر **محمد رسول اللہ** لکھا ہوا تھا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اسم اعظم والی دو آیات

عن اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزیدبن السّکن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اسم اللہ الاعظم فی ھاتین الایتین والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم والم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم (اخرجہ احمد و ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت اسماءؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ اللہ کا سب سے بڑا نام (جو اسمِ اعظم کے نام سے عام طور سے مشہور ہے) ان دو آیتوں میں ہے (بشرطیکہ اخلاص سے بڑھی جائیں) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (سورہ بقرہ ع ۱۹) اور الٓمّٓ ۚ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۭ (سورہ آل عمران ع ۱)

تشریح: اسمِ اعظم کے متعلق روایاتِ حدیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے کہ جو دعا بھی اس کے بعد مانگی جاتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے۔

البتہ اسمِ اعظم کی تعیین میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور یہ عادت اللہ ہے کہ ہر ایسی مہتم بالشان چیز میں اخفاء کی وجہ سے اختلاف پیدا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ شب قدر کی تعیین میں، جمعہ کے دن میں دعا قبول ہونے کے خاص وقت میں اختلاف ہوا۔ اس میں بہت سی مصالح ہیں جن کو میں اپنے رسالہ فضائل رمضان میں لکھ چکا ہوں۔ اسی طرح اسمِ اعظم کی تعیین میں بھی مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کے یہ روایت بھی ہے جو اُوپر ذکر کی گئی۔ اور بھی روایات میں ان آیتوں کے متعلق ارشاد وارد ہوا ہے۔ حضرت انسؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ متمرد اور شری شیاطین پر ان دو آیتوں سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں وہ دو ۲ آیتیں وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے شروع ہیں۔ ابراہیمؒ بن وسمہ کہتے ہیں کہ مجنونانہ حالت نظر کے لئے ان آیات کا پڑھنا مفید ہے۔ جو شخص ان آیات کے پڑھنے کا اہتمام رکھے اس قسم کی چیزوں سے محفوظ رہے وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پوری آیت (س بقرہ رکوع ۱۹) اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۭ آیۃ الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخر آیت اور ان ربکم اللہ الذی خلق سے محسنین تک (س اعراف رکوع ۷) اور سورۂ حشر کی آخری آیتیں (ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو سے) ہمیں یہ بات پہنچی کہ سب آیات (جن کو گنوایا) عرش کے کونوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ اور ابراہیمؒ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچوں کو اگر ڈر لگتا ہو یا نظر کا اندیشہ ہو تو یہ آیات اُن کے لئے لکھ دیا کرو۔ علاّمہ شامیؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے نقل کیا ہے کہ اسمِ اعظم لفظ اللہ ہے اور لکھا ہے کہ یہی قول علاّمہ طحاویؒ اور بہت سے علماء سے نقل کیا گیا ہے اور اکثر عارفین (اکابر صوفیہ) کی یہی تحقیق ہے اسی وجہ سے انکے نزدیک ذکر بھی اسی پاک نام کا کثرت سے ہوتا ہے۔ سیّد الطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ سے بھی نقل کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ اسمِ اعظم اللہ ہے بشرطیکہ جب تو اس پاک نام کو لے تو تیرے دل میں اسکے سوا کچھ نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ عوام کیلئے اس پاک نام کو اس طرح لینا چاہیے کہ جب یہ زبان پر جاری ہو تو عظمت اور خوف کے ساتھ ہو اور خواص کیلئے اس طرح ہو کہ اس پاک نام والے کی ذات وصفات کا بھی استحضار ہو اور اخص الخواص کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پاک ذات کے سوا دل میں کوئی چیز بھی نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں بھی یہ مبارک نام اتنی کثرت سے ذکر کیا گیا کہ حد نہیں جس کی مقدار دو ہزار تین سو ساٹھ ۲۳۶۰ بتاتے ہیں شیخ اسمٰعیلؒ فرغانی کہتے ہیں کہ مجھے ایک

عرصہ سے اسمِ اعظم سیکھنے کی تمنا تھی مجاہدے، بہت کرتا تھا۔ کئی کئی دن فاقے کرتا حتیٰ کہ فاقوں کی وجہ سے بیہوش ہوکر گر جاتا۔ ایک روز میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے اور میرے قریب کھڑے ہو گئے۔ مجھے اُن کو دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ فرشتے معلوم ہوتے ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تو اسمِ اعظم سیکھنا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں بتا دیجئے۔ میں یہ گفتگو سن کر غور کرنے لگا۔ اُس نے کہا کہ وہ لفظ تو اللہ ہے۔ بشرطیکہ صدق لجا سے ہو۔ شیخ اسمٰعیلؒ کہتے ہیں کہ صدقِ لجا کا مطلب یہ ہے کہ کہنے والے کی حالت اسوقت ایسی ہو کہ جیسا کوئی شخص دریا میں غرق ہو رہا ہو اور کوئی بھی اُس کا بچانے والا نہ ہو تو ایسے وقت جس خلوص سے نام لیا جائیگا وہ حالت مراد ہے۔ اسمِ اعظم معلوم ہونے کیلئے بڑی اہلیت اور بڑے ضبط و تحمل کی ضرورت ہے۔ ایک بزرگ کا قصّہ لکھا ہے کہ ان کو اسمِ اعظم آتا تھا۔ ایک فقیر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے تمنا و استدعا کی کہ مجھے بھی سکھا دیجئے۔ اُن بزرگ نے فرمایا کہ تم میں اہلیت نہیں ہے۔ فقیر نے کہا کہ مجھ میں اسکی اہلیت ہے تو بزرگ نے فرمایا کہ اچھا فلاں جگہ بیٹھ جاؤ اور جو واقعہ وہاں پیش آوے اس کی مجھے خبر دو۔ فقیر اس جگہ گئے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص گدھے پر لکڑیاں لادے ہوئے آرہا ہے۔ سامنے سے ایک سپاہی آیا جس نے اس بوڑھے کو مار پیٹ کی اور لکڑیاں چھین لیں۔ فقیر کو اس سپاہی پر بہت غصّہ آیا۔ واپس آکر بزرگ سے سارا قصّہ سُنایا اور کہا کہ مجھے اگر اسمِ اعظم آجاتا تو اُس سپاہی کے لئے بددعا کرتا۔ بزرگ نے کہا کہ اس لکڑی والے ہی سے میں نے اسمِ اعظم سیکھا تھا۔

کلمہ طیبہ کی برکات

اس پاک کلمہ میں حق تعالیٰ شانہٗ نے کیا کیا برکات رکھی ہیں اس کا معمولی سا اندازہ اتنی ہی بات سے ہو جاتا ہے کہ سو۱۰۰ برس کا بوڑھا جس کی تمام عمر کفر و شرک میں گذری ہو ایک مرتبہ اس پاک کلمہ کو ایمان کے ساتھ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے اور عمر بھر کے سارے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اگر گناہ بھی کیئے ہوں تب بھی اس کلمہ کی برکت سے کسی نہ کسی وقت جہنم سے ضرور نکلے گا۔ حضرت حذیفہؓ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار ہیں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ (ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے) کہ اسلام دھندلا رہ جائیگا جیسے کپڑے کے نقش و نگار (پُرانے ہوجانے سے) دُھندلے ہو جاتے ہیں کہ نہ کوئی روزہ کو جانے گا نہ حج کو نہ زکوٰۃ کو' آخر ایک رات ایسی ہوگی کہ قرآنِ پاک بھی اُٹھا لیا جائیگا کوئی آیت اُس کی باقی نہ رہے گی۔ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں یہ کہیں گی کہ ہم نے اپنے بڑوں کو کلمہ **لا اله الا الله** پڑھتے سُنا تھا ہم بھی اُسی کو پڑھیں گے۔ حضرت حذیفہؓ کے ایک شاگرد نے عرض کیا کہ جب زکوٰۃ حج روزہ کوئی رکن نہ ہوگا تو یہ کلمہ ہی کیا کام دے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے سکوت فرمایا۔ انہوں نے پھر یہی عرض کیا۔ تیسری مرتبہ میں حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ (کسی نہ کسی وقت) جہنم سے نکالے گا' جہنم سے نکالیگا جہنم سے نکالے گا' یعنی ارکانِ اسلام کے ادا نہ کرنے کا عذاب بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت اس کلمہ کی برکت سے نجات پائیگا۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو نصیحت

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی علیہ جبۃ من طیالسۃ مکفوفۃ بالدیباج فقال ان صاحبکم ھذا یرید یرفع کل راع وابن راع ویضع کل فارس وابن فارس (اخرجہ الحاکم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص گاؤں کا رہنے والا آیا جو ریشمی جبہ پہن رہا تھا اور اس کے کناروں پر دیبا کی گوٹ تھی (صحابہؓ سے خطاب کر کے) کہنے لگا کہ تمہارے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ ہر چرواہے (بکری چرانے والا) اور چرواہے زادے کو بڑھا دیں اور شہسوار اور شہسواروں کی اولاد کو گرا دیں حضورؐ ناراضگی سے اُٹھے اور اس کے کپڑوں کو گریبان سے پکڑ کر ذرا کھینچا اور ارشاد فرمایا کہ (تو ہی بتا) تو بیوقوفوں کے سے کپڑے نہیں پن رہا ہے پھر اپنی جگہ واپس آ کر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں (آخری) وصیت کرتا ہوں جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں اور ۲ دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں۔ جن سے روکتا ہوں ایک شرک ہے دوسرا تکبّر اور جن چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایک لا الہ الا اللہ ہے کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اگر سب ایک پلڑے میں رکھدیا جائے اور دوسرے میں (اخلاص سے کہا ہوا) لا الہ الا اللہ رکھدیا جائے تو وہی پلڑا جھک جائے گا اور اگر تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک حلقہ بنا کر اس پاک کلمہ کو اس پر رکھ دیا جائے تو وزن سے ٹوٹ جائے اور دوسری چیز جس کا حکم کرتا ہوں وہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے کہ یہ دو لفظ ہر مخلوق کی نماز ہیں اور انہیں کی برکت سے ہر چیز کو رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔

ظاہر سے باطن پر استدلال

تشریح: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑوں کے متعلق ارشاد فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر سے باطن پر استدلال کیا جاتا ہے۔ جس شخص کا ظاہر حال خراب ہے اُس کے باطن کا حال بھی بظاہر ویسا ہی ہے اسلئے ظاہر کو بہتر رکھنے کی سعی کی جاتی ہے کہ باطن اس کے تابع ہوتا ہے۔ اسی لئے صوفیہ کرام ظاہری طہارت وغیرہ کا اہتمام کراتے ہیں تا کہ باطن کی طہارت حاصل ہو جائے۔ جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں اجی باطن اچھا ہونا چاہیے ظاہر چاہے کیسا ہی ہو صحیح نہیں، باطن کا اچھا ہونا مستقل مقصود ہے اور ظاہر کا بہتر ہونا مستقل۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ' **اللھم اجعل سریرتی خیرا من علانیتی واجعل علانیتی صالحۃ** (اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے زیادہ بہتر بنا اور میرے ظاہر کو صالح اور نیک بنا دے) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا تعلیم فرمائی ہے۔

مرتے وقت کلمہ پڑھنے والے کیلئے جنت اور زندہ کیلئے گناہوں کا خاتمہ:

حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رنجیدہ سے ہو کر حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ میں

تمہیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ گزشتہ شب میرے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو گیا میں نزع کی حالت میں ان کے پاس بیٹھا تھا (اس منظر سے طبیعت پر اثر ہے) حضورؐ نے فرمایا تم نے اس کو لا الہ الا اللہ کی تلقین بھی کی تھی؟ عرض کیا کی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تھا عرض کیا کہ پڑھ لیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ جنت اس کے لئے واجب ہو گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ زندہ لوگ اس کلمہ کو پڑھیں تو کیا ہو۔ حضورؐ نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ کلمہ ان کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے)

میت اور قبر کے قریب کلمہ پڑھنا:

مقابر میں اور میت کے قریب کلمہ طیبہ پڑھنے کے متعلق بھی کثرت سے احادیث میں ارشاد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے لاالہ الا اللہ پڑھا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ میری امت کا شعار (نشان) جب وہ پل صراط پر چلیں گے تو لا الہ الا انت ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کا نشان لا الہ الا اللہ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے اندھیروں میں ان کا نشان لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ہوگا۔

کثرت سے کلمہ پڑھنے کی برکتوں کا ظہور:

لاالہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھنے کی برکتیں مرنے سے پہلے بھی بسا اوقات نزع کے وقت سے محسوس ہو جاتی ہیں اور بعض اللہ کے بندوں کو اس سے بھی پہلے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ابو العباسؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلہ میں بیمار پڑا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ بہت سے پرند بڑے بڑے اور مختلف رنگ کے سفید، سرخ، سبز ہیں جو ایک ہی دفعہ سب کے سب پر سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی مرتبہ کھول دیتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں بڑے بڑے طباق ڈھکے ہوئے ہیں جن کے اندر کچھ رکھا ہوا ہے۔ میں اس سب کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ موت کے تحفے ہیں۔ میں جلدی جلدی کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا۔ یہ ایک اور مومن کیلئے تحفہ ہے جسکا وقت آ گیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو فرمایا مجھے بٹھا دو، لوگوں نے بٹھا دیا۔ پھر فرمایا۔ (یا اللہ) تو نے مجھے بہت سے کاموں کا حکم فرمایا مجھ سے اس میں کوتاہی ہوئی، تو نے مجھے بہت سی باتوں سے منع فرمایا مجھ سے اس میں نافرمانی ہوئی۔ تین مرتبہ یہی کہتے رہے اس کے بعد فرمایا لیکن لاالہ الا اللہ یہ فرما کر ایک جانب غور سے دیکھنے لگے۔ کسی نے پوچھا کیا دیکھتے ہو فرمایا کچھ سبز چیزیں ہیں نہ وہ آدمی ہیں نہ جن۔ اس کے بعد انتقال فرمایا۔ زبیدہؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اس سے پوچھا کیا گزری۔ اس نے کہا ان چار کلموں کی بدولت میری مغفرت ہو گئی۔ لاالہ الا اللہ افنی بھا عمری، لاالہ الا اللہ ادخل بھا قبری، لا الہ الا اللہ اخلوبھا وحدی لا الہ الا اللہ القی بھا ربی. (لا الہ الا اللہ کے ساتھ اپنی عمر کو ختم کرونگی اور لاالہ الا اللہ ہی کو قبر میں لے کر جاؤں گی اور لا الہ الا اللہ ہی کے ساتھ تنہائی کا وقت گزاروں گی اور لاالہ الا اللہ ہی کو لے کر اپنے رب کے پاس جاؤں گی۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

گناہ کے کفارہ کے لئے نیکی کرنا

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ اوصنی قال اذا عملت سیئة فاتبعھا حسنة تمحھا قلت یارسول اللہ امن الحسنات لاالہ الا اللہ قال ھی افضل الحسنات (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ جب کوئی برائی سرزد ہوجائے تو کفارہ کے طور پر فوراً کوئی نیک کام کرلیا کرو (تاکہ برائی کی نحوست دھل جائے) میں نے عرض کیا یارسول اللہ لاالہ الا اللہ پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔

تشریح: برائی اگر گناہ صغیرہ ہے تو نیکی سے اس کا محو ہو جانا اور مٹ جانا ظاہر ہے اور اگر کبیرہ ہے تو قواعد کے موافق توبہ سے محو ہوسکتی ہے یا محض اللہ کے فضل سے جیسا بھی گزر چکا ہے بہرصورت محو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ گناہ نہ اعمالنامہ میں رہتا ہے نہ کہیں اس کا ذکر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ وہ گناہ کراماً کاتبین کو بھلا دیتے ہیں اور اس گناہ گار کے ہاتھ پاؤں کو بھی بھلا دیتے ہیں اور زمین کے اس حصہ کو بھی جس پر وہ گناہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ کوئی بھی اس گناہ کی گواہی دینے والا نہیں رہتا۔ گواہی کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں آدمی کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے دوسرے حصے نیک یا بد اعمال جو بھی کئے ہوں ان کی گواہیاں دیں گے حدیث بالا کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں۔ یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ توبہ اسکو کہتے ہیں کہ جو گناہ ہو چکا اس پر انتہائی ندامت اور شرم ہو اور آئندہ کیلئے پکا ارادہ ہو کہ پھر کبھی اس گناہ کو نہیں کرونگا۔ ایک دوسری حدیث میں حضور کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور ایسے اخلاص سے عمل کیا کر جیسا کہ وہ پاک ذات تیرے سامنے ہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر اور اللہ کی یاد ہر پتھر اور ہر درخت کے قریب کر (تاکہ بہت سے گواہ قیامت کے دن ملیں) اور جب کوئی برائی ہو جائے تو اس کے کفارہ میں کوئی نیکی کیا کر۔ اگر برائی مخفی کی ہے تو نیکی بھی مخفی ہو اور اگر برائی کو علی الاعلان کیا ہے تو اسکے کفارہ میں نیکی بھی علی الاعلان ہو۔

چالیس ہزار نیکیاں:

حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص **لاالہ الا اللہ واحدا احد صمدالم یتخذ صاحبة ولا ولدا ولم یکن لہ کفوا احد** کو دس مرتبہ پڑھے گا چالیس ہزار نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی۔

فائدہ: کلمہ طیبہ کی خاص خاص مقدار پر بھی حدیث کی کتابوں میں بڑی فضیلتیں ذکر فرمائی گئی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے جب تم فرض نماز پڑھا کرو تو ہر فرض کے بعد دس مرتبہ **لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر.** پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے ایک غلام آزاد کیا۔

بیس لاکھ نیکیاں:

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص **لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ احدا صمدا لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ**

کفوا احد. پڑھے اس کے لئے بیس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔

انعام واحسان کی بارش

کس قدر اللہ جل شانہ کی طرف سے انعام واحسان کی بارش ہے کہ ایک معمولی سی چیز کے پڑھنے پر جس میں نہ مشقت نہ وقت خرچ ہو پھر بھی ہزار ہزار لاکھ لاکھ نیکیاں عطا ہوتی ہیں لیکن ہم لوگ اس قدر غفلت اور دنیاوی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ان الطاف کی بارشوں سے کچھ بھی وصول نہیں کرتے۔ اللہ جل شانہ کے یہاں ہر نیکی کے لئے کم از کم دس گنا ثواب تو متعین ہی ہے۔ بشرطیکہ اخلاص سے ہو۔ اس کے بعد اخلاص ہی کے اعتبار سے ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اسلام لانے سے جتنے گناہ حالت کفر میں کئے ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں اس کے بعد پھر حساب ہے، ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات سو تک اور جہاں تک اللہ چاہیں لکھی جاتی ہے۔ اور برائی ایک ہی لکھی جاتی ہے اور اگر اللہ جل شانہ اس کو معاف فرما دیں تو وہ بھی نہیں لکھی جاتی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو صرف ارادہ سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں سات سو تک اور اس کے بعد جہاں تک اللہ تعالیٰ شانہ چاہیں لکھی جاتی ہیں۔ اس قسم کی اور بھی احادیث بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کے یہاں دینے میں کمی نہیں کوئی لینے والا ہو، یہی چیز اللہ والوں کی نگاہ میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی ان کو نہیں لبھا سکتی۔ **اللھم اجعلنی منھم**

اعمال کی اور آدمیوں کی اقسام:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال چھ طریقے کے ہیں اور آدمی چار طریقے کے۔ دو عمل تو واجب کرنیوالے ہیں اور دو برابر سرابر اور ایک دس گنا اور ایک سات سو گنا۔ دو عمل جو واجب کرنیوالے ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ شرک نہ کرتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ دوسرے جو شخص شرک کی حالت میں مرے ضرور جہنم جائے گا اور جو عمل برابر سرابر ہے۔ وہ نیکی کا ارادہ ہے کہ دل اس کے لئے پختہ ہو گیا مگر اس عمل کی نوبت نہ آئی ہو اور دس گنا اجر ہے اگر عمل بھی کر لے اور اللہ کے راستہ میں جہاد وغیرہ میں) خرچ کرنا سات سو درجہ کا اجر رکھتا ہے اور گناہ اگر کرے تو ایک کا بدلہ ایک ہی ہے اور چار قسم کے آدمی یہ ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن پر دنیا میں وسعت ہے آخرت میں تنگی ہے، بعض ایسے ہیں جن پر دنیا میں تنگی ہے آخرت میں وسعت، بعض ایسے ہیں کہ جن پر دونوں جگہ تنگی ہے (کہ دنیا میں فقر آخرت میں عذاب ہے) بعض ایسے ہیں کہ دونوں جہان میں وسعت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی کا سوال

ایک شخص حضرت ابو ہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے سنا ہے آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ بعض نیکیوں کا بدلہ دس لاکھ گنا عطا فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے میں نے خدا کی قسم ایسا ہی سنا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بعض نیکیوں کا ثواب بیس لاکھ تک ملتا ہے اور جب حق تعالیٰ شانہ یُضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ارشاد فرمائیں (اس کے ثواب کو بڑھاتے ہیں اور اپنے پاس سے بہت سا اجر دیتے ہیں) جس چیز کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم فرمائیں اسکی مقدار کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ثواب کی اتنی بڑی مقداریں جب ہی ہو سکتی ہیں جب ان الفاظ کے معانی کا تصور اور لحاظ کر کے پڑھے کہ یہ اللہ تعالیٰ شانہ کی اہم صفات ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جنت کے آٹھوں دروازوں کا کھلنا

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما منکم من احد یتوضاء فیبلغ اوفیسبغ الوضوء ثم یقول اشھد ان لا الہ لا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الا نتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ یدخل من ایھا شاء (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے) پھر یہ دعا پڑھے۔ **اشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ** اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے دل چاہے داخل ہو۔

تشریح: جنت میں داخل ہونے کے لئے ایک دروازہ بھی کافی ہے پھر آٹھوں کا کھل جانا یہ غایت اعزاز واکرام کے طور پر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور ناحق کسی کا خون نہ کیا ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

قیامت کے دن چودہویں کے چاند جیسا چہرہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہوسکتا ہے جو اس سے زیادہ پڑھے۔

متعدد آیات وروایات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ **لاالہ الا اللہ** دل کے لئے بھی نور ہے اور چہرے کے لئے بھی نور ہے اور یہ تو مشاہدہ بھی ہے کہ جن اکابر کا اس کلمہ کی کثرت معمول ہے ان کا چہرہ دنیا ہی میں نورانی ہوتا ہے۔

ہر قسم کے گناہ سے حفاظت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ کو شروع میں جب وہ بولنا سیکھنے لگے لا الہ الا اللہ یاد کراؤ اور جب مرنے کا وقت آئے جب بھی لا الہ الا اللہ تلقین کرو جس شخص کا اول کلمہ لا الہ الا اللہ ہو اور آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہو وہ ہزار برس بھی زندہ رہے تو (ان شاء اللہ) کسی گناہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوگا (یا اس وجہ سے کہ گناہ صادر نہ ہوگا یا اگر صادر ہوا تو توبہ وغیرہ سے معاف ہوجائے گا یا اس وجہ سے کہ اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے معاف فرمائیں گے)

مرنے والے کو تلقین:

تلقین اس کو کہتے ہیں کہ مرتے وقت آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھا جائے تاکہ اس کو سن کر وہ بھی پڑھنے لگے اس پر اس وقت جبر یا تقاضا نہیں کرنا چاہیے کہ وہ شدت تکلیف میں ہوتا ہے اخیر وقت میں کلمہ تلقین کرنے کا حکم اور بھی بہت سی احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے۔ متعدد حدیثوں میں یہ بھی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہوئی ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت **الا الہ الا اللہ** نصیب ہو جائے اسکے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے سیلاب کی وجہ سے تعمیر۔ بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت یہ مبارک کلمہ نصیب ہوجاتا ہے تو پچھلی خطائیں معاف ہوجاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ منافق کو اس کلمہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے مردوں کو **لاالہ الا اللہ** کا توشہ دیا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں

تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے اس سے حساب معاف ہے۔
ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے مرنے کے وقت ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے جو شیطان کو دور کردیتا ہے اور مرنے والے کو لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ تلقین کرتا ہے۔
ایک بات کثرت سے تجربہ میں آئی ہے کہ اکثر و بیشتر تلقین کا فائدہ جب ہی ہوتا ہے کہ زندگی میں بھی اس کلمہ پاک کی کثرت رکھتا ہو۔ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ بھس فروخت کیا کرتا تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو لوگ اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ کہتا تھا کہ یہ گٹھا اتنے کا ہے اور یہ اتنے کا ہے اس طرح اور بھی متعدد واقعات ہیں اور مشاہدہ میں بھی آتے ہیں۔

بعض دفعہ کسی گناہ کی وجہ سے مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا:

بسا اوقات کسی گناہ کا کرنا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب نہیں ہوتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ افیون کھانے میں ستر نقصان ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔ اس کے بالمقابل مسواک میں ستر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ یاد آتا ہے۔ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ شہادت تلقین کیا گیا وہ کہنے لگا کہ اللہ سے دعا کرو میری زبان سے نکلتا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا میں تولنے میں بے احتیاطی کرتا تھا۔ ایک دوسرے شخص کا قصہ ہے کہ جب اس کو تلقین کی گئی تو کہنے لگا کہ مجھ سے کہا نہیں جاتا۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ ایک عورت مجھ سے تولیہ خریدنے آئی تھی مجھے اچھی لگی میں اس کو دیکھتا رہا اور بھی بہت سے واقعات اس نوع کے ہیں جن میں سے بعض تذکرہ قرطبیہ میں بھی لکھے ہیں۔ بندہ کا کام ہے کہ گناہوں سے توبہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ شانہ سے توفیق کی دعا کرتا رہے۔

کلمہ طیبہ سے کوئی عمل بڑھ نہیں سکتا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ سے نہ کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔
کسی عمل کا اس سے نہ بڑھ سکنا تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جو بغیر کلمہ طیبہ پڑھے کارآمد ہوسکتا ہے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض ہر عمل ایمان کا محتاج ہے۔ اگر ایمان ہے تو وہ اعمال بھی مقبول ہوسکتے ہیں۔ ورنہ نہیں اور کلمہ طیبہ جو خود ایمان لانا ہی ہے وہ کسی عمل کا بھی محتاج نہیں۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص فقط ایمان رکھتا ہو اور ایمان کے علاوہ وہ کوئی عمل صالح نہ ہو تو بھی وہ کسی نہ کسی وقت ان شاء اللہ جنت میں ضرور جائے گا اور جو شخص ایمان نہ رکھتا ہو خواہ وہ کتنے ہی پسندیدہ اعمال کرے نجات کے لئے کافی نہیں۔
دوسرا جزو کسی گناہ کو نہ چھوڑنا ہے اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ جو شخص آخری وقت میں مسلمان ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد فوراً ہی مر جائے تو ظاہر ہے کہ اس ایمان لانے سے پہلے کفر کی حالت میں جتنے گناہ کئے تھے وہ سب بالاجماع جاتے رہے اور اگر پہلے سے پڑھنا مراد ہو تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ دلوں کی صفائی اور صیقل ہونے کا ذریعہ ہے۔ جب اس پاک کلمہ کی کثرت ہوگی تو دل کی صفائی کی وجہ سے توبہ کئے بغیر چین ہی نہ پڑے گا اور آخرکار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو سونے کے وقت اور جاگنے کے وقت لاالہ الا اللہ کا اہتمام ہو اسکو دنیا بھی اور آخرت پر مستعد کریگی اور مصیبت سے اس کی حفاظت کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ایمان کا سب سے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الایمان بضع و سبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله و ادناها اماطة الاذی عن الطریق الحیاء شعبة من الایمان (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ستتر آئی ہیں) ان میں سے افضل لا الہ الا اللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ، لکڑی، کانٹے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے اور حیا بھی (ایک خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا۔

حیاء کی خصوصیت:

تشریح: حیا کو خصوصی اہتمام کی وجہ سے ذکر فرمایا کہ یہ بہت سے گناہوں زنا، چوری، فحش گوئی، ننگا ہونا، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کا سبب ہے۔ اس طرح رسوائی کے خیال سے بہت سے نیک کام کرنے ضروری ہو جاتے ہیں۔ بلکہ دنیا اور آخرت کی شرم سارے ہی نیک کاموں پر ابھارتی ہے۔ نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ تو ظاہر ہیں اسی طرح سے اور بھی تمام احکام بجالانے کا سبب ہے۔ اسی وجہ سے مثل مشہور ہے "توبیحیا باش و ہر چہ خواہی کن" تو بے غیرت ہو جا پھر جو چاہے کر۔ اس معنی میں صحیح حدیث بھی وارد ہے۔ **اذالم تستحی فاصنع ماشئت** جب تو حیادار نہ رہے تو پھر جو چاہے کر کہ ساری فکر غیرت اور شرم ہی کی ہے اگر حیا ہے تو یہ خیال بھی ضروری ہے کہ نماز نہ پڑھوں گا تو آخرت میں کیا منہ دکھلاؤں گا اور شرم نہیں ہے تو پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی کہہ کر کیا کرے گا۔

حدیث شریف کا مصداق

اس حدیث شریف میں ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اس بارے میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور متعدد روایات میں ستتر کا عدد آیا ہے اسی لئے ترجمہ میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ اس ستتر کی تفصیل میں علماء نے بہت سی مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔ امام ابو حاتم بن حبان فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کا مطلب ایک مدت تک سوچتا رہا۔ جب عبادتوں کو گنتا تو وہ ستتر سے بہت زیادہ ہو جاتیں۔ احادیث کو تلاش کرتا اور حدیث شریف میں جن چیزوں کو خاص طور سے ایمان کی شاخوں کے ذیل میں ذکر کیا ہے ان کو شمار کرتا تو وہ اس عدد سے کم ہو جاتیں میں قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوا اور قرآن شریف میں جن چیزوں کو ایمان کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ ان کو شمار کیا تو وہ بھی اس عدد سے کم تھیں تو میں نے قرآن اور حدیث شریف دونوں کو جمع کیا اور دونوں میں جن چیزوں کو ایمان کا جزو قرار دیا ان کو شمار کر کے جو چیزیں دونوں میں مشترک تھا۔ ان کو ایک ایک عدد شمار کر کے میزان دیکھی تو دونوں کا مجموعہ مکررات کو نکال کر اس عدد کے موافق ہو گیا تو میں سمجھا کہ حدیث شریف کا مفہوم یہی ہے۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے ان شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اجتہاد سے ان تفصیلات کے مراد ہونے کا حکم لگایا ہے۔ حالانکہ اس مقدار کی خصوصی تفصیل نہ معلوم ہونے سے ایمان میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا

جبکہ ایمان کے اصول وفروغ سارے بالتفصیل معلوم ومحقق ہیں۔ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اس تعداد کی تفصیل اللہ کے اور اسکے رسولؐ کے علم میں ہے اور شریعت مطہرہ میں موجود ہے تو اس تعداد کے ساتھ تفصیل کا علم نہ ہونا کچھ مضر نہیں۔

ایمان کی شاخوں کی تفصیل

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاخوں میں سب سے اعلیٰ توحید یعنی کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ کو قرار دیا ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ایمان میں سب سے اوپر اس کا درجہ ہے اس سے اوپر اور کوئی چیز ایمان کی شاخ نہیں ہے جس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اصل توحید ہے جو ہر مکلّف پر ضروری ہے اور سب سے نیچے دفع کرنا ہے اس چیز کا جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو۔ باقی سب شاخیں ان کے درمیان ہیں جن کی تفصیل معلوم ہونا ضروری نہیں۔ اجمالاً ان پر ایمان لانا کافی ہے جیسا کہ سب فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن ان کی تفصیل اور ان کے نام ہم نہیں جانتے لیکن ایک جماعت محدثین نے ان سب شاخوں کی تفصیل میں مختلف تصانیف فرمائی ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اول تصدیق قلبی یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا دوسرے زبان کا اقرار وعمل۔ تیسرے بدن کے اعمال یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصوں پر منقسم ہیں۔ اول وہ جن کا تعلق نیت واعتقاد اور عمل قلبی سے ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے۔ تیسرے وہ جن کا تعلق باقی حصہ بدن سے ہے۔ ایمان کی جملہ چیزیں ان تین میں داخل ہیں۔

پہلی قسم: جو تمام عقائد کو شامل ہے اس کا خلاصہ تیس چیزیں ہیں۔

(۱) اللہ پر ایمان لانا جس میں اس کی ذات، اس کی صفات پر ایمان لانا داخل ہے اور اس کا یقین بھی کہ وہ پاک ذات ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مثل ہے۔

(۲) اللہ کے ماسوا سب چیزیں بعد کی پیداوار ہیں۔ ہمیشہ سے وہی ایک ذات ہے۔

(۳) فرشتوں پر ایمان لانا۔

(۴) اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں پر ایمان لانا۔

(۵) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا۔

(۶) تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلی ہو یا بری سب اللہ کی طرف سے ہے۔

(۷) قیامت کے حق ہونے پر ایمان لانا جس میں قبر کا سوال جواب، قبر کا عذاب، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حساب ہونا، اعمال کا تلنا اور پل صراط پر گزرنا سب ہی داخل ہے۔

(۸) جنت کا یقین ہونا اور یہ کہ مومن ان شاء اللہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

(۹) جہنم کا یقین ہونا اور یہ کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ شانہ سے محبت رکھنا۔

(۱۱) اللہ کے واسطے دوسروں سے محبت رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے بغض رکھنا (یعنی اللہ والوں سے محبت رکھنا اور اس کی نافرمانی کرنیوالوں سے بغض رکھنا) اور اسی میں داخل ہے۔ صحابہ کرامؓ بالخصوص مہاجرین اور انصار کی محبت اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔

(۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنا جس میں آپ کی تعظیم بھی آ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

شریف پڑھنا بھی اور آپ کی سنتوں کا اتباع کرنا بھی داخل ہے۔
(۱۳) اخلاص جس میں ریا نہ کرنا اور نفاق سے بچنا بھی داخل ہے۔
(۱۴) توبہ یعنی دل سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد
(۱۵) اللہ کا خوف۔
(۱۶) اللہ کی رحمت کا امیدوار ہونا
(۱۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا
(۱۸) شکر گزاری (۱۹) وفا (۲۰) صبر
(۲۱) تواضع جس میں بڑوں کی تعظیم بھی داخل ہے۔
(۲۲) شفقت ورحمت جس میں بچوں پر شفقت کرنا بھی داخل ہے
(۲۳) مقدر پر راضی ہونا (۲۴) توکل
(۲۵) خود بینی اور خود ستائی کا چھوڑنا جس میں اصلاحِ نفس بھی داخل ہے
(۲۶) کینہ اور خلش نہ رکھنا جس میں حسد بھی داخل ہے
(۲۷) عینی میں یہ نمبر رہ گیا ہے میرے خیال میں اس جگہ حیا کرنا ہے جو کاتب کی غلطی سے رہ گیا ہے۔
(۲۸) غصہ نہ کرنا
(۲۹) فریب نہ دینا جسمیں بدگمانی نہ کرنا اور کسی کے ساتھ مکر نہ کرنا بھی داخل ہے
(۳۰) دنیا کی محبت دل سے نکال دینا جس میں مال کی ور جاہ کی محبت بھی داخل ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امور بالا میں دل کے تمام اعمال داخل ہیں۔ اگر کوئی چیز بظاہر خارج معلوم ہو تو وہ غور سے ان نمبروں میں سے کسی نہ کسی نمبر میں داخل ہوگی۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔
اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔
اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔
اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔
اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔
اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ایمان کا سب سے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الایمان بضع و سبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق الحیاء شعبة من الایمان (رواہ ابن ماجه)

ترجمہ: حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ستتر آئی ہیں) ان میں سے افضل لا الہ الا اللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ، لکڑی، کانٹے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے اور حیا بھی (ایک خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا۔

دوسری قسم: زبان کا عمل تھا اس کے سات شعبے ہیں

(۱) کلمہ طیبہ کا پڑھنا

(۲) قرآن پاک کی تلاوت کرنا

(۳) علم سیکھنا (۴) علم دوسروں کو سکھانا

(۵) دعا کرنا (۶) اللہ کا ذکر جس میں استغفار بھی داخل ہے

(۷) لغو باتوں سے بچنا۔

تیسری قسم: باقی بدن کے اعمال ہیں یہ کل چالیس ہیں جو تین حصوں پر منقسم ہیں۔

پہلا حصہ: اپنی ذاتوں سے تعلق رکھتا ہے یہ سولہ شاخیں ہیں۔

(۱) پاکی حاصل کرنا جس میں بدن کی پاکی، کپڑے کی پاکی، مکان کی پاکی سب ہی داخل ہیں اور بدن کی پاکی میں وضو بھی داخل ہے اور حیض ونفاس اور جنابت کا غسل بھی

(۲) نماز کی پابندی کرنا اس کو قائم کرنا جس میں فرض نفل ادا قضا سب داخل ہے

(۳) صدقہ جس میں زکوٰۃ صدقہ فطر وغیرہ بھی داخل ہے اور بخشش کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا، مہمان کا اکرام کرنا اور غلاموں کا آزاد کرنا بھی داخل ہے

(۴) روزہ فرض ہو یا نفل

(۵) حج کرنا فرض ہو یا نفل اور اسی میں عمرہ بھی داخل ہے اور طواف بھی

(۶) اعتکاف کرنا جسمیں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا بھی داخل ہے

(۷) دین کی حفاظت کے لئے گھر چھوڑنا جسمیں ہجرت بھی داخل ہے

(۸) نذر کا پورا کرنا (۹) قسموں کی نگہداشت رکھنا

(۱۰) کفاروں کا ادا کرنا

(۱۱) ستر کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھانکنا

(۱۲) قربانی کرنا اور قربانی کے جانوروں کی خبر گیری کرنا اور ان کا اہتمام کرنا

(۱۳) جنازہ کا اہتمام کرنا اسکے جملہ امور کا انتظام کرنا

(۱۴) قرض کا ادا کرنا (۱۵) معاملات کا درست کرنا سود سے بچنا

(۱۶) سچی بات کی گواہی دینا حق کو نہ چھپانا۔

دوسرا حصہ: کسی دوسرے کے ساتھ کے برتاؤ کا ہے اس کی چھ شاخیں ہیں

(۱) نکاح کے ذریعہ سے حرام کاری سے بچنا

(۲) اہل وعیال کے حقوق کی رعایت کرنا اور انکا ادا کرنا، اسمیں نوکروں اور خادموں کے حقوق بھی داخل ہیں

(۳) والدین کیساتھ سلوک کرنا' نرمی برتنا' فرمانبرداری کرنا

(۴) اولاد کی اچھی تربیت کرنا (۵) صلہ رحمی کرنا

(۶) بڑوں کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔

تیسرا حصہ: حقوق عامہ کا ہے جو اٹھارہ شعبوں پر منقسم ہے۔

(۱) عدل کے ساتھ حکومت کرنا

(۲) حقانی جماعت کا ساتھ دینا

(۳) حکام کی اطاعت کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع حکم نہ ہو)

(۴) آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا جسمیں مفسدوں کوسزا دینا' باغیوں سے جہاد کرنا بھی داخل ہے

(۵) نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرنا

(۶) نیک کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا جسمیں وعظ وتبلیغ بھی داخل ہے

(۷) حدود کا قائم کرنا

(۸) جہاد کرنا جسمیں مورچوں کی حفاظت بھی داخل ہے

(۹) امانت کا ادا کرنا جسمیں خمس جو غنیمت کے مالوں میں ہوتا ہے وہ بھی داخل ہے

(۱۰) قرض کا دینا اور ادا کرنا

(۱۱) پڑوسیوں کا حق ادا کرنا' انکا اکرام کرنا

(۱۲) معاملہ اچھا کرنا جس میں جائز طریقہ سے مال کا جمع کرنا بھی داخل ہے

(۱۳) مال کا اپنے محل (موقع) پر خرچ کرنا اسراف اور بخل سے بچنا بھی اسمیں داخل ہے

(۱۴) سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا

(۱۵) چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا

(۱۶) دنیا کو اپنے نقصان سے اپنی تکلیف سے بچانا

(۱۷) لہوولعب سے بچنا

(۱۸) راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا۔

مختلف روایات میں تطبیق:

یہ ستتر شاخیں ہوئیں ان میں بعض کو ایک دوسرے میں منضم بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ اچھے معاملہ میں مال کا جمع کرنا اور خرچ کرنا دونوں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس طرح سے غور سے اور بھی اعداد کو کم کیا جاسکتا ہے اور اس لحاظ سے ستر والی روایت یا سرسٹھ والی روایت کے تحت میں بھی یہ تفصیل آ سکتی ہے۔ اس تفصیل میں بندہ نے علامہ عینیؒ کے کلام کو جو بخاری شریف کی شرح میں ہے اصل قرار دیا ہے کہ انہوں نے نمبر وار ان چیزوں کو ذکر فرمایا ہے اور حافظ ابن حجر کی فتح الباری اور علامہ قاریؒ کی مرقات سے توضیح واضافہ کیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایمان کے سارے شعبے مجملاً یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔ آدمی کو چاہیے کہ ان میں غور وفکر کرے جو اوصاف اسمیں ان میں سے پائے جاتے ہوں ان پر اللہ جل شانہ کا شکر ادا کرے کہ اسی کی توفیق و لطف سے ہر بھلائی حاصل ہوسکتی ہے اور جن اوصاف میں کمی ہو انکے حاصل کرنے کی سعی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حصول کی توفیق مانگتا رہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ.

ان احادیث کے بیان میں جن میں ان کلمات کی فضیلت اور ترغیب ذکر فرمائی گئی ہے۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین ودنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

6

دو محبوب کلمے

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی اور اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہیں وہ سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم ہیں۔

زبان پر ہلکے اور ترازو میں وزنی

تشریح: زبان پر ہلکے کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے میں نہ وقت خرچ ہو کہ بہت مختصر ہیں نہ یاد کرنے میں کوئی دقت یاد دیر لگے اور اس کے باوجود جب اعمال کے تولنے کا وقت آئیگا تو ترازو میں ان کلموں کی کثرت کیوجہ سے بہت زیادہ وزن ہو جائیگا اور اگر کوئی بھی فائدہ نہ ہوتا تو بھی اس سے بڑھ کر کیا چیز تھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دو کلمے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو ان ہی دو کلموں پر ختم فرمایا اور یہی حدیث کتاب کے ختم پر ذکر فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے کہ کوئی شخص تم میں سے اس بات کو نہ چھوڑے کہ ہزار نیکیاں روزانہ کر لیا کرے۔ **سبحان اللہ و بحمدہ** سو مرتبہ پڑھ لیا کرے ہزار نیکیاں ہو جائینگی۔ اتنے گناہ تو ان شاء اللہ روزانہ کے ہوں گے بھی نہیں۔ اور اس تسبیح کے علاوہ جتنے نیک کام کئے ہوں گے ان کا ثواب علیحدہ نفع میں رہا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح و شام ایک ایک تسبیح **سبحان اللہ وبحمدہ** کی پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ خواہ سمندر کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ **سبحان اللہ الحمدللہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر** سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے (سردی میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

سب سے پسندیدہ کلام

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے بتاؤں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلام کیا ہے میں نے عرض کیا ضرور بتاویں ارشاد فرمایا **سبحان اللہ وبحمدہ** دوسری حدیث میں ہے **سبحان ربی وبحمدہ**

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے جس چیز کو اپنے فرشتوں کیلئے اختیار فرمایا وہی افضل ترین ہے اور وہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

فرشتوں کا مشغلہ

پہلی فصل میں کئی آیتوں میں یہ مضمون گزر چکا ہے کہ ملائکہ جو عرش کے قریب ہیں اور ان کے علاوہ سب اللہ جل شانہ کی تسبیح وتحمید میں مشغول رہتے ہیں ان کا مشغلہ یہی ہے کہ وہ اللہ کی پاکی بیان کرنے میں اور حمد کرنے میں مشغول رہیں۔ اسی وجہ سے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے کا وقت ہوا تو انہوں نے یہی بارگاہ الٰہی میں ذکر کیا کہ **نحن نسبح بحمدک و نقدس لک** جیسا کہ اس سے پہلی فصلی کی پہلی آیت میں گزر چکا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آسمان (عظمت الٰہی کے بوجھ سے) بولتا ہے۔ (چرچراتا ہے جیسا کہ چارپائی وغیرہ وزن سے بولنے لگتی ہے) اور آسمان کیلئے حق ہے کہ وہ بولے (کہ ہیبت کا بوجھ سخت ہوتا ہے) قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ کی حالت میں اللہ کی تسبیح وتحمید میں مشغول نہ ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جنت واجب کرنے والے کلمات

عن اسحق بن عبدالله بن ابی طلحة عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال لا اله لا الله دخل الجنة او وجبت له الجنة و من قال سبحان الله وبحمده مائة مرة کتب الله له مائة الف حسنة و اربعًا و عشرین الف حسنة (رواہ الحاکم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کے لئے جنت واجب ہو جائیگی اور جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائینگی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت میں) ہلاک نہیں ہو سکتا (کہ نیکیاں غالب ہی رہیں گی) حضورؐ نے فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں لے کر آئینگے کہ اگر پہاڑ پر رکھدی جائیں تو وہ دب جائے لیکن اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں وہ کالعدم ہو جائیں گی۔ البتہ اللہ جل شانہ پھر اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے۔

قیامت میں نعمتوں کے بارے میں بھی سوال ہوگا

تشریح: اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں دب جانے اور کالعدم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں جہاں نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی وہاں اس چیز کا بھی مطالبہ اور محاسبہ ہوگا کہ اللہ جل جلالہ نے جو نعمتیں عطا فرمائی تھیں ان کا کیا حق ادا کیا۔ اور کیا شکر ادا کیا۔ بندہ کے پاس ہر چیز اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہے۔ ہر ایک چیز کا ایک حق ہے اس حق کی ادائیگی کا مطالبہ ہونا ہے۔ چنانچہ حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **یصبح علی کل سلامی من احدکم صدقة الحدیث (فی المشکوة بروایة المسلم قلت ورواه ابوداؤد ابن ماجة)** جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر صبح کو ہر آدمی کے ہر جوڑ ا ور ہر ہڈی پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اسکے ذمہ ضروری ہے کہ ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ کرے یعنی اس بات کے شکر میں کہ حق تعالیٰ شانہ نے سونے کے بعد جو مرنے کے مشابہ حالت تھی پھر از سر نو زندگی بخشی اور ہر عضو صحیح سالم رہا۔ صحابہؓ نے عرض کیا اتنے صدقے روزانہ کرنیکی طاقت کون رکھتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تکبیر صدقہ ہے۔ **لا اله الا الله** ایک مرتبہ کہنا صدقہ۔ **الله اکبر** کہنا صدقہ ہے۔ راستہ میں کسی تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا دینا صدقہ ہے۔ غرض بہت سے صدقات شمار کرائے۔ اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں جن سے آدمی کی اپنی ذات میں جو اللہ کی نعمتیں ہیں ان کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے راحت و آرام کے متعلق جتنی اللہ کی نعمتیں ہر وقت میسر ہوتی ہیں۔ وہ مزید برآں

کون کون سی نعمتوں کا سوال ہوگا

قرآن پاک میں سورہ الهکم التکاثر میں بھی اس کا ذکر ہے کہ قیامت میں اللہ کی نعمتوں سے بھی سوال ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بدن کی صحت، کانوں کی صحت، آنکھوں کی صحت سے سوال ہوگا کہ اللہ نے یہ نعمتیں اپنے لطف سے عطا فرمائیں انکو اللہ کے کس کام میں خرچ کیا (یا چوپاؤں کی طرح صرف پیٹ پالنے میں خرچ کیا) چنانچہ دوسری جگہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (کان، آنکھ دل ہر شخص سے ان سب کی قیامت کے دن پوچھ ہوگی کہ ان چیزوں

کا استعمال کہاں کیا) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں بیفکری جو اللہ کی بڑی دولت ہے اور صحت بدن بھی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر لذت نعمتوں میں داخل ہے جن سے سوال ہوگا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس میں عافیت بھی داخل ہے ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (پھر اس دن نعمتوں سے بھی سوال کئے جاؤ گے) کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ گیہوں کی روٹی اور ٹھنڈا پانی مراد ہے کہ اس سے بھی سوال ہوگا اور رہنے کے لئے مکان سے بھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ آدھی بھوک روٹی ملتی ہے اور وہ بھی جو کی (پیٹ بھرائی روٹی بھی میسر نہیں) وحی نازل ہوئی۔ کیا پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے' کیا ٹھنڈا پانی نہیں پیتے یہ بھی تو اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض صحابہؓ نے اس آیت شریفہ کے نازل ہونے پر عرض کیا یارسول اللہ کن نعمتوں سے سوال ہوگا۔ کھجور اور پانی صرف یہ دو چیزیں کھانے پینے کو ملتی

ہیں اور ہماری تلواریں (جہاد کے لئے) ہر وقت کندھوں پر رہتی ہیں اور دشمن (کافر کوئی نہ کوئی) مقابل (جس کی وجہ سے وہ دو چیزیں بھی اطمینان اور بیکفری سے نصیب نہیں ہوتیں) حضورؐ نے فرمایا کہ عنقریب نعمتیں میسر ہونیوالی ہیں۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں سب سے اول یہ ہوگا کہ ہم نے تیرے بدن کو تندرستی عطا فرمائی (یعنی اس تندرستی کا کیا حق ادا کیا اور اسمیں اللہ کی رضا کی کیا خدمت ادا کی) اور ہم نے ٹھنڈے پانی سے تجھ کو سیراب کیا (درحقیقت اللہ کی بڑی نعمت ہے جہاں ٹھنڈا پانی میسر نہیں ہوتا ان سے کوئی اسکی قدر پوچھے یہ اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ حد نہیں مگر ہم لوگوں کو اس کے نعمتِ عظیمہ ہونے کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کا شکر اور اس کی ادائیگی حق) ایک حدیث میں وارد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا یہ ہیں وہ روٹی کا ٹکڑا جس سے پیٹ بھرا جاتا ہے۔ وہ پانی جس سے پیاس بجھائی جاتی ہے۔ وہ کپڑا جس سے بدن ڈھانکا جاتا ہے۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

نعمتوں میں اضافہ اور کمی کے اصول وضوابط: اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں کو تم پر اور زیادہ کردیں گے۔ تو ہم جتنا اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں گے اتنا ہی رب کریم کی نعمتیں اور زیادہ ہوں گی۔ اور آگے فرمایا وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو یاد رکھو کہ پھر میری پکڑ بھی بڑی سخت ہے۔

لسانی اور جسمانی شکر: اب شکر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو انسان اپنی زبان سے الحمدللہ کہے' سبحان اللہ کہے' یہ بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کر رہا ہے اور ایک اپنے جسم سے پروردگار کے حکموں کی پابندی کرے' گویا یہ بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کر رہا ہے۔ لسانی شکر بھی ادا کرے اور اپنے جسم سے بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو یہ گویا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا بندہ ہے۔ اگر اس میں کمی کوتاہی ہوگئی تو پھر اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی نعمتوں کو واپس لے لیتے ہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا واقعہ

عن اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحة عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال لا اله لا الله دخل الجنة او وجبت له الجنة و من قال سبحان الله وبحمده مائة مرة کتب الله له مائة الف حسنة و اربعًا و عشرین الف حسنة (رواہ الحاکم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کے لئے جنت واجب ہو جائیگی اور جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائینگی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت میں) ہلاک نہیں ہو سکتا (کہ نیکیاں غالب ہی رہیں گی) حضورؐ نے فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں لے کر آئینگے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے لیکن اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں وہ کالعدم ہو جائیں گی۔ البتہ اللہ جل شانہ پھر اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے۔

تشریح: ایک مرتبہ دوپہر کے وقت سخت دھوپ میں حضرت ابوبکرؓ پریشان ہو کر گھر سے چلے مسجد میں پہنچے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ بھی اسی حالت میں تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر دریافت کیا کہ تم اس وقت یہاں کہاں۔ فرمایا کہ بھوک کی بے تابی نے پریشان کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا واللہ اسی چیز نے مجھے بھی مجبور کیا کہ کہیں جاؤں۔ یہ دونوں حضرات یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ سردار دوعالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا کہ تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا یا رسول اللہ بھوک نے پریشان کیا جس سے مضطرب ہو کر نکل پڑے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اسی مجبوری سے میں بھی آیا ہوں۔ تینوں حضرات اکٹھے ہو کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر پہنچے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ بیوی نے بڑی مسرت و افتخار سے ان حضرات کو بٹھایا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا ابو ایوبؓ کہاں گئے ہیں۔ عرض کیا ابھی حاضر ہوتے ہیں کسی ضرورت سے گئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ابو ایوبؓ بھی حاضر خدمت ہو گئے اور فرطِ خوشی میں کھجور کا ایک بڑا سا خوشہ توڑ لائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ کیوں توڑا اس میں کچی اور آدھ کچری بھی ٹوٹ گئیں چھانٹ کر پکی ہوئی توڑ لیتے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اس خیال سے توڑا کہ ہر قسم کی سامنے ہوں جو پسند ہو وہ نوش فرماویں (کہ بعض مرتبہ پکی ہوئی سے آدھ کچری زیادہ پسند ہوتی ہیں) خوشہ سامنے رکھ کر جلدی سے گئے اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور جلدی جلدی کچھ تو ویسے ہی بھون لیا کچھ سالن تیار کر لیا۔ حضورؐ نے ایک روٹی میں تھوڑا سا گوشت رکھ کر ابو ایوبؓ کو دیا کہ یہ فاطمہؓ کو پہنچا دو۔ اس کو بھی کئی دن سے کچھ نہیں مل سکا۔ وہ فوراً پہنچا کر آئے۔ ان حضرات نے بھی سیر ہو کر نوش فرمایا۔ اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ اللہ کی نعمتیں ہیں۔ روٹی ہے گوشت ہے ہر قسم کی کچی اور پکی کھجوریں ہیں۔ یہ فرما کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ارشاد فرمایا۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی وہ نعمتیں ہیں جن سے قیامت میں سوال ہو گا) جن حالات کے تحت میں اس وقت یہ چیزیں میسر ہوئی تھیں ان کے لحاظ سے) صحابہؓ کو بڑی گرانی اور فکر پیدا ہو گیا (کہ ایسی مجبوری اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں میسر آئیں اور ان پر

بھی سوال و حساب ہوگا) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ادا کرنا تو ضروری ہے ہی۔ جب اس قسم کی چیزوں پر ہاتھ ڈالو تو اول **بسم اللہ** پڑھو اور جب کھا چکو تو کہو **الحمدللہ الذی ھو اشبعنا و انعم علینا و افضل** (تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم کو پیٹ بھر کر کھلایا اور ہم پر انعام فرمایا اور بہت زیادہ عطا فرمایا) اس دعا کا پڑھنا شکر ادا کرنے میں کافی ہے۔ اس قسم کے واقعات کئی مرتبہ پیش آئے جو متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے سے ذکر کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ الوالہثیمؓ مالک بن تیہان کے مکان پر تشریف لے جانے کی نوبت آئی۔ اسی قسم کا ایک واقعہ ایک اور صاحب کے ساتھ پیش آیا جن کو واقفی کہا جاتا تھا۔

ایک کوڑھی کا واقعہ:

حضرت عمرؓ کا گزر ایک شخص پر ہوا جو کوڑھی بھی تھا اور اندھا' بہرا اور گونگا بھی تھا۔ آپ نے ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اللہ کی کچھ نعمتیں اس شخص پر بھی دیکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کے پاس کونسی نعمت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا پیشاب سہولت سے نہیں کر سکتا جتنا ہو سکے شکر ادا کرو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قیامت میں تین دربار ہیں۔ ایک دربار میں نیکیوں کا حساب ہے' دوسرے میں اللہ کی نعمتوں کا حساب ہے۔ تیسرے میں گناہوں کا مطالبہ ہے۔ نیکیاں نعمتوں کے مقابلہ میں ہو جائیں گی اور برائیاں باقی رہ جائیں گی جو اللہ کے فضل کے تحت میں ہونگی ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی جس قدر نعمتیں ہر آن اور ہر دم آدمی پر ہوتی ہیں ان کا شکر کرنا' ان کا حق ادا کرنا بھی آدمی کے ذمہ ہے اس لئے جتنی مقدار بھی نیکیوں کی پیدا ہو سکے ان کو حاصل کرنے میں کمی نہ کرے اور کسی مقدار کو بھی زیادہ نہ سمجھے کہ وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا کتنے کتنے گناہ ہم نے اپنی آنکھ' ناک' کان اور دوسرے بدن کے حصوں سے ایسے کئے ہیں جن کو ہم گناہ بھی نہ سمجھے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کی قیامت میں اللہ کے یہاں پیشی نہ ہو کہ اس وقت نہ کوئی پردہ درمیان میں حائل ہوگا نہ ترجمان (وکیل وغیرہ)۔ دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال کا انبار ہوگا' بائیں طرف دیکھے گا تب بھی یہی منظر ہوگا جس قسم کے بھی اچھے یا برے اعمال کئے ہیں وہ سب ساتھ ہونگے جہنم کی آگ سامنے ہوگی اس لئے جہاں تک ممکن ہو صدقہ سے جہنم کی آگ کو دفع کرو خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے اول یہ سوال ہوگا کہ ہم نے تجھے بدن کی صحت عطا کی اور ٹھنڈا پانی پینے کو دیا (یعنی ان چیزوں کا کیا حق ادا کیا) دوسری حدیث میں ہے کہ اس وقت تک آدمی حساب کے میدان سے نہ ہٹے گا جب تک پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے۔ عمر کس کام میں خرچ کی؟ جوانی (کی قوت) کس مشغلہ میں صرف کی؟ مال کس طریقہ سے کمایا اور کس طریقہ سے خرچ کیا (یعنی کمائی کے اور خرچ کے طریقے جائز تھے یا ناجائز) جو کچھ علم حاصل کیا (خواہ کسی درجہ کا ہو) اس میں کیا عمل کیا (یعنی جو مسائل معلوم تھے ان پر عمل کیا یا نہیں)

دعا کیجئے: اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جنت کے درخت

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت ابراھیم لیلۃً اسری بی فقال یا محمد اقرأ امتک منی السلام واخبرھم ان الجنۃ طیبۃ التربۃ عذبۃ الماء و انھا قیعان و ان غراسھا سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب معراج میں جب میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہنا کہ جنت کی نہایت عمدہ پاکیزہ مٹی ہے اور بہترین پانی لیکن وہ بالکل چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے درخت **سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** ہیں (جتنے کسی کا دل چاہے درخت لگالے) ایک حدیث میں اس کے بعد لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ان کلموں میں سے ہر کلمہ کے بدلے ایک درخت جنت میں لگایا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمد کی طرف سلام بھیجنا

تشریح: ایک حدیث میں ہے جو کہ شخص سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھے گا ایک درخت جنت میں لگایا جاویگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجارہے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کو دیکھا کہ ایک پودا لگا رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا درخت لگا رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا میں بتاؤں' بہترین پودے جو لگائے جاویں۔ سبحان اللہ الحمدللہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر ہر کلمہ سے ایک درخت جنت میں لگتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حضرت خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے سلام بھیجا ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کے پاس یہ حدیث پہنچے اس کو چاہیے کہ حضرت خلیل اللہ کے سلام کے جواب میں وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔

جنت کی بہترین مٹی اور میٹھا پانی:

اسکے بعد ارشاد ہے کہ جنت کی مٹی بہترین ہے اور پانی میٹھا۔ اس کے دو مطلب ہیں اول یہ کہ صرف اس جگہ کی حالت کا بیان کرنا ہے کہ بہترین جگہ ہے جس کی مٹی کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ مشک وزعفران کی ہے اور پانی نہایت لذیذ ایسی جگہ ہر شخص اپنا مسکن بنانا چاہتا ہے اور تفریح وراحت کے لئے باغ وغیرہ لگانے کے اسباب مہیا ہوں تو کون چھوڑ سکتا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ زمین بہتر اور پانی بہتر ہو وہاں پیداوار بہت اچھی ہوتی ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ **سبحان اللہ** کہہ دینے سے ایک درخت وہاں قائم ہو جاویگا اور پھر وہ جگہ اور پانی کی عمدگی کی وجہ سے خود ہی نشو ونما پاتا رہیگا۔ صرف ایک مرتبہ بیج ڈال دینا ہے۔ باقی سب کچھ خود ہی ہو جائے گا۔ اس حدیث میں جنت کو چٹیل میدان فرمایا ہے' اور جن احادیث میں جنت کا حال بیان کیا گیا ہے ان میں جنت میں ہر قسم کے میوے باغ درختوں وغیرہ کا موجود ہونا بتایا گیا ہے بلکہ جنت کے معنی ہی باغ کے ہیں اس لئے ظاہراً اشکال واقع ہوتا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اصل کے اعتبار سے وہ میدان ہے لیکن جس حالت پر وہ نیک عمل لوگوں کو دی جائے گی ان کے اعمال کے موافق اس میں باغ اور درخت وغیرہ موجود ہوں گے۔ دوسری توجیہ بعض علماء نے یہ دریافت فرمائی ہے کہ

جنت کے وہ باغ وغیرہ ان اعمال کے موافق ملیں گے۔ جب ان اعمال کی وجہ سے اور ان کے برابر ملے تو گویا یہ اعمال ہی درختوں کا سبب ہوئے۔ تیسری توجیہ یہ فرمائی گئی ہے کہ کم سے کم مقدار جو ہر شخص کے حصہ میں ہے وہ ساری دنیا سے کہیں زائد ہے اس میں بہت سے حصہ میں خود اپنے اصلی باغ موجود ہیں اور بہت سا حصہ خالی پڑا ہے جتنا کوئی ذکر تسبیح وغیرہ کریگا اتنے ہی درخت اور لگ جائیں گے۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا گنگوہیؒ کا ارشاد جو کوکب دری میں نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے سارے درخت خیر کی طرح سے ایک جگہ مجتمع ہیں۔ ہر شخص جس قدر اعمال خیر کرتا رہتا ہے اتنا ہی اس کے حصہ کی زمین میں لگتے رہتے ہیں اور نشو ونما پاتے رہتے ہیں۔

پہاڑ سے زیادہ سونا خرچ کرنے سے زیادہ محبوب کلام

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رات کو مشقت جھیلنے سے ڈرتا ہو (کہ راتوں کو جاگنے اور عبادت میں مشغول رہنے سے قاصر ہو) یا بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنا دشوار ہو یا بزدلی کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو اس کو چاہیے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کثرت سے پڑھا کرے۔ اللہ کے نزدیک یہ کلام پہاڑ کی بقدر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

فائدہ: کس قدر اللہ کا فضل ہے کہ ہر قسم کی مشقت سے بچنے والوں کے لئے بھی فضائل اور درجات کا دروازہ بند نہیں فرمایا۔ راتوں کو نہیں جاگا جاتا' کنجوسی سے پیسہ خرچ نہیں ہوتا' بزدلی اور کم ہمتی سے جہاد جیسا مبارک عمل نہیں ہوتا اس کے بعد بھی اگر دین کی قدر ہے آخرت کی فکر ہے تو اس کے لئے راستہ کھلا ہوا ہے پھر بھی کچھ کما نہ سکے تو کم نصیبی کے سوا اور کیا ہے۔ پہلے یہ مضمون ذرا تفصیل سے گزر چکا ہے۔

سب سے زیادہ محبوب چار کلمے:

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ان میں سے جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے بعد میں (کوئی خاص ترتیب نہیں) ایک حدیث میں ہے کہ یہ کلمے قرآن پاک میں بھی موجود ہیں۔

فائدہ: یعنی قرآن پاک کے الفاظ میں بھی یہ کلمے کثرت سے وارد ہوئے ہیں اور قرآن پاک میں ان کا حکم ان کی ترغیب وارد ہوئی ہے چنانچہ پہلی فصل میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ عیدوں کو ان کلموں کے ساتھ مزین کیا کرو یعنی عید کی زینت یہ ہے کہ ان کلموں کا کثرت سے ورد کیا جائے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

غریبوں کے لئے بہترین عمل

عن ابی هریره رضی الله عنه قال ان الفقراء المهاجرین اتوارسول الله صلی الله علیه وسلم فقالو اقد ذهب اهل الدثور بالدرجات العلیٰ و النعیم المقیم فقال ماذاک قالوا یصلون کما نصلی و یصومون کما نصوم ویتصدقون ولا نتصدق ویعتقون ولا نعتق (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ فقراً مہاجرین جمع ہو کر حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ یہ مالدار سارے بلند درجے لے اڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انہیں کے حصہ میں آ گئی۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں۔ عرض کیا کہ نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے ہیں یہ بھی مالدار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ صدقہ کرتے ہیں غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم ان چیزوں سے عاجز ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ تم اس پر عمل کر کے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک ان ہی اعمال کو نہ کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتا دیجئے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر ۳۳'۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو (ان حضرات نے شروع کر دیا مگر اس زمانہ کے مالدار بھی اس نمونہ کے تھے انہوں نے بھی معلوم ہونے پر شروع کر دیا) تو فقراً دوبارہ حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیا اور وہ بھی یہی کرنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اس کو کون روک سکتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں بھی اسی طرح یہ قصہ ذکر کیا گیا اسمیں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے بھی اللہ نے صدقہ کا قائم مقام بنا رکھا ہے۔ سبحان اللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے الحمدللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے۔ بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے۔ صحابہؓ نے تعجب سے عرض کیا یارسول اللہ بیوی سے ہمبستری میں اپنی شہوت پوری کرے اور یہ صدقہ ہو جائے حضورؐ نے فرمایا اگر حرام میں مبتلا ہو گیا تو گناہ ہوگا یا نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ہوگا۔ ارشاد فرمایا اسی طرح حلال میں صدقہ اور اجر ہے۔

بیوی سے صحبت کرنا صدقہ کیسے ہے؟

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اس نیت سے صحبت کرنا کہ حرام کاری سے بچے ثواب اور اجر کا سبب ہے اسی قصہ کی دوسری حدیث میں اس اشکال کے جواب میں کہ بیوی سے ہمبستری اپنی شہوت کو پورا کرنا ہے۔ حضورؐ کا جواب نقل کیا گیا۔ بتاؤ اگر بچہ پیدا ہو جائے پھر وہ جوان ہونے لگے اور تم اسکی خوبیوں کی امید باندھنے لگو پھر وہ مرجائے۔ کیا تم ثواب کی امید رکھتے ہو۔ عرض کیا گیا کہ بیشک امید ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں تم نے اس کو پیدا کیا' تم نے اسکو ہدایت کی تھی' تم نے اسکو روزی دی تھی بلکہ اللہ ہی نے پیدا کیا تھا اسی نے ہدایت دی تھی وہی روزی عطا کرتا ہے اس طرح صحبت سے تم نطفہ کو حلال جگہ رکھتے ہو پھر اللہ کے قبضہ میں ہے کہ چاہے اسکو زندہ کرے کہ اس سے اولاد پیدا کر دے یا مردہ کرے اولاد پیدا نہ ہو۔ اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہ اجرو ثواب بچہ کے پیدا ہونے کا سبب ہونے کی وجہ سے ہے۔

سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی

حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ' اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شی ء قدیر پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خواہ اتنی کثرت سے ہوں' جتنے سمندر کے جاگ۔

فائدہ: خطایا کی مغفرت کے بارہ میں پہلے کئی حدیثوں کے تحت میں بحث گزر چکی ہے کہ ان خطایا سے مراد علماء کے نزدیک صغیرہ گناہ ہیں۔ اس حدیث میں تین کلمے ۳۳' ۳۳ مرتبہ اور لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اس سے اگلی حدیث میں دو کلمے ۳۳' ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ آ رہا ہے۔ حضرت زیدؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر ہر ایک کو ۳۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ ایک انصاریؓ نے خواب میں دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ ہر ایک کلمہ کو پچیس مرتبہ کر لو ان کے ساتھ لاالہ الااللہ ۲۵ مرتبہ کا اضافہ کر لو۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا حضورؐ نے قبول فرمالی اور اس کی اجازت فرمادی کہ ایسا ہی کر لیا جائے ایک حدیث میں سبحان اللہ' الحمد اللہ' اللہ اکبر ہر کلمہ کو ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ کا حکم ہے اور ایک حدیث میں ۱۰' ۱۰ مرتبہ وارد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں لاالہ الا اللہ ۱۰ مرتبہ باقی تینوں کلمے ہر ایک ۳۳ مرتبہ۔ ایک حدیث میں ہر نماز کے بعد چاروں کلمے ۱۰۰' ۱۰۰ مرتبہ وارد ہوئے ہیں جیسا کہ حصن حصین میں ان روایات کو ذکر کیا گیا ہے یہ اختلاف بظاہر ہر حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ آدمی فراغت اور مشاغل کے اعتبار سے مختلف ہیں جو لوگ دوسری ضروری کاموں میں مشغول ہیں ان کے لئے کم مقدار تجویز فرمائی اور جو لوگ' فارغ ہیں ان کے لئے زیادہ مقدار لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ جو عدد احادیث میں مذکور ہیں ان کی رعایت ضروری ہے کہ جو چیز دوا کے طور پر استعمال کیجاتی ہے اسمیں مقدار کی رعایت بھی اہم ہے۔

ایسے کلمات جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات) ایسے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا وہ یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ' ۳۳ مرتبہ الحمداللہ' ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔

فائدہ: ان کلمات کو پیچھے آنے والے یا تو اس وجہ سے فرمایا کہ یہ نماروں کے بعد پڑھے جاتے ہیں' یا اس وجہ سے کہ گناہوں کے بعد پڑھنے سے انکو دھونے اور مٹا دینے والے ہیں یا اس وجہ سے یہ کلمات ایک دوسرے کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں نمازوں کے بعد سبحان اللہ الحمدللہ ۳۳' ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم کیا گیا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

روزانہ احد پہاڑ کے برابر عمل

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ رفعہ اما یستطیع احدکم ان یعمل کل یوم مثل احد عملاً قالو یارسول اللہ و من یستطیع قال کلکم یستطیع قالوا یارسول اللہ ماذا قال سبحان اللہ اعظم من احد و لاالہ الا اللہ اعظم من احد والحمد للہ اعظم من احد و اللہ اکبر اعظم من احد (جمع الفوائد)

ترجمہ: حضور اقدس نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیاتم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ روزانہ احد (جو مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے برابر عمل کرلیا کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کے برابر عمل کرے) حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص طاقت رکھتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کی کیا صورت ہے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ کا ثواب احد سے زیادہ ہے لا الہ الا اللہ کا احد سے زیادہ ہے الحمدللہ کا احد سے زیادہ ہے اللہ اکبر کا احد سے زیادہ ہے۔

تشریح: یعنی ان کلموں میں سے ہر ایک کلمہ ایسا ہے جس کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے اور ایک پہاڑ کیا نا معلوم کتنے ایسے پہاڑوں سے زیادہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ **سبحان اللہ، الحمدللہ** سارے آسمانوں اور زمینوں کو ثواب سے بھر دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ **سبحان اللہ** کا ثواب آدھی ترازو ہے اور **الحمدللہ** اس کو پُر کر دیتی ہے اور **اللہ اکبر** آسمان زمین کے درمیان کو پُر کر دیتی ہے۔ ایک حدیث میں حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ **سبحان اللہ الحمدللہ لاالہ الا اللہ اللہ اکبر** مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر آفتاب نکلے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ساری ہی دنیا اللہ کے واسطے خرچ کر دوں تو اس سے بھی یہ زیادہ محبوب ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہوائی تخت پر تشریف لے جارہے تھے پرندے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے اور جن و انس وغیرہ لشکر در قطار ایک عابد پر گزر رہا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس وسعت ملکی اور عموم سلطنت کی تعریف کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے اعمالنامہ میں ایک تسبیح سلیمان بن داؤد کے سارے ملک سے اچھی ہے کہ یہ ملک فنا ہو جائیگا اور تسبیح باقی رہنے والی چیز ہے۔

پانچ چیزیں جو ترازو میں بہت وزنی ہیں:

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واہ واہ پانچ چیزیں (اعمالنامہ تلنے کی) ترازو میں کتنی زیادتی وزنی ہیں لا الہ الا اللہ اللہ اکبر سبحان اللہ الحمدللہ اور وہ بچہ جو مرجائے اور باپ (اسی طرح ماں بھی) اس پر صبر کرے۔

یہ مضمون کئی صحابہؓ سے متعدد احادیث میں نقل کیا گیا ہے۔ بخ بخ بڑے سرور اور فرحت کا کلمہ ہے جس چیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشی اور مسرت سے ارشاد فرمارہے ہوں عطا فرمارہے ہوں کیا محبت کا دعویٰ کرنے والوں کے ذمہ نہیں ہے کہ ان کلموں پر مرمٹیں کہ حضور کی اس خوشی کی قدردانی اور اس کا استقبال یہی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور اس خیال سے کہ بھول نہ جاؤ نہایت مختصر کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دو کام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں جن دو کاموں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں وہ دونوں ایسے ہیں کہ اللہ جل جلالہ ان سے نہایت خوش ہوتے ہیں اور اللہ کی نیک مخلوق ان سے خوش ہوتی ہے۔ ان دونوں کاموں کی اللہ کے یہاں رسائی (اور مقبولیت) بھی بہت زیادہ ہے ان دو میں سے ایک لا الہ الا اللہ ہے کہ اگر تمام آسمان اور زمین کو ایک حلقہ ہو

جائیں تو بھی یہ پاک کلمہ ان کو توڑ کر آسمان پر جائے بغیر نہ رہے اور اگر تمام آسمان اور زمین ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں یہ پاک کلمہ ہو تب بھی وہی پلڑا جھک جائے گا اور دوسرا کام جو کرنا ہے وہ سبحان اللہ وبحمدہ کا پڑھنا ہے کہ یہ کلمہ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور اسی کی برکت سے ساری مخلوق کو روزی دی جاتی ہے کوئی بھی چیز مخلوق میں ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم لوگ ان کا کلام سمجھتے نہیں ہو اور جن دو چیزوں سے منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہے کہ ان دونوں کی وجہ سے اللہ سے حجاب ہو جاتا ہے اور اللہ کی نیک مخلوق سے حجاب ہو جاتا ہے۔

انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے علاوہ مخلوقات کی تسبیح

لا الٰہ الا اللہ کے بیان میں بھی اس حدیث کا مضمون گزر چکا ہے تسبیح کے متعلق جو ارشاد اس حدیث میں ہے قرآن پاک کی آیات میں بھی گزر چکا ہے۔ **وان من شی ء الا یسبح بحمدہ** قرآن پاک کی آیت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شبِ معراج میں آسمانوں کی تسبیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سنی۔ ایک مرتبہ حضور کا ایسی جماعت پر گزر ہوا جو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں پر کھڑی ہوئی تھی حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جانوروں کی ممبر اور کرسیاں نہ بناؤ بہت سے جانور سواروں سے بہتر اور ان سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنیوالے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کھیتی بھی تسبیح کرتی ہے اور کھیتی والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔

پیالے کی تسبیح: ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ثرید تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے کسی نے عرض کیا آپؐ اسکی تسبیح سمجھتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کر دو۔ پیالہ ان کے قریب کیا گیا تو انہوں نے بھی تسبیح سنی۔ اس کے بعد پھر ایک تیسرے صاحب کے قریب اس طرح کیا گیا انہوں نے بھی سنا۔ کسی نے درخواست کی کہ مجمع کے سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو ان میں سے سنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گناہگار ہے۔

اس چیز کا تعلق کشف سے ہے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تو یہ چیزیں بدرجہ اتم حاصل تھی اور ہونا چاہیے تھی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بسا اوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور انوار قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی۔ سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ صوفیہ کو بھی اکثر یہ چیز مجاہدوں کی کثرت سے حاصل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جمادات اور حیوانات کی تسبیح، ان کا کلام ان کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں لیکن محققین مشائخ کے نزدیک چونکہ یہ چیز نہ دلیل کمال ہے نہ موجب قرب کہ جو بھی اس قسم کے مجاہدے کرتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے خواہ اس کو حق تعالیٰ شانہ کے یہاں قرب حاصل ہو یا نہ ہو۔ اس لئے محققین اسکو غیر اہم سمجھتے ہیں بلکہ اس لحاظ سے مضر سمجھتے ہیں کہ جب مبتدی اسمیں لگ جاتا ہے تو دنیا کی سیر کا ایک شوق پیدا ہو کر ترقی کے لئے مانع بن جاتا ہے مجھے اپنے حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کے بعض خدام کے متعلق معلوم ہے کہ جب ان کو یہ صورت کشف پیدا ہونے لگی تو حضرت نے چند روز کے لئے اہتمام نے سب ذکر شغل چھڑا دیا تھا کہ مبادا یہ حالت ترقی پکڑ جائے۔ اس کے علاوہ حضرات اس لئے بھی بچتے ہیں کہ اس صورت میں دوسروں کے گناہوں کا اظہار ہوتا ہے جو ان حضرات کیلئے تکدر کا سبب ہوتا ہے۔ علامہ شعرانیؒ نے میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ جب کسی شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس پانی میں جو گناہ دھلتا ہوا نظر آتا اس کو معلوم کر لیتے۔ یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ مکروہ فعل ہے یا خلاف اولیٰ جیسا کہ حسی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا چنانچہ ایک دفعہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضوخانہ میں تشریف فرماتھے ایک جوان وضو کر رہا تھا اسکے

وضو کا پانی گرتے ہوئے آپؒ نے دیکھا اس کو چپکے سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا والدین کی نافرمانی سے توبہ کرلے۔ اس نے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کو دیکھا تو اس کو نصیحت فرمائی کہ بھائی زنا نہ کیا کر بہت برا عیب ہے۔ اس وقت اس نے بھی زنا سے توبہ کی۔ ایک اور شخص کو دیکھا کہ شراب خوری اور لہو ولعب کا پانی گر رہا ہے اس کو بھی نصیحت فرمائی اس نے بھی توبہ کی۔ الغرض اس کے بعد امام صاحبؒ نے اللہ جل جلالہ سے دعا کی کہ اے اللہ اس چیز کو مجھ سے دور فرما دے کہ میں لوگوں کی برائیوں پر مطلع ہونا نہیں چاہتا۔ حق تعالیٰ شانہ نے دعا قبول فرمائی اور یہ چیز زائل ہوگئی۔

کہتے ہیں کہ اسی زمانہ میں امام صاحبؒ نے مستعمل پانی کے ناپاک ہونے کا فتویٰ دیا تھا کیونکہ جب وہ پانی گندہ اور متعفن نظر آتا تھا تو کیسے اس کو پاک فرماتے مگر جب یہ چیز زائل ہوگئی تو اس کو ناپاک فرمانا بھی چھوڑ دیا۔ حضرت مولانا الشاہ عبدالرحیم صاحبؒ رائپوری نوراللہ مرقدہ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی کئی روز اس وجہ سے استنجے نہیں جاسکتے تھے کہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے اور بھی سینکڑوں ہزاروں واقعات اس قسم کے ہیں جن میں کسی قسم کے تردد کی گنجائش نہیں کہ جن لوگوں کو کشف سے کوئی حصہ ملتا ہے وہ اس حصہ کے بقدر احوال کو معلوم کرلیتے ہیں۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنادیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نو منٹ میں نو قرآن پاک اور ایک ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب

سورۃ فاتحہ: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب دو مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (تفسیر مظہری)

آیت الکرسی: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)

سورۃ الزلزال: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ القدر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)

سورۃ العادیات: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مواہب)

سورۃ التکاثر: ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ہزار آیتوں کے پڑھنے کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ)

سورۃ الکافرون: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ النصر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ الاخلاص: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (بخاری)

نوٹ
کوئی بھی نفل فرض کا بدل نہیں ہوسکتا اس لئے تمام فرائض کا بہت اہتمام رکھنا چاہئے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنا چاہئے۔

رمضان المبارک میں ہر نیکی پر 70 گنا ثواب ملتا ہے اس حساب سے ان سورتوں کی تلاوت پر 630 قرآن پاک اور ستر ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب صرف نو منٹ میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بوڑھوں کے لئے بہترین عمل

عن ام هانیء رضی الله عنها قالت مربی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله قد کبرت و ضعفت او کما قالت فمرنی بعمل اعمله و انا جالسة قال سبحی الله مائة تسبیحة فانه تعدل لک مائته رتبة تعتقینها (رواه احمد)

ترجمہ: حضرت اُمّ ہانیؓ فرماتی ہیں کہ جب ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی ایسا عمل بتادیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو غلام عرب آزاد کئے اور الحمد للہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو گھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دیدیئے اور اللہ اکبر سو مرتبہ پڑھا کرو یہ ایسا ہے گویا تم نے سو اونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہوگئے اور لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تو تمام آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ حضرت ابو رافعؓ کی بیوی حضرت سلمیٰؓ نے بھی حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتادیجئے زیادہ لمبا نہ ہو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ اکبر کہ دس مرتبہ پڑھا کرو اللہ جل شانہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر سبحان اللہ دس مرتبہ کہا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر **اللهم اغفرلی** دس مرتبہ پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ ہاں میں نے مغفرت کردی۔ دس مرتبہ تم **اللهم اغفرلی** کہو (دس مرتبہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغفرت کردی۔

تشریح: ضعفا اور بوڑھوں کے لئے بالخصوص عورتوں کے لئے کس قدر سہل اور مختصر چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمادی ہے۔ دیکھئے ایسی مختصر چیزوں پر جن میں نہ زیادہ مشقت ہے نہ چلنا پھرنا ہے کتنے بڑے بڑے ثوابوں کا وعدہ ہے۔ کتنی کم نصیبی ہوگی اگر ان کو وصول نہ کیا جائے۔ حضرت اُمِ سلیمؓ کہتی ہیں میں نے حضورؐ سے عرض کیا کوئی چیز مجھے تعلیم فرمادیجئے جس کے ذریعہ سے نماز میں دعا کیا کروں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ **سبحان الله الحمدلله الله اکبر** دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرو اور جو چاہے اسکے بعد دعا کیا کرو۔ دوسری حدیث میں اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ جو چاہے دعا کیا کرو حق تعالیٰ شانہ اس دعا پر فرماتے ہیں ہاں ہاں (میں نے قبول کی) کتنے سہل اور معمولی الفاظ ہیں جن کو نہ یاد کرنا پڑتا ہے نہ ان میں کوئی محنت اٹھانی پڑتی ہے۔ دن بھر ہم لوگ بکواس میں گزار دیتے ہیں تجارت کے ساتھ دکان پر بیٹھے بیٹھے یا کھیتی زمین کے انتظامات میں مشغول رہتے ہیں اگر زبان سے ان تسبیحوں کو پڑھتے رہیں تو دنیا کی کمائی کے ساتھ ہی آخرت کی کتنی بڑی دولت ہاتھ آجائے۔

ذاکرین کو ڈھونڈنے والی فرشتوں کی جماعت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور

جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنیوالے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنیوالوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر جاتے ہیں اللہ جل جلالہ باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح اور تکبیر اور تحمید (بڑائی بیان کرنے اور تعریف کرنے) میں مشغول تھے ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوتے ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت چاہتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ انہوں نے جنت کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا اور اسکی طلب میں لگ جاتے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو ہے نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ ارشاد ہوتا اچھا تم گواہ رہو کہ میں نے اس مجلس والوں کو سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جماعت ایسی مبارک ہے کہ انکا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا (لہٰذا اس کو بھی بخش دیا)

ذکر والوں پر اللہ تعالیٰ کا فخر

اس قسم کا مضمون متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کی مجالس اور ذکر کرنیوالی جماعتوں اور افراد کی تلاش میں رہتی ہے اور جہاں مل جاتی ہے ان کے پاس یہ جماعت بیٹھتی ہے ان کا ذکر سنتی ہے فرشتہ کا یہ عرض کرنا ایک شخص مجلس میں ایسا بھی تھا کہ جو اپنی ضرورت سے آیا تھا واقعہ کا اظہار ہے کہ اس وقت یہ حضرات بمنزلہ گواہوں کے ہیں اور ان لوگوں کی عبادت اور ذکر اللہ میں مشغولی کی گواہی دے رہے ہیں اسی وجہ سے اس کے اظہار کی ضرورت پیش آئی کہ مبادا اعتراض ہو جائے لیکن یہ اللہ کا لطف ہے کہ ذاکرین کی برکت سے ان کے پاس اپنی ضرورت سے بیٹھنے والے کو بھی محروم نہ فرمایا۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ تعالیٰ کا محبّ کون ہے؟

عن ام هانیء رضی الله عنها قالت مربی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله قد کبرت وضعفت او کما قالت فمرنی بعمل اعمله و انا جالسة قال سبحی الله مائة تسبیحة فانه تعدل لک مائته رتبة تعتقینها (رواه احمد)

ترجمہ: حضرت اُمّ ھانیؓ فرماتی ہیں کہ جب ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی ایسا عمل بتادیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا سبحان اللہ سومرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سوغلام عرب آزاد کئے اور الحمدللہ سومرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سوگھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دیدیئے اور اللہ اکبر سومرتبہ پڑھا کرو یہ ایسا ہے گویا تم نے سواونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہوگئے اور لا الہ الا اللہ سومرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تو تمام آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ حضرت ابورافعؓ کی بیوی حضرت سلمیٰؓ نے بھی حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتادیجئے زیادہ لمبا نہ ہو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ اکبر کہ دس مرتبہ پڑھا کرو اللہ جل شانہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر سبحان اللہ دس مرتبہ کہا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر اللھم اغفرلی دس مرتبہ پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ ہاں میں نے مغفرت کردی۔ دس مرتبہ تم اللھم اغفرلی کہو (دس مرتبہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغفرت کردی۔

تشریح: شیخ ابوبکر کتانیؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں چند صوفیہ کا اجتماع تھا جن میں سب سے کم عمر حضرت جنید بغدادیؒ تھے۔ اس مجمع میں محبت الٰہی پر بحث شروع ہوئی کہ محبّ کون ہے۔ مختلف حضرات مختلف ارشادات فرماتے رہے۔ حضرت جنیدؒ چپ رہے۔ ان حضرات نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کچھ کہو۔ اس پر انہوں نے سر جھکا کر روتے ہوئے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنی خودی سے جاتا رہے، خدا کے ذکر کے ساتھ وابستہ ہوگیا ہو اور اس کا حق ادا کرتا ہو دل سے اللہ کی طرف دیکھتا ہو اس کے دل کو انوار ہیبت نے جلا دیا ہو۔ اس کے لئے خدا کا ذکر شراب کا پیالہ ہو اگر کلام کرتا ہو تو اللہ ہی کا کلام ہو۔ گویا حق تعالیٰ شانہ اسکی زبان سے کلام فرماتا ہے اگر حرکت کرتا ہو تو اللہ ہی کے حکم سے اگر تسکین پاتا ہو تو اللہ ہی کے ساتھ اور جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو پھر کھانا پینا، سونا جاگنا سب کاروبار اللہ ہی کی رضا کے واسطے ہو جاتے ہیں۔ نہ دنیا کا رسم و رواج قابل التفات رہتا ہے نہ لوگوں کی طعن تشنیع قابل وقعت۔

حضرت سعید بن المسیبؒ کی صاحبزادی کا نکاح:

حضرت سعید بن المسیبؒ مشہور تابعی ہیں۔ بڑے محدثین میں شمار ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ بن ابیؒ وداعہ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہو سکے۔ کئی روز کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت سعیدؒ نے دریافت فرمایا کہاں تھے عرض کیا کہ میری بیوی کا انتقال ہوگیا ہے اس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا۔ فرمایا ہم کو خبر نہ کی ہم

بھی جنازہ میں شریک ہوتے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھ کر آنے لگا فرمایا دوسرا نکاح کر لیا میں نے عرض کیا حضرت مجھ سے کون نکاح کرے گا۔ دو تین آنے کی میری حیثیت ہے۔ آپ نے فرمایا ہم کر دیں گے اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر آٹھ دس آنہ پر مجھ سے کر دیا (اتنی مقدار مہر کی انکے نزدیک جائز ہو گی جیسا کہ بعض اماموں کا مذہب ہے حنفیہ کے نزدیک ڈھائی روپے سے کم جائز نہیں) نکاح کے بعد میں اٹھا اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مجھے کس قدر مسرت تھی خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لئے کس سے قرض مانگوں' کیا کروں۔ اسی فکر میں شام ہو گئی۔ میرا روزہ تھا۔ مغرب کے وقت روزہ افطار کیا۔ نماز کے بعد گھر آیا۔ چراغ جلایا۔ روٹی اور زیتون کا تیل موجود تھا۔ اس کو کھانے لگا کہ کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا سعید ہے میں سوچنے لگا کہ کون سعید ہے۔ حضرت کی طرف میرا خیال بھی نہ گیا کہ چالیس برس سے اپنے گھر یا مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تھا ہی نہیں۔ باہر آ کر دیکھا کہ سعید بن المسیبؒ ہیں میں نے عرض کیا۔ آپ نے مجھے نہ بلا لیا۔ فرمایا میرا ہی آنا مناسب تھا۔ میں نے عرض کیا کیا ارشاد ہے۔ فرمایا مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے تنہا رات کو سونا مناسب نہیں اس لئے تمہاری بیوی کو لایا ہوں۔ یہ فرما کر اپنی لڑکی کو دروازہ کے اندر کر دیا اور دروازہ بند کر کے چلے گئے۔ وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی۔ میں نے اندر سے کواڑ بند کئے اور وہ روٹی اور تیل جو چراغ کے سامنے رکھا تھا وہاں سے ہٹا دیا کہ اس کی نظر نہ پڑے اور مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی۔ لوگ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ حضرت سعیدؒ نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا ہے اور اس وقت وہ اس کو خود ہی پہنچا گئے ہیں۔ سب کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے واقعی وہ تمہارے گھر میں ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس کا چرچا ہوا۔ میری والدہ کو خبر ہوئی وہ بھی اسی وقت آ گئیں اور کہنے لگیں اگر تین دن تک تو نے اسکو چھیڑا تو تیرا منہ نہ دیکھوں گی۔ ہم تین دن میں اس کی تیاری کر لیں۔ تین دن کے بعد جب میں اس لڑکی سے ملا تو دیکھا نہایت خوبصورت' قرآن شریف کی بھی حافظہ اور سنت رسولؐ سے بھی بہت زیادہ واقف۔ شوہر کے حقوق سے بھی بہت زیادہ باخبر۔ ایک مہینہ تک نہ تو حضرت سعیدؒ میرے پاس آئے نہ میں ان کی خدمت میں گیا۔ ایک ماہ کے بعد میں حاضر ہوا تو وہاں مجمع تھا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ جب سب چلے گئے تو فرمایا اس آدمی کو کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت بہتر ہے کہ دوست دیکھ کر خوش ہوں' دشمن جلیں۔ فرمایا اگر کوئی بات ناگوار ہو تو لکڑی خبر لینا۔ میں واپس آ گیا تو ایک آدمی کو بھیجا جو بیس ہزار درہم (تقریباً پانچ ہزار روپے) مجھے دے گیا۔ اس لڑکی کو عبدالملک بن مروان بادشاہ نے اپنے بیٹے ولید کے لئے جو ولی عہد بھی تھا مانگا تھا مگر حضرت سعیدؒ نے عذر کر دیا تھا جس کی وجہ سے عبدالملک ناراض بھی ہوا اور ایک حیلہ سے حضرت سعیدؒ کے سو کوڑے سخت سردی میں لگوائے اور پانی کا گھڑا ان پر گروایا۔

ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر پڑھے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی جھگڑے میں ناحق کی حمایت کرتا ہے وہ اللہ کے غصے میں رہتا ہے جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرے اور جو اللہ کی کسی سزا میں سفارش کرے (اور شرعی سزا کے ملنے میں حارج ہو) وہ اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اور جو شخص کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھے وہ قیامت کے دن ردغۃ الخبال میں قید کیا جائیگا یہاں تک کہ اس بہتان سے نکلے اور کس طرح اس سے نکل سکتا ہے۔

7

ناحق کی حمایت

ناحق کی حمایت آجکل ہماری طبیعت بن گئی ہے۔ ایک چیز کو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں مگر رشتہ داروں کی طرف داری ہے۔ پارٹی کا سوال ہے۔ لاکھ اللہ کے غصہ میں داخل ہوں اللہ کی ناراضگی ہو۔ اسکا عتاب ہو مگر کنبہ برادری کی بات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ ہم اس ناحق کرنیوالے کو ٹوک نہ سکیں اور سکوت کریں یہ بھی نہیں بلکہ ہر طرح سے اس کی حمایت کرینگے۔ اگر اس پر کوئی دوسرا مطالبہ کرنے والا کھڑا ہو تو اس کا مقابلہ کریں گے۔ کسی دوست نے چوری کی ظلم کیا عیاشی کی اس کے حوصلے بلند کریں گے اس کی ہر طرح مدد کریں گے کیا یہی ہے ہمارے ایمان کا مقتضا یہی ہے دین داری' اسی پر اسلام کے ساتھ ہم فخر کرتے ہیں یا اپنے اسلام کو دوسروں کی نگاہ میں بھی بدنام کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں خود بھی ذلیل ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص عصبیت پر کسی کو بلائے یا عصبیت پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ عصبیت سے یہ مراد ہے کہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔

بہتان باندھنے کی سزا:

ردغۃ الخبال وہ کیچڑ ہے جو جہنمی لوگوں کے لہو پیپ وغیرہ سے جمع ہو جائے کس قدر گندی اور اذیت دینے والی جگہ ہے جس میں ایسے لوگوں کو قید کر دیا جائے گا جو مسلمانوں پر بہتان باندھتے ہوں۔ آج دنیا میں بہت سرسری معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے متعلق جو چاہا منہ بھر کر کہہ دیا۔ کل جب زبان سے کہی ہوئی ہر بات کو ثابت کرنا پڑے گا اور ثبوت بھی وہی جو شرعاً معتبر ہو دنیا کی طرح نہیں کہ چرب لسانی اور جھوٹی باتیں ملا کر دوسرے کو چپ کر دیا جائے۔ اس وقت آنکھیں کھلیں گی۔ ہم نے کیا کہا تھا اور کیا نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی بعض کلام زبان سے ایسا نکالتا ہے جس کی پرواہ بھی نہیں کرتا لیکن اس کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آدمی بعضی بات صرف اس وجہ سے کہتا ہے کہ لوگ ذرا ہنس پڑیں گے لیکن اس کی وجہ سے اتنی دور (جہنم میں) پھینک دیا جاتا ہے جتنی دور آسمان سے زمین ہے پھر ارشاد فرمایا کہ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ سخت ہے ایک حدیث میں ہے جو شخص کسی کو کسی گناہ سے عار دلا دے وہ خود مرنے سے پہلے اس گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ گناہ مراد ہے جس سے گناہ گار توبہ کر چکا ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر کھینچتے تھے کہ تیری بدولت ہم ہلاکتوں میں پڑتے ہیں۔ ابن المنکدر مشہور محدثین میں ہیں اور تابعی ہیں انتقال کے وقت رونے لگے۔ کسی نے پوچھا کیا بات ہے فرمانے لگے مجھے کوئی گناہ تو ایسا معلوم نہیں جو میں نے کیا ہو اس پر روتا ہوں کہ کوئی بات ایسی ہو گئی ہو جس کو میں نے سرسری سمجھا ہو اور وہ اللہ کے نزدیک سخت ہو۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اختتام مجلس کا ذکر

عن ابی برزة الاسلمی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول باخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک فقال رجل یارسول اللہ انک لتقول قولاً ماکنت تقولہ فیما مضیٰ قال کفارة لما یکون فی المجلس. (رواہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانۂ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اٹھتے سبحانک اللّٰھم وبحمدک اشھد ان لاالہ الا انت استغفرک واتوب الیک پڑھا کرتے۔ کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دعا کا معمول حضورؐ کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے۔ دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے مجھے بتائے ہیں۔

تشریح: حضرت عائشہؓ سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجلس سے اٹھتے سبحانک اللھم ربی وبحمدک لاالہ الا انت استغفرک واتوب الیک پڑھتے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس دعا کو بڑی کثرت سے پڑھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجلس کے ختم پر اسکو پڑھ لیا کرے تو اس مجلس میں جو لغزشیں اس سے ہوئی ہوں وہ سب معاف ہو جائیں گی۔ مجالس میں عموماً فضول باتیں بیکار تذکرے ہو ہی جاتے ہیں کتنی مختصر دعا ہے۔ اگر کوئی شخص ان دعاؤں میں سے کوئی سی ایک دعا پڑھ لے تو مجلس کے وبال سے خلاصی پا سکتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے کیسی کیسی سہولتیں مرحمت فرمائی ہیں۔

تسبیح کرنے والوں کا عرش کے پاس تذکرہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی لڑائی بیان کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش کے چاروں طرف گشت لگاتے ہیں کہ ان کے لئے ہلکی سی آواز (بھنبھناہٹ) ہوتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا تذکرہ کرنے والا اللہ کے پاس موجود ہو جو تمہارا ذکر خیر کرتا رہے۔

لوگ جوگ حکام رس ہیں کرسی نشین کہلاتے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ بادشاہ نہیں وزیر نہیں، وائسرائے کو بھی چھوڑ دیجئے، کسی گورنر کے یہاں ان کی تعریف ہو جائے ان کا ذکر خیر آ جائے پھولے نہیں سماتے۔ دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے حالانکہ اس تذکرہ سے نہ تو دین کا نفع نہ دنیا کا۔ دین کا نفع نہ ہونا تو ظاہر اور کھلا ہوا ہے اور دنیا کا نفع نہ ہونا اس وجہ سے کہ شاید جتنا نفع اس قسم کے تذکروں سے ہوتا ہو اس سے زیادہ نقصان اس نوع کے مرتبے اور تذکرے حاصل کرنے میں پہنچ جاتا ہے۔ جائیدادیں فروخت کر کے سودی قرض لے کر ایسے مرتبے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مفت کی عداوتیں مول لیجاتی ہیں اور ہر قسم کی ذلتیں برداشت کی جاتی ہیں۔ الیکشنوں کے منظر سب کے سامنے ہیں کہ کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ جل جلالہ کے عرش پر تذکرہ مالک الملک کے حضور

میں تذکرہ اس پاک ذات کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں دین ودنیا اور سارے جہانوں کی ہر چیز ہے۔ اس قدرت والے کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں بادشاہوں کے دل ہیں۔ حاکموں کے اختیارات اس کے اختیار میں ہیں۔ نفع اور نقصان کا واحد مالک وہی ہے۔ سارے جہان کے تمام آدمی حاکم ومحکوم، بادشاہ ورعایا کسی کو نقصان پہنچانا چاہیں اور وہ مالک الملک نہ چاہے تو کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔ ساری مخلوق کسی کو نفع پہنچانا چاہے، اور اس کی رضا نہ ہو تو ایک قطرہ پانی کا نہیں پلاسکتی۔ ایسی پاک ذات کے یہاں اپنا ذکر خیر ہو، کوئی دولت دنیا کی اس کا مقابلہ کرسکتی ہے، کوئی عزت دنیا کی خواہ کتنی ہی بڑی ہوجائے اس کی برابری کرسکتی ہے نہیں ہرگز نہیں اور اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی عزت کو اگر وقیع سمجھا جائے تو کیا اپنے اوپر ظلم نہیں۔

انگلیوں پر تسبیحات پڑھنا:

حضرت یسیرہؓ جو ہجرت کرنے والی صحابیات میں سے ہیں فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اوپر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ پڑھنا) اور تقدیس (اللہ کی پاکی بیان کرنا مثلاً سبحان الملک القدوس پڑھنا) یا سبوح قدوس و رب الملئکۃ والروح کہنا) لازم کرلو اور انگلیوں پر گنا کرو اس لئے کہ انگلیوں سے قیامت میں سوال کیا جاویگا (اوران سے جواب طلب کیا جائیگا کہ کیا عمل کئے اور جواب میں) گویائی دی جائے گی اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرنا (اگر ایسا کروگی تو اللہ کی) رحمت سے محروم کردی جاؤ گی۔

اعضاء کی گواہی: قیامت میں آدمی کے بدن سے اس کے ہاتھ پاؤں سے بھی سوال ہوگا کہ ہر ہر حصہ بدن نے کیا کیا نیک کام کئے اور کیا کیا ناجائز اور برے کام کئے۔ قرآن پاک میں متعدد جگہ اس کا ذکر ہے ایک جگہ ارشاد ہے۔ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ الایۃ (سورۂ نور رکوع ۳) جس روز ان کے خلاف گواہی دینگی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں ان کاموں کی (یعنی گناہوں کی) جنکو یہ کرتے تھے دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ الایات (سورہ حم سجدہ رکوع ۳) اس جگہ کئی آیتوں میں اس کا ذکر ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جس دن (حشر میں) اللہ کے دشمن جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے پھر ان کو ایک جگہ روک دیا جاویگا پھر سب کے سب اس جہنم کے قریب آجائینگے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں، ان کی کھالیں ان پر گواہیاں دینگے (اور بتائیں گی کہ ہمارے ذریعہ سے اس شخص نے کیا کیا گناہ کئے اس وقت وہ لوگ (تعجب سے) ان سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی (ہم تو دنیا میں تمہاری ہی لذت اور راحت کے واسطے گناہ کرتے تھے) وہ جواب دینگے کہ ہم کو اس پاک اللہ نے گویائی عطا کی جس نے سب چیزوں کو گویائی عطا فرمائی اسی نے تم کو بھی اول پیدا کیا اور اسی کے پاس اب تم لوٹائے گئے ہو۔ احادیث میں اس گواہی کے متعدد واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار ووظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اختتام مجلس کا ذکر

عن ابی برزة الاسلمی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول باخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک فقال رجل یارسول اللہ انک لتقول قولاً ماکنت تقولہ فیما مضیٰ قال کفارة لما یکون فی المجلس. (رواہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانۂ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اٹھتے سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لاالہ الا انت استغفرک واتوب الیک پڑھا کرتے۔ کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دعا کا معمول حضور کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے۔ دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے مجھے بتائے ہیں۔

تشریح: ایک حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن کافر باوجودیکہ اپنی بداعمالیوں کو جانتا ہوگا پھر بھی انکار کریگا کہ میں نے گناہ نہیں کئے اس سے کہا جائیگا کہ یہ تیرے پڑوسی تجھ پر گواہی دیتے ہیں وہ کہے گا کہ یہ لوگ دشمنی سے جھوٹ بولتے ہیں، پھر کہا جائیگا کہ تیرے عزیز واقارب گواہی دیتے ہیں وہ ان کو بھی جھٹلائے گا تو اس کے اعضاء کو گواہ بنایا جائیگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے ران گواہی دیگی کہ کیا کیا بداعمالیاں اس سے کرائی گئی تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ پل صراط سے آخری گزرنے والا اس طرح گرتا پڑتا گزرے گا جیسے کہ بچہ جب اس کو باپ مار رہا ہو کہ وہ کبھی ادھر گرتا ہے کبھی ادھر۔ فرشتے اس سے کہیں گے کہ اچھا اگر تو سیدھا چل کر پل صراط سے گزر جائے تو اپنے سب اعمال بتادے گا وہ اس کا وعدہ کریگا کہ میں سچ سچ سب بتادونگا اور اللہ کی عزت کی قسم کھا کر کہے گا کہ کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ وہ کہیں گے کہ اچھا سیدھا کھڑا ہوجا اور چل، وہ سہولت سے پل صراط پر گزر جائیگا اور پار ہوجانے کے بعد اس سے پوچھا جائیگا کہ اچھا اب بتا۔ وہ سوچے گا کہ اگر میں نے اقرار کرلیا تو ایسا نہ ہو کہ مجھ کو واپس کردیا جائے۔ اس لئے صاف انکار کردے گا کہ میں نے کوئی برا عمل نہیں کیا۔ فرشتے کہیں گے کہ اچھا اگر ہم نے گواہ پیش کردیئے تو وہ ادھر ادھر دیکھے گا کہ کوئی آدمی آس پاس نہیں اس کو خیال ہوگا کہ اب گواہ کہاں سے آئیں گے سب اپنے اپنے ٹھکانے پہنچ گئے ہیں اس لئے کہے گا کہ اچھا لاؤ گواہ، تو اس کے اعضاء کو حکم کیا جائے گا اور وہ کہنا شروع کردینگے تو مجبوراً اس کو اقرار کرنا پڑے گا اور کہے گا کہ بیشک ابھی اور بھی بہت سے مہلک گناہ بیان کرنا باقی ہیں تو ارشاد ہوگا کہ اچھا ہم نے مغفرت کردی غرض ان وجوہ سے ضرورت ہے کہ آدمی کے اعضاء سے نیک کام بھی بکثرت ہوں تاکہ گواہ دونوں قسم کے مل سکیں۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث بالا میں انگلیوں پر شمار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے دوسری احادیث میں مسجد میں کثرت سے آنے جانے کا حکم ہے کہ نشانات قدم بھی گواہ دیں گے اور ان کا ثواب لکھا جاتا ہے کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے لئے برائی کا گواہ کوئی بھی نہ ہو کہ گناہ کئے ہی نہیں یا توبہ وغیرہ سے معاف ہوگئے اور بھلائی اور نیکی کے گواہ سینکڑوں ہزاروں ہوں جسکی سہل ترین صورت یہ ہے کہ جب کوئی گناہ صادر ہوجائے فوراً توبہ سے اس کو محو کرڈالیں کہ پھر وہ کالعدم ہوجاتے ہیں اور نیکیاں اعمالناموں میں باقی رہیں جس کے گواہ بھی موجود ہوں اور جن جن اعضاء سے یہ نیک اعمال کئے ہیں وہ سب گواہی دیں۔ متعدد احادیث میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگلیوں پر گننا مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (انگلیوں پر) تسبیح گنتے تھے۔

غفلت والے رحمت الٰہیہ سے محروم ہیں

عن ابی برزة الاسلمی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول باخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک فقال رجل یارسول اللہ انک لتقول قولاً ماکنت تقولہ فیما مضیٰ قال کفارة لما یکون فی المجلس. (رواہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانۂ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اٹھتے سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لاالہ الا انت استغفرک واتوب الیک پڑھا کرتے۔ کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دعا کا معمول حضور کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے۔ دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے مجھے بتائے ہیں۔

تشریح: اس کے بعد حدیث بالا میں اللہ کے ذکر سے غفلت پر رحمت الٰہیہ سے محروم کئے جانے کی وعید ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جولوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم رہتے ہیں وہ اللہ کی رحمت سے بھی محروم رہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں (رحمت کے ساتھ) تمہارا ذکر کرونگا۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی یاد کو بندہ کی یاد پر مرتب فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

(سورۂ زخرف رکوع ۴) اور جو شخص اللہ کے ذکر سے (خواہ کسی قسم کا ہو قرآن پاک ہو یا کسی اور قسم کا جان بوجھ کر) اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں پس وہ شیطان ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سب کے سب ان لوگوں کو (جو اللہ کے ذکر سے اندھے بن گئے ہیں سیدھے) راستہ سے ہٹاتے رہتے ہیں اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہے۔ کافر کے ساتھ تو وہ ہر وقت شریک حال رہتا ہے۔ کھانے میں بھی پینے میں بھی سونے میں بھی۔ لیکن مومن سے ذرا دور رہتا ہے اور ہر وقت منتظر رہتا ہے۔ جب اس کو ذرا غافل پاتا ہے فوراً اس پر حملہ کر دیتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الیٰ آخر السورة (سورہ منافقون رکوع ۲)

اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد (اور اسی طرح دوسری چیزیں) اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں اور ہم نے جو کچھ (مال و دولت عطا کر رکھا ہے اس میں سے (اللہ کے راستہ میں) اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے اور پھر (حسرت و افسوس سے) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھے کچھ دنوں اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک بندوں میں شامل ہو جاتا اور اللہ جل جلالہ کسی شخص کو بھی موت کا وقت آ جانے کے بعد مہلت نہیں دیتے اور اللہ کو تمہارے سارے اعمال کی پوری پوری خبر ہے (جیسا کرو گے بھلا یا برا ویسا ہی پاؤ گے)

اللہ کے ایسے بندے جو کسی لمحہ غافل نہیں ہیں:

اللہ جل شانہ کے ایسے بھی بندے ہیں جن کو کسی وقت بھی

غفلت نہیں ہوتی۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک مجنوں شخص ہے لڑکے اس کو ڈھیلے مار رہے ہیں۔ میں نے ان کو دھمکایا۔ وہ لڑکے کہنے لگے کہ یہ شخص یوں کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں۔ میں اس کے قریب گیا تو وہ کچھ کہہ رہا تھا۔ میں نے غور سے سنا تو وہ کہہ رہا تھا کہ تو نے بہت ہی اچھا کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا۔ میں نے کہا کہ یہ لڑکے تجھ پر ایک تہمت لگاتے ہیں کہنے لگا کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ تم خدا کو دیکھنے کے مدعی ہو۔ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور یہ کہا شبلی اس ذات کی قسم جس نے اپنی محبت میں مجھ کو شکستہ حال بنا رکھا ہے اور اپنے قرب وبعد میں مجھ کو بھٹکا رکھا ہے اگر تھوڑی دیر بھی وہ مجھ سے غائب ہو جائے (یعنی حضوری حاصل نہ رہے) تو میں دردِ فراق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں۔ یہ کہہ کر وہ مجھ سے منہ موڑ کر یہ شعر پڑھتا ہوا بھاگ گیا

خیالک فی عینی و ذکرک فی فمی
ومثواک فی قلبی فاین تغیب

تیری صورت میری نگاہ میں جمی رہتی ہے اور تیرا ذکر میری زبان پر ہر وقت رہتا ہے۔ تیرا ٹھکانا میرا دل ہے پس تو کہاں غائب ہو سکتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو کسی نے کلمہ **لاالہ الا اللہ** تلقین کیا فرمانے لگے میں کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولا (یعنی یاد تو اس کو دلاؤ جس کو کسی وقت بھی غفلت ہوئی ہو) حضرت ممشاد دینوریؒ مشہور بزرگ ہیں جس وقت ان کا انتقال ہونے لگا تو کسی پاس بیٹھنے والے نے دعا کی' حق تعالیٰ شانہ آپ کو (جنت کی) فلاں فلاں دولت عطا فرمائیں تو ہنس پڑے فرمانے لگے تیس برس سے جنت اپنے سارے ساز وسامان کے ساتھ میرے سامنے ظاہر ہوتی رہی ہے۔ ایک دفعہ بھی تو (اللہ جل شانہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر) ادھر توجہ نہیں کی۔ حضرت رویمؒ کو انتقال کے وقت کسی نے کلمہ تلقین کیا تو فرمانے لگے میں اس کے غیر کو اچھی طرح جانتا ہی نہیں۔ احمد بن خضرویہؒ کے انتقال کا وقت تھا کسی شخص نے کوئی بات پوچھی' آنکھوں میں آنسو نکل پڑے۔ کہنے لگے پچانویں برس سے ایک دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں وہ اس وقت کھلنے والا ہے' مجھے معلوم نہیں کہ وہ سعادت کے ساتھ کھلتا ہے یا بدبختی کے ساتھ' مجھے اس وقت بات کی فرصت کہاں۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین ودنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے اور مسنون اذکار ووظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

چار کلمات

وعن جويرية رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج من عند هابكرة حبن صلى الصبح وهي فى مسجد ها ثم رجع بعد ان اضحىٰ و هى جالسة قال مازلت على الحال التى فارقتک عليها قالت نعم قال النبى صلى الله عليه وسلم لقد قلت بعدک اربع كلمات ثلث مرات لو وزنت بماقلت منذ اليوم لوزنتهن سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته. (رواه مسلم)

ترجمہ: ام المومنین حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت ان کے پاس سے نماز کے لئے تشریف لے گئے اور یہ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی (تسبیح میں مشغول تھیں) حضورؐ چاشت کی نماز کے بعد (دوپہر کے قریب) تشریف لائے تو یہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا تم اسی حال پر ہو جس میں میں نے چھوڑا تھا عرض کیا جی ہاں! حضورؐ نے فرمایا میں نے تم سے (جدا ہونے کے) بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں۔ وہ کلمے یہ ہیں۔ **سبحان الله وبحمده عدد خلقة ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته** (اللہ کی تسبیح کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں بقدر اسکی مخلوقات کے عدد کے اور بقدر اس کی مرضی اور خوشنودی کے اور بقدر وزن اس کے عرش کے اور اس کے کلمات کی مقدار کے موافق)

افضل اور آسان تسبیح

تشریح: دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سعدؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صحابیؓ عورت کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کے سامنے کھجور کی گٹھیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جو اس سے سہل ہو (یعنی کنکریوں پر گننے سے سہل ہو) یا (یہ ارشاد فرمایا کہ) اس سے افضل ہو **سبحان الله عددما خلق** اخیر تک۔ اللہ کی تعریف کرتی ہوں بقدر اس مخلوق کے جو آسمان میں پیدا کی اور بقدر اس مخلوق کے جو زمین میں پیدا کی اور بقدر اس مخلوق کے جو ان دونوں کے درمیان ہے یعنی آسمان زمین کے درمیان ہے اور اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں بقدر اسکے جس کو وہ پیدا کرنے والا ہے اور اس سب کے برابر **الله اكبر** اور اس کے برابر ہی **الحمدلله** اور اسی کے مانند **لااله الا الله.**

افضیلت کا مطلب

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ان کیفیات کے ساتھ تسبیح کے افضل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذکر کرنے سے ان کیفیات اور صفات کی طرف ذہن متوجہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جتنا بھی تدبر اور غور و فکر سے زیادہ ہوگا اتنا ہی ذکر افضل ہوگا اس لئے قرآن پاک جو تدبر سے پڑھا جائے وہ تھوڑا سا بھی اس تلاوت سے بہت زیادہ افضل ہے جو بلا تردد کے ہو اور بعض علماء نے کہا ہے کہ افضلیت اس حیثیت سے ہے کہ اس میں اللہ

جل جلالہ کی حدو ثنا کے شمار سے عجز کا اظہار ہے جو کمال ہے عبدیت کا۔ اس وجہ سے بعض صوفیہ سے نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ گناہ تو بلا حساب اور بیشمار ہوتے ہیں اور اللہ کے پاک نام کو شمار سے اور گن کر کہتے ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ شمار نہ کرنا چاہیے اگر ایسا ہوتا تو پھر احادیث میں کثرت سے خاص خاص اوقات میں شمار کیوں بتائی جاتی حالانکہ بہت سی احادیث میں خاص خاص مقداروں پر خاص خاص وعدے فرمائے گئے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف شمار پر قناعت نہ کرنا چاہیے بلکہ جو اوراد مخصوص اوقات میں متعین ہیں ان کو پورا کرنے کے علاوہ خالی اوقات میں بھی جتنا ممکن ہو بیشمار اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے کہ یہ ایسی بڑی دولت ہے جو شمار کی پابندیوں اور اس کے حدود سے بالاتر ہے۔

دانوں والی تسبیح کو بدعت کہنا غلط ہے:

ان احادیث سے تسبیح متعارف یعنی دھاگہ میں پروئے ہوئے دانوں کا جواز ثابت ہوتا ہے بعض لوگوں نے اس کو بدعت کہہ دیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے جب اس کی اصل ثابت ہے حضورؐ نے کنکریوں اور گٹھلیوں پر گنتے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا تو پھر اصل ثابت ہوگی دھاگہ میں پرو دینے میں اور نہ پرونے میں کوئی فرق نہیں۔ اس وجہ سے جملہ مشائخ اور فقہاء اس کا استعمال فرماتے ہیں۔ مولانا عبدالحیؒ صاحب نے ایک مستقل رسالہ ''نزہۃ الفکر'' اس بارے میں تصنیف فرمایا ہے۔ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح دلیل ہے۔ تسبیح متعارف کے جواز کی' اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گٹھلیوں یا کنکریوں پر گنتے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا جو شرعی دلیل ہے اور کھلے ہوئے دانے یا پروئے ہوئے میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں ان کا قول قابل اعتماد نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ صوفیہ کی اصطلاح میں اس کو شیطان کا کوڑا کہا جاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے ہاتھ میں کسی نے ایسے وقت میں بھی تسبیح دیکھی جب وہ منتہائے کمال پر پہنچ چکے تھے تو ان سے اس بارے میں سوال کیا۔ فرمایا جس چیز کے ذریعہ ہم اللہ تک پہنچے ہیں اس کو کیسے چھوڑ دیں۔ بہت سے صحابہؓ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ ان کے پاس کھجور کی گٹھیاں یا کنکریاں رہتی تھیں اور وہ ان پر گن کر تسبیح پڑھا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوصفیہ صحابی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کنکریوں پر گنا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے گٹھلیاں اور کنکریاں دونوں نقل کی گئی ہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی کنکریوں پر پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔ مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک دھاگہ رہتا تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں ان پر شمار فرمایا کرتے تھے اور ابوداؤد میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں بھری رہتی۔ ان پر تسبیح پڑھا کرتے اور جب وہ تھیلی خالی ہو جاتی تو ایک باندی تھی جو ان سب کو پھر اس میں بھر دیتی اور حضرت ابوہریرہؓ کے پاس رکھ دیتی۔ خالی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تھیلی میں سے نکالتے رہتے اور باہر ڈالتے رہتے تھے اور جب وہ خالی ہوجاتی تو سارے دانے سمیٹ کر وہ باندی پھر اس تھیلی میں بھر دیتی۔ حضرت ابودرداءؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ ان کے پاس ایک تھیلی میں عجوہ کھجور کی گٹھلیاں جمع رہتیں صبح کی نماز پڑھ کر اس تھیلی کو لے کر بیٹھتے اور جب تک وہ خالی ہوتی بیٹھے پڑھتے رہتے۔ حضرت ابوصفیہؓ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ان کے سامنے ایک چمڑہ بچھا رہتا اس پر کنکریاں پڑی رہتیں اور صبح سے زوال کے وقت تک ان کو پڑھتے رہتے جب زوال کا وقت ہوتا تو وہ چمڑا اٹھالیا جاتا۔ وہ اپنی ضروریات میں مشغول

ہو جاتے۔ظہر کی نماز کے بعد پھر وہ بچھا دیا جاتا اور شام تک ان کو پڑھتے رہتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے پوتے نقل کرتے ہیں کہ دادے ابا کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں دو ہزار گرہیں لگی ہوئی تھیں اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک ایک مرتبہ اُن پر تسبیح نہ پڑھ لیتے۔ حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے ان کے پاس ایک دھاگہ تھا جسمیں گرہیں لگی ہوئی تھیں ان پر تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔صوفیہ کی اصطلاح میں تسبیح کا نام مذکرہ (یاد دلانے والی) بھی ہے اس وجہ سے کہ جب یہ ہاتھ میں ہوتی ہے تو خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اس لئے گویا اللہ کے نام کو یاد دلانے والی ہے اس بارے میں ایک حدیث بھی نقل کی جاتی ہے جو حضرت علیؓ سے نقل کی گئی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تسبیح کیا ہی اچھی مذکرہ (یعنی یاد دلانے والی چیز) ہے۔

ایک مسلسل حدیث:

اس باب میں ایک مسلسل حدیث مولانا عبدالحیؒ صاحب نے نقل فرمائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا سے لے کر اوپر تک ہر استاد نے اپنے شاگرد کو ایک تسبیح عطا فرمائی اور اس کے پڑھنے کی اجازت بھی دی۔ اخیر میں حضرت جنید بغدادیؒ کے شاگرد تک یہ سلسلہ پہنچتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد حضرت جنیدؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ اس علو مرتبہ پر بھی تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاذ سری سقطیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو ان سے یہی سوال کیا تھا جو تم نے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے استاد حضرت معروف کرخیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاد حضرت بشیرؒ حافی کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت عمرؒ مکی کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت حسن بصریؒ (جو سارے مشائخ چشتیہ کے سرگروہ ہیں) کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو عرض کیا تھا کہ آپ کی اس رفعت شان اور علو مرتبہ کے باوجود بھی اب تک تسبیح آپ کے ہاتھ میں ہے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم نے تصوف کی ابتدا میں اس سے کام لیا تھا اور اس کے ذریعہ سے ترقی حاصل کی تھی تو گوارا نہیں کہ اب اخیر میں اسکو چھوڑ دیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے دل سے زبان سے ہاتھ سے ہر طرح اللہ کا ذکر کروں۔ محد ثانہ حیثیت سے ان میں کلام بھی کیا گیا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تسبیحات فاطمہ

عن ابن اعبد قال قال علی رضی اللہ عنه الا احدثک عنی وعن فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و کانت من احب اهله الیه قلت بلی قال انها جرت بالرحی حتی اثر فی یدها واستقت بالقربة حتی اثر فی نحرها و کنست البیت حتی اغبرت ثیابها (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت علیؓ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور اپنی بیوی فاطمہؓ کا جو حضورؐ کی صاحبزادی اور سب گھر والوں میں زیادہ لاڈلی تھیں قصہ نہ سناؤں؟ انہوں نے عرض کیا ضرور سنائیں۔ فرمایا کہ وہ خود چکی پیستی تھیں جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے اور خود ہی مشک بھر کر لاتی تھیں جس سے سینہ پر رسی کے نشان پڑ گئے تھے خود ہی جھاڑو دیتی تھیں جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لونڈی غلام آئے میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ تم اگر اپنے والد صاحبؐ کی خدمت میں جا کر ایک خادم مانگ لاؤ تو اچھا ہے سہولت رہے گی وہ گئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کا مجمع تھا اس لئے واپس چلی آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے روز خود ہی مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کل کس کام کو آئی تھیں وہ چپ ہو گئیں (شرم کی وجہ سے بول بھی نہ سکیں) میں نے عرض کیا حضورؐ چکی سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے، مشکیزہ بھرنے کی وجہ سے سینہ پر بھی نشان پڑ گیا ہے، جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں کل آپ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے تھے اس لئے میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک خادم اگر مانگ لائیں تو ان مشقتوں میں سہولت ہو جائے۔ حضورؐ نے فرمایا فاطمہ اللہ سے ڈرتی رہو اور اسکے فرض ادا کرتی رہو اور گھر کے کاروبار کرتی رہو اور جب سونے کے لئے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ یہ خادم سے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں اللہ (کی تقدیر) اور اس کے رسول (کی تجویز) سے راضی ہوں۔ دوسری حدیث میں حضورؐ کی چچازاد بہنوں کا قصہ بھی اسی قسم کا آیا ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم دو بہنیں اور حضورؐ کی بیٹی فاطمہؓ تینوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی مشقت اور دقتیں ذکر کر کے ایک خادم کی طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خادم دینے میں تو بدر کے یتیم تم سے مقدم ہیں میں تمہیں خادم سے بھی بہتر چیز بتاؤں ہر نماز کے بعد ہر تینوں کلمے یعنی سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر ۳۳، ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر پڑھ لیا کرو یہ خادم سے بہتر ہے۔

تسبیحاتِ فاطمہ کی اہمیت وافادیت

تشریح: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور عزیزوں کو خاص طور پر ان تسبیحات کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو یہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ سونے کا ارادہ کریں تو سبحان اللہ الحمدللہ، اللہ اکبر ہر ایک ۳۳ مرتبہ پڑھیں۔ حدیث بالا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی مشقتوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں ان تسبیحات کو تلقین فرمایا۔ اس کی ظاہری وجہ تو ظاہر ہے کہ مسلمان کے لئے دنیوی مشقت اور تکلیف قابل التفات نہیں ہے اس کو ہر وقت آخرت اور مرنے کے بعد کی راحت و آرام کی فکر ضروری ہے اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چندروزہ زندگی کی مشقت اور تکلیف کی طرف سے توجہ ہٹا کر آخرت کی راحت کے سامان بڑھانے کی طرف متوجہ فرمایا اور ان تسبیحات کا آخرت میں زیادہ سے زیادہ نافع ہونا ان روایات سے جو اس باب میں ذکر کی گئیں ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان تسبیحات کو حق تعالیٰ شانہ نے جہاں دینی منافع اور ثمرات سے شرف بخشا ہے دنیوی منافع بھی ان میں رکھے ہیں۔ اللہ کے پاک کلام میں اس کے رسول کے پاک کلام میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن میں آخرت کے ساتھ ساتھ دنیاوی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے زمانہ میں مومنوں کی غذا فرشتوں کی غذا ہوگی یعنی تسبیح وتقدیس (سبحان اللہ وغیرہ الفاظ کا پڑھنا) کہ جس شخص کا کلام ان چیزوں کا پڑھنا ہوگا حق تعالیٰ شانہ اس سے بھوک کی مشقت کو زائل کردیں گے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس دنیا میں بغیر کھائے پیے صرف اللہ کے ذکر پر گزارہ ممکن ہوسکتا ہے اور دجال کے زمانہ میں عام مومنین کو یہ دولت حاصل ہوگی تو اس زمانہ میں خواص کو اس حالت کا میسر ہوجانا کچھ مشکل نہیں۔ اس لئے جن لوگوں سے اس قسم کے واقعات بکثرت منقول ہیں کہ معمولی غذا پر یا غذا کے وہ کئی کئی دن گزار دیتے تھے ان میں کوئی وجہ انکار یا تکذیب کی نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کہیں آگ لگ جائے تو تکبیر (یعنی اللہ اکبر کثرت سے) پڑھا کرو یہ اس کو بجھا دیتی ہے۔ حصن حصین میں نقل کیا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی کام میں تعب اور مشقت معلوم ہو یا قوت کی زیادتی مطلوب ہو تو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھے یا تینوں کلمے ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے یا کوئی سا ایک ۳۴ مرتبہ پڑھ لے (چونکہ مختلف احادیث میں مختلف عدد آئے ہیں اس لئے سب ہی کو نقل کر دیا ہے) حافظ ابن تیمیہؒ نے بھی ان احادیث میں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو خادم کے بدلے یہ تسبیحات تعلیم فرمائیں یہ استنباط کیا ہے کہ جو شخص ان پر مداومت کرے اس کو مشقت کے کاموں میں تکان اور تعب نہیں ہوگا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر معمولی تعب ہوا بھی تب بھی مضرت نہ ہوگی۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ یہ عمل مجرب ہے یعنی تجربہ سے بھی یہ ثابت ہوئی ہے کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت پڑھنا ازالۂ تکان اور زیادتی قوت کا سبب ہوتا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے مرقاۃ الصعود میں لکھا ہے کہ ان تسبیحوں کا خادم سے بہتر ہونا آخرت کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ آخرت میں یہ تسبیحیں جتنی مفید، کارآمد اور نافع ہوں گی، دنیا میں خادم اتنا کارآمد اور نافع نہیں ہو سکتا اور دنیا کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ ان تسبیحوں کی وجہ

سے کام پر جس قدر قوت اور ہمت ہوسکتی ہے خادم سے اتنا کام نہیں ہوسکتا۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جوان پر عمل کرے وہ جنت میں داخل ہو اور وہ دونوں بہت سہل ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں ایک یہ کہ ان تسبیحوں کو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں تو ایک سو پچاس ہوئیں لیکن اعمال کی ترازو میں پندرہ سو ہونگی۔ دوسرے یہ کہ سوتے وقت **سبحان الله الحمدلله** ۳۳' ۳۳ مرتبہ پڑھے اور **الله اکبر** ۳۴ مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں سو مرتبہ ہوئیں اور ثواب کے اعتبار سے ایک ہزار ہوئیں۔کسی نے پوچھا یارسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ ان پر عمل کرنیوالے بہت تھوڑے ہیں۔حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کے وقت شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں ضرورت ہے اور فلاں کام ہے اور جب سونے کا وقت ہوتا ہے وہ ادھر ادھر کی ضرورتیں یاد دلاتا ہے جس سے پڑھنا رہ جاتا ہے۔

امور خانہ داری کی انجام دہی:

ان احادیث میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار اور دو جہاں کے سردار کی بیٹی اپنے ہاتھ سے آٹا پیستیں حتیٰ کہ ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے۔خود ہی پانی بھر کر لاتیں حتیٰ کہ سینہ پر مشک کی رسی کے نشان ہو گئے' خود ہی گھر کی جھاڑو وغیرہ سارا کام کرتیں جس سے ہر وقت کپڑے میلے رہتے۔آٹا گوندھنا' روٹی پکانا غرض سب ہی کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔کیا ہماری بیبیاں یہ سارے کام تو کیا ان میں سے آدھے بھی اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں اور اگر نہیں کرتیں تو کتنی غیرت کی بات ہے کہ جن کے آقاؤں کی یہ زندگی ہو' ان کے نام لیوا ان کے نام پر فخر کرنیوالوں کی زندگی اس کے آس پاس بھی نہ ہو؟ چاہیے تو یہ تھا کہ خادموں کا عمل ان کی مشقت آقاؤں سے کچھ آگے ہوتی مگر افسوس کہ یہاں اس کے آس پاس بھی نہیں۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

صلوٰۃ التسبیح ایک بہترین عمل

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس بن عبدالمطلب یا عباس یاعماہ الاعطیک الامنحک الا اخبرک الا افعل بک عشر خصال اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک اولہ واخرہ قدیمہ و حدیثہ خطأہ وحمدہ صغیرہ و کبیرہ سرہ وعلانیتہ ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وسورۃ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا اے عباس اے میرے چچا کیا میں تمہیں ایک عطیہ کروں۔ ایک بخشش کروں ایک چیز بتاؤں تمہیں دس چیزوں کا مالک بناؤں جب تم اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ شانہ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کئے ہوئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے چھوٹے اور بڑے چھپ کر کئے ہوئے اور کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی معاف فرما دیں گے وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل (صلوۃ تسبیح کی نیت باندھ کر) پڑھو اور ہر رکعت میں جب الحمد اور سورت پڑھ چکو تو رکوع سے پہلے سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب رکوع کرو تو دس مرتبہ اسمیں پڑھو پھر جب رکوع سے کھڑے ہو تو دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو (دوسری رکعت میں) کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو۔ ان سب کی میزان پچھتر ہوئی۔ اسی طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوگا اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو۔

تشریح: ایک صحابیؓ کہتے ہیں مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کل صبح کو آنا تم کو ایک بخشش کرونگا۔ ایک چیز دونگا۔ ایک عطیہ کرونگا۔ وہ صحابیؓ کہتے ہیں میں ان الفاظ سے یہ سمجھا کہ کوئی (مال) عطا فرمائینگے (جب میں حاضر ہوا) تو فرمایا کہ جب دوپہر کو آفتاب ڈھل چکے تو چار رکعت نماز پڑھو اسی طریقہ سے بتایا جو پہلی حدیث میں گزرا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت میں کسی وجہ سے نہ پڑھ سکوں تو ارشاد فرمایا کہ جس وقت ہو سکے دن میں یا رات میں پڑھ لیا کرو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر کو حبشہ بھیج دیا تھا۔ جب وہ وہاں سے واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو حضورؐ نے ان کو گلے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر فرمایا میں تجھے ایک چیز دوں، ایک خوشخبری سناؤں، ایک بخشش کروں، ایک تحفہ دوں۔ انہوں نے عرض کیا ضرور۔ حضورؐ نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ۔ پھر اسی طریقہ سے بتائی جو اوپر گذرا، اس حدیث میں ان چار کلموں کے ساتھ **لاحول ولا قوۃ الا اللہ العلی العظیم** بھی آیا ہے۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں مجھ سے حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں بخشش کروں، ایک عطیہ دوں، ایک چیز عطا کروں، وہ کہتے ہیں میں یہ سمجھا کہ کوئی دنیا کی ایسی چیز دینے کا ارادہ ہے جو کسی کو نہیں دی (اس وجہ سے اس قسم کے الفاظ بخشش عطا وغیرہ کو بار بار فرماتے ہیں) پھر آپ نے چار رکعت نماز سکھائی جو اوپر گزری۔ اسمیں یہ بھی فرمایا کہ جب التحیات کیلئے بیٹھو تو پہلے ان تسبیحوں کو پڑھو پھر التحیات پڑھنا۔

صلوۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ

قال الترمذی و قدروی ابن المبارک وغیر واحد من اهل العلم صلوة التسبیح و ذکروا الفضل فیه حدثنا احمد بن عبدة انا ابو وهب سالت عبدالله بن المبارک عن الصلوة التی یسبح فیها قال یکبرُ ثم یقول سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک و تعالیٰ جدلک ولااله غیرک

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مبارک اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے اور اس کا یہ طریقہ نقل کیا گیا ہے کہ **سبحانک اللھم** پڑھنے کے بعد **الحمد** شریف پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلموں کو پڑھے پھر **اعوذ** اور **بسم اللہ** پڑھ کر **الحمد** شریف اور پھر کوئی سورت پڑھے، سورت کے بعد رکوع سے پہلے دس مرتبہ پڑھے پھر رکوع میں دس مرتبہ پھر رکوع سے اٹھ کر، پھر دونوں سجدوں میں، اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھ کر دس دس مرتبہ پڑھے یہ پچھتر پوری ہوگئی (لہٰذا دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی) رکوع میں پہلے سبحان ربی **العظیم** اور سجدہ میں پہلے **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھے، پھر ان کلموں کو پڑھے (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس طریقہ سے نقل کیا گیا ہے)

صحابہ کرامؓ تابعین اور اولیاءؒ کے ہاں صلوۃ التسبیح کا اہتمام

تشریح: صلوۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے جس کا اندازہ کچھ احادیث بالا سے ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس کو تعلیم فرمایا ہے۔ علمائے امت، محدثین، فقہاء صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ امام حدیث حاکمؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ تبع تابعین کے زمانے سے ہمارے زمانہ تک مقتداء حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں جن میں عبداللہ بن مبارک بھی ہیں۔ یہ عبداللہ بن مبارکؒ امام بخاریؒ کے استادوں کے استاد ہیں۔ بیہقیؒ کہتے ہیں کہ ابن مبارکؒ سے پہلے ابوالجوزاءؒ جو معتمد تابعی ہیں اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ عبدالعزیز بن ابی رواڈؒ جو ابن مبارک کے بھی استاد ہیں بڑے عابد اور زاہد متقی لوگوں میں ہیں کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔ ابوعثمانؒ حیری جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ علامہ تقی سبکیؒ فرماتے ہیں یہ نماز بڑی اہم ہے بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکا میں نہ پڑنا چاہئیے۔ جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنیوالا ہے۔ صلحاء کے کاموں سے دور ہے اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہیے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔

بعض علماء کا شبہ

بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا لیکن جب روایت بہت سے صحابہؓ سے منقول ہے تو انکار مشکل ہے البتہ دوسری آیات و احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی شرط ہوگی۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کے دو طریقے

احادیث بالا میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں اول یہ کہ کھڑے ہو کر **الحمد** شریف اور سورہ کے بعد پندرہ مرتبہ چاروں کلمے **سبحان الله، الحمد الله، لاالہ الا الله، الله اکبر** پڑھے۔ پھر رکوع میں **سبحان ربی العظیم** کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے کھڑے ہو کر **سمع الله لمن حمدہ، ربنالک الحمد** کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ پھر دونوں سجدوں میں **سبحان ربی الاعلیٰ** کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے اور دونوں سجدوں کے درمیان جب بیٹھے دس مرتبہ پڑھے اور جب دوسرے سجدہ سے اٹھے تو **الله اکبر** کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس مرتبہ پڑھ کر بغیر الله اکبر کے کہنے کے کھڑا ہو جائے اور دو رکعت کے بعد اس طرح چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس دس مرتبہ پڑھے پھر التحیات پڑھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے **سبحانک اللهم** کے بعد **الحمد** سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر **الحمد** اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور باقی سب طریقے بدستور۔ البتہ اس صورت میں نہ تو دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے اور نہ التحیات کے ساتھ پڑھنے کی۔ علماً نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طرح پڑھ لیا کرے کبھی اس طرح۔

صلوٰۃ التسبیح سے متعلقہ مسائل

چونکہ یہ نماز عام طور سے رائج نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق چند مسائل لکھے جاتے ہیں تا کہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔

مسئلہ ۱: اس نماز کیلئے کوئی سورۃ قرآن کی متعین نہیں جونسی سورت دل چاہے پڑھے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورۃ حدید، سورہ حشر، سورہ صف، سورہ جمعہ، سورہ تغابن میں سے چار سورتیں پڑھے بعض حدیثوں میں بیس آیتوں کی بقدر آیا ہے اس لئے ایسی سورتیں پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں۔ بعض نے اذا زلزلت، والعادیات، تکاثر، والعصر، کافرون، نصر، اخلاص لکھا ہے کہ ان ہی میں سے پڑھ لیا کرے۔

مسئلہ ۲: ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے کہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائیگی۔ انگلیوں کو بند کر کے گننا اور تسبیح ہاتھ میں لیکر اس پر گننا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں۔ ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اسی جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ ۳: اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اسکو پورا کرے البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے۔ اس طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے، تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے اس طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھ لے اور اگر وہ رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ ۴: اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آجائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہیے اس لئے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی' ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

مسئلہ ۵: بعض احادیث میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

اے اللہ میں آپ سے ہدایت والوں کی سی توفیق مانگتا ہوں اور یقین والوں کے عمل اور توبہ والوں کا خلوص مانگتا ہوں اور صابرین کی پختگی اور آپ سے ڈرنے والوں کی سی کوشش (یا احتیاط) مانگتا ہوں اور رغبت والوں کی سی طلب اور پرہیزگاروں کی سی عبادت اور علماء کی سی معرفت تا کہ میں آپ سے ڈرنے لگوں اے اللہ ایسا ڈر جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے اور تا کہ میں آپ کی اطاعت سے ایسے عمل کرنے لگوں جن کی وجہ سے آپ کی رضا اور خوشنودی کا مستحق بن جاؤں اور تا کہ خلوص کی توبہ آپ کے ڈر سے کرنے لگوں اور تا کہ سچا اخلاص آپ کی محبت کی وجہ سے کرنے لگوں۔ اور تا کہ آپ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ آپ پر توکل کرنے لگوں' اے نور کے پیدا کرنے والے! تیری ذات پاک ہے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور تو ہماری مغفرت فرما بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے درخواست کو قبول فرما۔

مسئلہ ۶: اس نماز کا اوقات مکروہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے۔ البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی وقت پھر رات کو۔

مسئلہ ۷: بعض حدیثوں میں سوم کلمہ کے ساتھ لاحول کو بھی ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اوپر تیسری حدیث میں گذرا۔ اس لئے اگر کبھی کبھی اس کو بڑھا لے تو اچھا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔

اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائیے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

اے اللہ! ہم آپ سے دین و دنیا اور اہل و عیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ذکر کی فضیلت، فضائل وفوائد

حافظ ابنِ قیمؒ رحمہ اللہ کی کتاب ''الوابل الصیب'' میں سے نمبر وارانا سی ۷۹ فوائد کو مختصراً اس جگہ ترتیب وار نقل کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ بہت سے فوائد ان میں ایسے ہیں جو کئی کئی فائدوں کو شامل ہیں اس لحاظ سے یہ سو ۱۰۰ سے زیادہ کو مشتمل ہیں۔

یہاں چار اسباق کی شکل میں یہ فوائد دیے جاتے ہیں۔

(۱) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے۔

(۲) اللہ جل جلالہٗ کی خوشنودی کا سبب ہے۔

(۳) دل سے فکروغم کو دور کرتا ہے۔

(۴) دل میں فرحت سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے۔

(۵) بدن کو اور دل کو قوت بخشتا ہے۔

(۶) چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے۔

(۷) رزق کو کھینچتا ہے۔

(۸) ذکر کرنے والے کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے یعنی اسکے دیکھنے سے رُعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو حلاوت نصیب ہوتی ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو۔ اس کو چاہیے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے۔

(۱۰) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبہ احسان تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل شانہٗ کو دیکھ رہا ہے (یہی مرتبہ صوفیہ کا منتہائے مقصد ہوتا ہے۔

(۱۱) اللہ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آجاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہٗ اس کی جائے پناہ اور ماویٰ و ملجا بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔

(۱۲) اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دُوری ہوتی ہے۔

(۱۳) اللہ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے۔

(۱۴) اللہ جل شانہٗ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ کیساتھ حضوری پیدا کرتا ہے۔

(۱۵) اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ اور حدیث میں وارد ہے **من ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی الحدیث** اگر ذکر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں۔

(۱۶) دل کو زندہ کرتا ہے۔ حافظ ابنِ تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کے لئے ایسا ہے جیسا مچھلی کے لئے پانی۔ خود غور کرلو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے۔

(۱۷) دل اور روح کی روزی ہے اور ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا بدن کو اس کی روزی (یعنی کھانا) نہ ملے۔

(۱۸) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے ہر چیز پر اس کے مناسب زنگ اور میل کچیل ہوتا ہے دل کا مَیل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہیں یہ اس کے لئے صفائی کا کام دیتا ہے۔

(۱۹) لغزشوں اور خطاؤں کو دُور کرتا ہے۔

(۲۰) بندہ کو اللہ جل شانہٗ سے جو وحشت ہو جاتی ہے اُس کو دُور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے۔

(۲۱) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ (باب نمبر ۳ فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۱۷)

(۲۲) جو شخص راحت میں اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ مصیبت کیوقت اس کو یاد کرتا ہے۔

(۲۳) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔

(۲۴) سکینہ اور رحمت کے اُترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنے والے کو گھیر لیتے ہیں (سکینہ کے معنی باب ہٰذا کی فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۸ میں گذر چکے ہیں)

(۲۶) اس کی برکت سے زبان غیبت، چغلخوری، جھوٹ، بدگوئی، لغوگوئی سے محفوظ رہتی ہے چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے وہ ان اشیاء سے عموماً محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی ہر نوع کی لغویات میں مبتلا رہتا ہے۔

(۲۷) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں اور لغویات اور غفلت کی مجلسیں شیطان کی مجلسیں ہیں اب آدمی کو اختیار ہے جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرلے اور ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے۔

(۲۸) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی سعید (نیک بخت) ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی اور غفلت یا لغویات میں مبتلا ہونے والا خود بھی بد بخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی۔

(۲۹) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رہتا ہے اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہے۔

(۳۰) ذکر کیساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدان حشر میں بلبلا رہا ہوگا۔ یہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔

(۳۱) ذکر میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے۔ جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں حدیث میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا اس کو میں دعائیں مانگنے والوں سے افضل عطا کرونگا۔

(۳۲) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے اسلیئے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے اور تمام اعضا کو حرکت دینے سے سہل ہے۔

(۳۳) اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں (چنانچہ باب ۳ فصل نمبر ۲ حدیث ۴ میں مفصّل آرہا ہے) جسقدر بخشش اور انعام کا وعدہ اس پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں ہے چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص **لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمدوھو علی شی ء قدیر**۔ سو ۱۰۰ مرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور سو ۱۰۰ نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں اور سو ۱۰۰ برائیاں اس سے معاف کردی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص کہ اس سے زیادہ عمل کرے۔ اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں جن سے ذکر کا افضل اعمال ہونا معلوم ہوتا ہے (اور بہت سی اُن میں سے اس رسالہ میں مذکور ہیں)

(مزید فوائد اگلے درس میں ملاحظہ فرمائیں)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذکر کی فضیلت، فضائل وفوائد

(۳۴) دوامِ ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن نصیب ہوتا ہے۔ جو سبب ہے دارین کی شقاوت کا اس لئے کہ اللہ کی یاد کو بھلا دینا سبب ہوتا ہے۔ خود اپنے نفس کے بھلا دینے کا اور اپنے تمام مصالح کے بھلا دینے کا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ○ (سورہ حشر رکوع ۳)۔

تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ سے بے پروائی کی پس اللہ نے ان کو اپنی جانوں سے بے پروا کردیا۔ یعنی اُن کی عقل ایسی ماری گئی کہ اپنے حقیقی نفع کو نہ سمجھا) اور جب آدمی اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے تو اس کی مصالح سے غافل ہوجاتا ہے اور یہ سبب ہلاکت کا بن جاتا ہے جیسا کہ کسی شخص کی کھیتی یا باغ ہو اور اُس کو بھول جائے اس کی خبر گیری نہ کرے تو لامحالہ وہ ضائع ہوگا۔ اور اس سے امن جب ہی مل سکتا ہے جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت تروتازہ رکھے اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہوجائے جیسا کہ پیاس کی شدت کیوقت پانی اور بھوک کے وقت کھانا اور سخت گرمی اور سخت سردی کیوقت مکان اور لباس، بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کا مستحق ہے اسلئے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہے جو رُوح کی اور دل کی ہلاکت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

(۳۵) ذکر آدمی کی ترقی کرتا رہتا ہے بستر پر بھی اور بازار میں بھی، صحت میں بھی اور بیماری میں بھی، نعمتوں اور لذّتوں کیساتھ مشغولی میں بھی، اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہر وقت ترقی کا سبب بنتی ہو حتیٰ کہ جس کا دل نورِ ذکر سے منور ہوجاتا ہے وہ سوتا ہوا بھی غافل شب بیداروں سے بڑھ جاتا ہے۔

(۳٦) ذکر کا نور دُنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پُل صراط پر آگے آگے چلتا ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا

(سورہ انعام رکوع ۱۵)

ایسا شخص جو پہلے مُردہ یعنی گمراہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ یعنی مسلمان بنادیا اور اس کو ایسا نور دیدیا کہ وہ اس نور کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے یعنی وہ نور ہر وقت اس کیساتھ رہتا ہے کیا ایسا شخص بدحالی میں اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں میں گھرا ہو کہ اُن سے نکلنے ہی نہیں پاتا) پس اوّل شخص مومن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اسکی محبت اور اسکی معرفت اور اسکے ذکر سے منور ہے، اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ نور نہایت مہتم بالشان چیز ہے اور اسی میں پوری کامیابی ہے اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طلب اور دُعا میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے ہر ہر جُزو میں نور کو طلب فرماتے تھے چنانچہ احادیث میں متعدد دعائیں ایسی ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دُعا فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ آپ کے گوشت میں، ہڈیوں میں، پٹھوں میں، بال میں، کھال میں، کان میں، آنکھ میں اُوپر نیچے دائیں بائیں، آگے پیچھے نور ہی نور کردے حتیٰ کہ یہ بھی دُعا کی کہ خود مجھی کو سرتاپا نور بنادے کہ آپ کی ذات ہی نور بن جائے اسی نُور کی بقدر اعمال میں نور ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کے نیک عمل ایسی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں کہ اُن پر آفتاب جیسا نور ہوتا ہے اور ایسا ہی نور اُن کے چہروں پر قیامت کے دن ہوگا۔

(۳۷) ذکر تصوّف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے

سب طریقوں میں رائج ہے جس شخص کے لئے ذکر کا دروازہ کھل گیا ہے اس کے لئے اللہ جل شانہٗ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا۔ اور جو اللہ جل شانہٗ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے۔

(۳۸) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی پُر نہیں ہوتا اور جب ذکر دل پر مسلّط ہوجاتا ہے تو وہ نہ صرف اس گوشہ کو پُر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کنبہ اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت، کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے۔

(۳۹) ذکر پراگندہ کو مجتمع کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرتا ہے۔ دور کو قریب کرتا ہے اور قریب کو دُور کرتا ہے۔ پراگندہ کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق ہموم غموم تفکرات پریشانیاں ہوتی ہیں اُن کو دور کر کے جمعیت خاطر پیدا کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تفکرات مجتمع ہیں اُن کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہوگئے ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلط ہیں اُن کو پراگندہ کر دیتا ہے اور آخرت کو جو دُور ہے قریب کر دیتا ہے اور دنیا کو جو قریب ہے دُور کر دیتا ہے۔

(۴۰) ذکر آدمی کے دل کو نیند سے جگاتا ہے غفلت سے چوکنا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے۔

(۴۱) ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں۔ صوفیہ کی اصلاح میں احوال اور واقعات کے پھل لگتے ہیں اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوط ہوگی اُتنے ہی زیادہ پھل اس پر آئینگے۔

(۴۲) ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے حتیٰ کہ اس کیساتھ معیت نصیب ہوجاتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے **ان اللہ مع الذین اتقوا** (اللہ جل شانہٗ متقیوں کیساتھ ہے) اور حدیث میں وارد ہے **انا مع عبدی ما ذکرنی** (میں اپنے بندے کیساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہے) ایک حدیث میں ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں میں ان کو اپنی رحمت سے دُور نہیں کرتا اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں تو میں اُن کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں اُن کا طبیب ہوں کہ انکو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ اُن کو گناہوں سے پاک کروں۔ نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہٗ کی معیت نصیب ہوتی ہے وہ ایسی معیت ہے جس کی برابر کوئی دوسری معیت نہیں ہے نہ وہ زبان سے تعبیر ہوسکتی ہے نہ تحریر میں آسکتی ہے اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو یہ نصیب ہوجاتی ہے (**اللھم ارزقنی منہ شیئا**)

(۴۳) ذکر غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہے، مالوں کے خرچ کرنے کے برابر ہے، اللہ کے راستے میں جہاد کی برابر ہے (بہت سی روایات میں اس قسم کے مضامین گذر بھی چکے ہیں اور آئندہ بھی آنے والے ہیں)

(۴۴) ذکر شکر کی جڑ ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہٗ سے عرض کیا آپ نے مجھ پر بہت احسانات کئے ہیں مجھے طریقہ بتا دیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں۔ اللہ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کروگے اتنا ہی شکر ادا ہوگا۔ دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست ذکر کی گئی ہے کہ یا اللہ تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو۔ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت ذکر کیساتھ تر و تازہ رہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذکر کی فضیلت‘ فضائل وفوائد

(۴۵) اللہ کے نزدیک پرہیز گار لوگوں میں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہوں اسلئے کہ تقویٰ کا منتہا جنت ہے اور ذکر کا منتہا اللہ کی معیّت ہے۔

(۴۶) دل میں ایک خاص قسم کی قسوت (سختی) ہے جو ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی۔

(۴۷) ذکر دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔

(۴۸) ذکر اللہ کیساتھ دوستی کی جڑ ہے اور ذکر سے غفلت اس کیساتھ دشمنی کی جڑ ہے۔

(۴۹) اللہ کے ذکر کی برابر کوئی چیز نعمتوں کی کھینچنے والی اور اللہ کے عذاب کو ہٹانے والی نہیں ہے۔

(۵۰) ذکر کرنے والے پر اللہ کی صلوٰۃ (رحمت) اور فرشتوں کی صلوٰۃ (دعا) ہوتی ہے۔

(۵۱) جو شخص یہ چاہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت کے باغوں میں رہے وہ ذکر کی مجالسِ میں بیٹھے کیونکہ یہ مجالسِ جنت کے باغ ہیں۔

(۵۲) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں (احادیث مذکورہ میں یہ مضمون مفصّل گذر چکا ہے)

(۵۳) اللہ جل شانہٗ ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں۔

(۵۴) ذکر پر مداومت کرنیوالا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔

(۵۵) تمام اعمال اللہ کے ذکر ہی کیواسطے مقرر کیئے گئے ہیں۔

(۵۶) تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکرِ کثرت سے کیا جائے۔ روزوں میں وہ روزہ افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو۔ حج میں وہ حج افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو۔ اسی طرح اور اعمال جہاد وغیرہ کا حکم ہے۔

(۵۷) یہ نوافل اور دوسری نفل عبادات کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فقراء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے حاصل کرتے ہیں یہ روزے نماز میں ہمارے شریک ہیں اور اپنے مالوں کی وجہ سے حج‘ عمرہ‘ جہاد میں ہم سے سبقت لیجاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس سے کوئی شخص تم تک نہ پہنچ سکے مگر وہ شخص جو یہ عمل کرے۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد **سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر** پڑھنے کو فرمایا (جیسا کہ باب ۳‘ فصل ۲ حدیث ۷ میں آ رہا ہے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج‘ عمرہ‘ جہاد وغیرہ ہر عبادت کا بدل ذکر کو قرار دیا ہے۔

(۵۸) ذکر دوسری عبادات کیلئے بڑا معین و مددگار ہے کہ اسکی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے۔ اور عبادات میں لذت آنے لگتی ہے اور کسی عبادت میں بھی مشقت اور بار نہیں رہتا۔

(۵۹) ذکر کی وجہ سے ہر مشقت آسان بن جاتی ہے اور ہر دشوار چیز سَہَل ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے بوجھ میں خفت ہو جاتی ہے اور ہر مصیبت زائل ہو جاتی ہے۔

(۶۰) ذکر کی وجہ سے دل سے خوف وہراس دُور ہو جاتا ہے ڈر کے مقام پر اطمینان پیدا کرنے اور خوف کے زائل کرنے میں اللہ کے ذکر کو خصوصی دخل ہے اور اس کی یہ خاص تاثیر ہے جتنی ہی ذکر کی کثرت ہوگی اتنا ہی اطمینان نصیب ہوگا اور خوف زائل ہوگا۔

(۶۱) ذکر کیوجہ سے آدمی میں ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس کیوجہ سے ایسے کام اُس سے صادر ہونے لگتے ہیں جو

دشوار نظر آتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو جب انہوں نے چکّی کی مشقت اور کاروبار کی دشواری کیوجہ سے ایک خادم طلب کیا تو سوتے وقت **سبحان اللہ الحمد للہ** ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور **اللہ اکبر** ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ خادم سے بہتر ہے۔

(۶۲) آخرت کے لئے کام کرنے والے سب دوڑ رہے ہیں اور اس دوڑ میں ذاکرین کی جماعت سب سے آگے ہے۔ عمرہ مولی غفرۃؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ قیامت میں جب لوگوں کو اعمال کا ثواب ملیگا تو بہت سے لوگ اسوقت حسرت کریں گے کہ ہم نے ذکر کا اہتمام کیوں نہ کیا کہ سب سے زیادہ سہل عمل تھا۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مفرِّد لوگ آگے بڑھ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفرد لوگ کون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذکر پر مرمٹنے والے کہ ذکر انکے بوجھوں کو ہلکا کر دیتا ہے۔

(۶۳) ذکر کرنیوالے کی اللہ تعالیٰ شانہٗ تصدیق کرتے ہیں اور اس کو سچا بتاتے ہیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ خود سچا بتائیں اُس کا حشر جھوٹوں کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ **لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر** کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں میرے بندہ نے سچ کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں۔

(۶۴) ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں۔ جب بندہ ذکر سے رُک جاتا ہے تو فرشتے تعمیر سے رُک جاتے ہیں۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فلاں تعمیر تم نے کیوں روک دی تو وہ کہتے ہیں کہ اس تعمیر کا خرچ ابھی تک آیا نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم** سات مرتبہ پڑھے ایک گنبد اس کے لئے جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے۔

(۶۵) ذکر جہنم کے لئے آڑ ہے اگر کسی بدعملی کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو جائے تو ذکر درمیان میں آڑ بن جاتا ہے اور جتنی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی پختہ آڑ ہوگی۔

(۶۶) ذکر کرنیوالے کیلئے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سے ذکر کیا گیا ہے کہ جب بندہ **سبحان اللہ وبحمدہ** کہتا ہے یا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن** کہتا ہے تو فرشتے دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔

(۶۷) جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ فخر کرتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنے والا تجھ پر آج گذرا ہے اگر وہ کہتا ہے کہ گذرا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

(۶۸) ذکر کی کثرت نفاق سے بری ہونیکا اطمینان (اور سند) ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے منافقوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ لَایَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا (نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑا سا) کعبؓ احبار سے نقل کیا گیا ہے کہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرے وہ نفاق سے بری ہے۔

(۶۹) تمام نیک اعمال کے مقابلہ میں ذکر کیلئے ایک خاص لذت ہے جو کسی عمل میں بھی نہیں پائی جاتی اگر ذِکر میں اس لذّت کے سوا کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تو یہی چیز اس کی فضیلت کیلئے کافی تھی۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ لذّت پانیوالے کسی چیز میں بھی ذکر کے برابر لذّت نہیں پاتے۔

(۷۰) ذکر کرنیوالوں کے چہرہ پر دنیا میں رونق اور آخرت میں نور ہوگا۔

(۷۱) جو شخص راستوں میں اور گھروں میں، سفر میں اور حضر میں کثرت سے ذکر کرے قیامت میں اس کے گواہی دینے والے کثرت سے ہونگے۔ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں **یومئذ تحدث اخبارھا** (اُس دن

زمین اپنی خبریں بیان کریگی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جانتے ہو اسکی خبریں کیا ہیں۔ صحابہؓ نے لاعلمی ظاہر کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد وعورت نے جو کام زمین پر کیا ہے وہ بتائیگی کہ فلاں دن فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا ہے (نیک ہوا یا برا) اسلئے مختلف جگہوں میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کے گواہ بھی بکثرت ہونگے۔

(۷۲) زبان جتنی دیر ذکر میں مشغول رہے گی' لغویات' جھوٹ' غیبت وغیرہ سے محفوظ رہے گی۔ اسلئے کہ زبان چُپ تو رہتی ہی نہیں یا ذکر اللہ میں مشغول ہوگی ورنہ لغویات میں۔ اسی طرح دل کا حال ہے کہ اگر وہ اللہ کی محبت میں مشغول نہ ہوگا تو مخلوق کی محبت میں مبتلا ہوگا۔

(۷۳) شیاطین آدمی کے کھلے دشمن ہیں اور ہر طرح سے اس کو وحشت میں ڈالتے رہتے ہیں اور ہر طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں جس شخص کا یہ حال ہو کہ اسکے دشمن ہر وقت اس کا محاصرہ کیئے رہتے ہوں اس کا جو حال ہوگا ظاہر ہے اور دشمن بھی ایسے کہ ہر ایک ان میں سے یہ چاہے کہ جو تکلیف بھی پہنچا سکوں پہنچاؤں۔ ان لشکروں کو ہٹانے والی چیز ذکر کے سوا کوئی نہیں ہے۔ بہت سی احادیث میں بہت سی دعائیں آئی ہیں جن کے پڑھنے سے' شیطان قریب بھی نہیں آتا۔ اور سوتے وقت پڑھنے سے رات بھر حفاظت رہتی ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے بھی ایسی دعائیں متعدد ذکر کی ہیں ان کے علاوہ مصنف نے چھ نمبروں میں انواعِ ذکر کا تفاضل اور ذکر کی بعض کُلّی فضیلتیں ذکر کی ہیں۔ اور اس کے بعد پچھتّر فصلیں خصوصی دعاؤں میں جو خاص خاص اوقات میں وارد ہوئی ہیں ذکر کی ہیں جن کو اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے' کہ توفیق والے کے لئے جو ذکر کیا گیا ہے یہ بھی کافی سے زیادہ ہے اور جس کو توفیق نہیں ہے اُس کے لئے ہزار ہا فضائل بھی بیکار ہیں۔
وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ.

دعا کیجئے

اے اللہ! ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے حقیقی ذکر یعنی ہمہ وقت آپ کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت نصیب فرمایئے اور مسنون اذکار و وظائف کو صبح وشام پڑھنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کا ذکر کرنے والے سب سے زیادہ آپ کو فرمانبرداری کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجئے کہ ہم اپنے سارے دل کیساتھ آپ سے محبت کریں اور آپ کو راضی کرنے میں اپنی ساری کوششیں صرف کردیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے دین ودنیا اور اہل وعیال میں معافی اور اچھے انجام کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بخش دیجئے اور ہمارے گھروں میں وسعت اور رزق میں برکت عطا فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سلسلہ درس حدیث ـ 7
جلد منظر عام پر

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

انتخاب از

فضائل درود شریف

از افادات:
شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

زیر نگرانی
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240